نذر اخلاص بہ عالیجناب والا رتبت محب درویشاں آنریبل نواب اکبر علی خاں بہادر گورنر اترپردیش دام اقبالہ

منجانب
خاکسار ملا نثار احمد فاروقی
عارف خیرآبادی (اودھ)
نبیرہ
نواب عظیم جاہ احتشام الملک بہادر
(پرنس آف آرکاٹ مدراس)
۵-اپریل ۱۹۷۳ء یوم پنجشنبہ

بعون صانع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان

گل نودمیدۂ خیابان طریقت و عرفان سرو آب سال حقیقت
وایقان شمع شبستان معرفت آفتاب عالمتاب
سپہر ہدایت خضر طریق ارادت موسوم بہ

عین الولایت
لراح الہدایت

مصنفۂ صوفی بے ریا مقبول بارگاہ کبریا
حضرت محمد عزیز اللہ شاہ معروف بہ منشی ولایت علی خانصاحب
متخلص بہ عزیز در ذکر حضرات خانوادہ چشتیہ قدس سرہم۔

مطبع (راجہ) رام کمار وارث مطبع منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں طبع ہوا

 قیمت عہ

فہرست کتاب عین الولایت مع سنہ وفات و مادہ تاریخ و مدفن

صفحہ	اسمائے گرامی	مادہ تاریخ	سنہ وفات ہجری	مدفن
	فصل اول			
۹	ذکر خیر حضرت محمد عزیز اللہ شاہ قدس سرہ		۱۳۴۷	صفی پور
۲۰	" خادم صفی محمدی "	شد مرشد ما ازبرا حیف از ما	۱۲۸۷	"
۲۸	" محمد حفیظ اللہ شاہ "	ادخلہ بخلدہ	۱۲۸۱	"
۳۲	" شاہ غلام پیر "	رفتہ از دنیا بجنت پاکباز	۱۲۵۱	سانڈی
۳۴	" شاہ افہام اللہ "	بجوار قرب برفت	۱۱۹۶	صفی پور
۳۵	" شاہ عبد اللہ "	سوی ملک ارم بپاکان رفت	۱۱۶۳	"
۳۸	" شیخ بھولن "	ہی ہی غم دل	۱۱۰۴	"
۳۹	" شیخ زاہد "	ہی ہی داغ جانہا	۱۰۹۵	"
"	" شیخ عبد الواحد "	بہشت آسودہ کبار آسا	۱۰۷۵	"
"	" شاہ عبد الرحمن "	داغ بدلہا	۱۰۴۷	"
	" شیخ اکرم "	او باز رسیدہ بخدائے باقی	۱۰۲۶	"
۴۰	" شیخ مبارک "	بہشت آراسے ولا	۱۰۵۶	"
۴۲	" عبد الصمد عرف شیخ صفی "	مرد خدا بود وولی ہائے ہائے	۹۴۵	"
۵۸	" شیخ سعد الدین "	شیخ بود	۹۲۲	خیرآباد
۶۵	" شاہ مینا "	از جہان رفت ولی اکمل	۸۸۴	لکھنؤ
۷۳	" شیخ سارنگ "	رب ترحمہ	۸۵۵	مجگوہ نواب گنج
۷۵	" سید راجو قتال "	ولی احد از جہان رفتہ ہائے	۸۲۷	اچھ ملتان
۷۷	" مخدوم جہانیاں سید جلال الدین "	آہ مراد عاشقاں بود	[illegible]	[illegible]

بعون صناع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان

گل نو دمیدہ خیابان طریقت و عرفان سرو آبسال حقیقت

و ایقان شمع شبستان معرفت آفتاب عالمتاب

سہرا بہت مختصر طریق ارادت موسوم بہ

عین الولایت

لراح الہدایت

مصنفہ صوفی بے ریا مقبول بارگاہ کبریا

حضرت محمد عزیز اللہ شاہ معروف بہ منشی ولایت علی خانصاحب

متخلص بہ عزیز در ذکر حضرات خانوادہ چشتیہ قدس اسرارہم

مطبع (راجہ) رام کمار واقع لکھنؤ مطبع منشی نولکشور میں طبع ہوا

 ۱۹۵۳ء



بسم اللہ الرحمن الرحیم

واصلے علی نبینا محمد والہ واصحابہ الکریم

حمد بیحد اُس نور محض اور ہستی بحت کو جسنے اپنی ذات پاک کو صورت محمدی مین ظاہر فرمایا اور آدم علیہ السّلام کو آئینہ اور حکم محکم تخلقوا باخلاق اللہ کو صیقل بنایا سچ ہے من عرف نفسہ فقد عرف ربہ ؎ گر نبودی ذات حق اندر وجود ؛ آب و گل را کے ملک کردی سجود ؛ پس توحید دو قسم پر ہے توحید علمی اور توحید عینی علمی تو یہی جو بیان مین آئی اور عینی یہ کہ سالک طریقۂ ریاضت کو اختیار کرے اور تزکیۂ نفس کے بعد دل کی آنکھون سے جسکو بصیرت کہتے ہین مراتب وحدت کو اپنے وجود مین دیکھے اور اسیکو مشاہدہ اور معائنہ کہتے ہین اور ہندی زبان مین سوجھ بوجھ بھی بولتے ہین ؎ پس بصورت عالم صغرے توئی ؛ پس بمعنے عالم کبرے توئی ؛ اور سالک جب اس مقام پر پہونچتا ہے تو سوا ایک وجود کے کسی شئے کو موجود نہین دیکھتا اور تغیرات مظاہر جو ساعت بساعت ہزارون نیرنگیون سے ظاہر ہوتے رہتے ہین اور تجدد امثال انھیں کا

نام ہے اُسکی چشم خدابین مین حاجت نہیں ہوتی یہدی اللہ لنورہٖ من
یشآء راہ دکھلاتا ہے اللہ اپنے نور کی جسکو چاہتا ہے رباعی گفتم صنما گر تو
جانان منی ؛ اکنون کہ نگاہ میکنم جان منی ؛ مرتد گردم اگر زمن در گذری ؛
اے جان جہان تو کفر و ایمان منی ؛ قربان اُس مرشد برحق پر جسنے یہ نکتہ
بتلایا اور اپنا جمال جہان آرا دکھلایا اور ایسا دل پر چھایا کہ کچھ اور نظر نہ آیا
اور جب تک اُس عین حقیقت نے یہ بھید نہ بتایا کچھ پتا نہ پایا الراقم حق نے
مجھے دکھائی خادم صفی کی صورت ؛ بے شک ہے سب خدائی خادم صفی
کی صورت ؛ سبحان اللہ کیسا مرشد برحق نور مطلق فرشتہ خو بہشتی رو بات
بات اُسکی جانخراش زخم پنہان پر نمک پاش آشنائے بے رنج اداشناس
نکتہ سنج شگفتہ پیشانی بانی مہربانی نورانی جمال روحانی کمال روشن ضمیر
پوزش پذیر مست الست حقیقت پرست شمع ہر تاریکی موشگاف ہر باریکی والی
مراتب والا نہایت محبت والا گلفام نازک اندام زیبا روش پاکیزہ منش
رافت کیش ظرافت اندیش برہمن نیرنگی پردہ کشائے بیرنگی رند خرابات
مظہر کرامات عشق مشرب آشتی مذہب قبلۂ حاجات محراب مناجات جامہ زیب
دلفریب حشمت رعنائی معنے زیبائی کج کلاہ جادو نگاہ مستانہ خرام غارت گر
آرام کعبہ دیدار مصحف گفتار ماہ پیکر خورشید منظر یگانہ ساز بیگانہ نواز زود آمیز
کرشمہ انگیز پیر مے فروش حریف نوشا نوش درویش وجیہہ لاریب فیہ
بادی آزادی بے غم و شادی سرخ رخسار سبز دستار قلیل المزاج کثیر الصلاح
گرامی تبار عالی مقدار فریادرس کس ہر بیکس قرابہ کش عطار وش بردبار
ابر گوہر بار گرانمایہ آفتاب سایہ ارجمند بالا بلند کان ملاحت نمک جراحت
سیر نہانی گنج معانی انیس خلوت جلیس جلوت شاہنشاہ مرد راہ نفیس المزاج

فتوت امتزاج فصیح البیان طلاقت نشان صیقل زنگ معنی آئینہ اللہ غنی مونس
دل عارف کامل غالیہ بو کمان ابرو پر تمکین سراپا تمکین عاشق درد معشوق
فرد سرو آزاد راستی بنیاد کرم پیشہ رحمت اندیشہ سادہ لباس رنگین قیاس
ہوش ربا ہنگامہ زا صوفی پارسا رہبر ہر نارسا عافیت سوز عاقبت آموز سبز
رنگ خوش آہنگ صاحب ناموس شاہد مانوس پرتو طور مشعل نور دیر خشم
سرمگین چشم فانی فی اللہ باقی باللہ دشمن آرزو رہزن آبرو ساقی باقی شور مشتاقی
شیرین حرکات مخزن برکات ترک چالاک شوخ بیباک خرقہ پوش پیالہ نوش
فرید الاسلام شیخ نظام ؎ فرید الملتی عارف کنی مصباح مشکواتی ؛ امام
عاشقان علامہ در علم ربانی ؛ بیک رشتہ کشد از پاک بازی صد دل سفتہ ؛
ز دست پاک او دنگر ادا سے سبحہ گردانی ؛ فتد بر خاک ہر دم زلف خوبان در حریم او ؛
زسودا سے زمین بوسی بسر دارد پریشانی ؛ ادب از بیم پوشاند بغلتانی زفا نوشش ؛
نیاید بے حیا با شمع در بزمش بعریانی ؛ عزیز خستہ را بجو دکن از شوقت کہ
میدانم ؛ کرے وز کرم ہرگز دل سائل نرنجانی ؛ کیا لکھون اور کیونکر لکھون
جدائی بیقرار کرتی ہے بار بار اشکبار کرتی ہے ؎ بشنو از نے چون حکایت
میکند ؛ از جدائی ہا شکایت میکند ؛ ایسا محبوب طرحدار جسکے دیکھنے والون کو
محفل سماع مین اُس کی صورت دیکھکر حال آجاتا اور جو شخص اخلاص سے
اُسکے پاؤں پر سر جھکاتا بیشک خدا کو پاجاتا ؎ دل سراپردہ محبت اوست ؛
دیدہ آئینہ دار طلعت اوست ؛ فقر ظاہر جبین کہ حافظ را ؛ سینہ گنجینہ محبت
اوست ؛ اب تک وہ چشم نامسلمان بدستور کافری دکھلاتی ہے سیہ مستی میں وہ
ساحری کرتی ہے کہ سامری کے نام کو اشارون سے مٹاتی ہے ؎
نخستین بادہ کاندر جام کردند ؛ ز چشم مست ساقی وام کردند ؛ وہ ناوک نگاہ دلکو

بعینہ سرمہ سا کرتی ہے نشتر آسا جگر میں کھٹکتی ہے جسنے دیکھا ہے اُسکی آنکھ حیران ہو کر ایک ایک کے مُنھ کو تکتی ہے ؎ چشم مستش بغمزۂ جادو ؛ میزند تیر بر نشانہ ہنوز ؛ واللہ جب اُسکی تعریف لکھنے کا ارادہ کرتا ہوں حیران ہوتا ہوں کہ کیا لکھوں جو سزاوار ہو مبادا ایسا نہ ہو کہ موجب عار ہو آخر طبیعت گھبراتی ہے خاموشی پسند آتی ہے لراقمہ کچھ بات میرے مُنھ سے نکلنے نہین دیتی ؛ اللہ رے غمزے کہ سنبھلنے نہین دیتی ؛ اور جب وہ صورت پاک سامنا کرتی ہے کچھ کہہ نہین سکتا کہ کیا گذرتی ہے بیخودی دلکو گھیر لیتی ہے محبت چُپ رہنے نہین دیتی ہے آنکھین بے اختیار چاہتی ہیں کہ ابل پڑیں آنسو بیتاب ہو کر دوڑتے ہین کہ نکل پڑیں ؎ تا داشت دلم طاقت بودم بشکیبائی ؛ چون کار بجان آمد زین پس من و رسوائی ؛ فریاد میں اثر سکوت میں مفر نہیں کسی بات میں گذارہ کسی راہ میں گذر نہیں لراقمہ از محبت نامہ خدا کے ولی شاہ خادم صفی ؛ تسلّی کرو اپنے بیمار کی ؛ طبیعت کو اب تاب دوری نہین ؛ صبوری نہیں گر حضوری نہیں ؛ مجھے تیرے ملنے سے اب یاس ہے دوا میرے غم کی ترے پاس ہے ؛ خدا کے لیے اب نہ ترسائیے ؛ مرے حال پر کچھ کے ترس آئیے ؛ جدائی کا پردہ جو حائل ہوا ؛ دل ناتوان سخت گھائل ہوا ؛ تری آرزو مجھ کو لائی یہان ؛ ترے آستانے سے جاؤن کہان ؛ مری بیکسی پر نظر کیجیے ؛ بہت جلد میری خبر لیجیے ؛ جو تو ہے تو سب کچھ ہے کچھ غم نہین ؛ دگرنہ یقین ہے کہ پھر ہم نہین ؛ دکھاتے رہو مجھ کو اپنا جمال ؛ یہی معرفت ہے یہی ہے کمال ؛ بس اب اپنے دیدار دکھلائیے ؛ کرم کیجیے آئیے آئیے ؛ مرے کہنے کو اب نہ رد کیجیے ؛ یہ وقت مدد ہے مدد کیجیے ؛ عزیزا اس کہانی کو اب ختم کر ؛ محبت سے رکھ بس اُٹھیں پر

نظر؛ جہان جلوہ فرما ہے وہ نازنین ؛ رسائی وہان نامہ بر کی نہیں ؛ لکھا آپ ہی آپ ہی سُن اُسے ؛ نجان اُنکو ہرگز جدا آپ سے ؛ وہی دلمین ہے اور وہی جان مین ؛ یہی بات رکھ اپنے ایمان مین ؛ بعد اسکے واضح ہوکہ عین الولایت اس مختصر کا نام ہے اور فقیر محمد عزیز اللہ عزیز معروف بہ محمد ولایت علی بن منشی محمد یحییٰ علی خان مرحوم اسکا مولف اور جناب حقیقت آب درویش قدر شناس معنے آگاہ محکم اساس خال امجد مخدومی عین اللہ شاہ عرف شاہ خلیل احمد خلیفۂ حضرت مرشد برحق دام افاضتہ اسکے محرک اور افادۂ عام باعث تحریک یعنی جو لوگ متوسل خانوادۂ صفیہ صفویہ کے پارسی سمجھنے کی طاقت نہ رکھتے ہون وہ اس کتاب کو دیکھکر اپنے پیران طریقت کے حالات سے خبردار ہو جاوین اور فی الاصل جناب موصوف اس تحریک سے مصداق علیہ اس بیت کے ہوئے ؎ ہمنشینِ تو از تو بہ باید؛ تا ترا عقل و دین بیفزاید؛ اور واضح ہو کہ فقیر کا مسکن آبائی ملاوہ ہے الاچونکہ میرے نانا شیخ محبوب عالم صفوی کوئی اولاد پسری اور دختری سوا میری والدہ ماجدہ کے نہ رکھتے تھے اور شیخ صاحب عالم اُنکے چھوٹے بھائی بالکل لاولد تھے اور علاوہ اسکے فقیر کے والد ماجد مولانا سید عبد الرحمٰن لکھنوی قدس اللہ سرہ کے مرید تھے اور فقیرون کی خدمت مین حاضر رہنے کو نعمت عظمےٰ جانتے تھے لامحالہ بسبب غدر ہوا اور ہم سب تباہ ہو کر لکھنؤ سے باہر نکلے تو صفی پور مین آکر مقیم ہو گئے فالحمد للہ علے احسانہ اور یہ کتاب چار فصلون پر منقسم ہے پہلی فصل مین حضرت مرشد برحق سے لیکر رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم تک جتنے بزرگ شجرۂ چشتیۂ صفویہ مین ہین ترتیب کے ساتھ مذکور ہین اور یہ سلسلہ بندگی شیخ مبارک یعنے مخدوم شاہ صفی قدس اللہ سرہ کے صاحب سجادہ سے

ملا ہوا ہے دوسری فصل مین حضرت شاہ غلام زکریا سے لیکر حضرت شیخ فضل اللہ گجراتی تک جتنے بزرگ گذرے ہین علی الترتیب مسطور ہین اور حضرت شیخ فضل اللہ مخدوم شاہ صفی قدس اللہ سرہ کے خلیفہ ہین تیسری فصل مین حضرت شاہ قدرت اللہ سے لیکر مخدوم الھدیہ تک جتنے بزرگ واسطہ ہین علی الترتیب مرقوم ہین اور مخدوم الھدیہ بھی مخدوم شاہ صفی قدس اللہ سرہ کے خلیفہ ہین پس فصل اول مین اصل شجرہ قائم ہے اور ان دونون فصلون مین اُسکی فروعات اور اس ہیئت سے لکھنے مین مقصود یہ ہے کہ جسقدر اولیا اور صالحین مخدوم شاہ صفی کے وقت سے ابتک صفی پور مین گذشتے ہین سب کا ذکر خیر اس مختصر مین آجاوے چوتھی فصل مین جتنے بزرگ صفی پور کے باہر آسودہ ہین مندرج ہین اور انمین سے بعضے مخدوم شاہ صفی کے بزرگوار ہین اور بعضے آپ کے خاندان سے واسطہ نہین رکھتے واللہ المستعان وعلیہ التکلان

فصل اوّل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہو العزیز

مصحفِ پاک ہے کونین مین حجّت تیری
حق تعالی کی اطاعت ہے اطاعت تیری

کُنتُ کنزاً سے ہویدا ہی حقیقت تیری
نور بے کیف کا آئینہ ہے صورت تیری

حشر مین ہوگی تیری شان معظّم ظاہر
پیشتر جائیگی فردوس مین اُمّت تیری

جسنے دیکھا تجھے اللہ کو پہچان لیا
سرِ توحید کی مثبت ہی رسالت تیری

ہم سیہ کارونکو کیون نکرنہ ہو اُمیدِ کرم
ہو سب آفاق کو گھیرے ہوے رحمت تیری

آشکارا ہوئی آدم کی حقیقت تجھ سے
جسطرح کُنتُ نبیّاً سے حقیقت تیری

نور حق کیون نہ سماجائے تیرے دلمیں عزیز
کیسے محبوب پر آئی ہے طبیعت تیری

غزل مؤلف

ہوا بے خود جسے دم بھر یہ رعنائی نظر آئی — مرے دل سے کوئی پوچھے تیری آنکھوں کی رعنائی

دکھاتا ہے لب خاموش کیا اعجاز خاموشی — مسیحا گر تجھے دیکھے فدا کر دے مسیحائی

کھلی دل کی حقیقت دلربا اس شان جمالی سے — سمائی ہے ہمین تجھ کو دیکھکر آنکھوں کی بینائی

کیا شور اور بہت روئے دکھایا جوش بیتابی — خدا نے جب یہ صورت حضرت موسیٰ کو دکھلائی

عزیز ایمان لایا ہون مین اُس محبوب یکتا پر
کوئی دیکھے میری آنکھوں سے وہ خوبی و زیبائی

غزل راقم

تمھاری موہنی صورت مجھے جب یاد آتی ہے — اُمنڈ آتا ہے دل میرا طبیعت سنسناتی ہے

وہ سُرخی عارض گل کی لبو تیرپان کی لالی — جگر کا خون کرتی ہے مصیبت لیے ڈھاتی ہے

یہ تیر اٹھکر آتا ہے کہ بجلی کا گراتا ہے — تیری ابرو نہیں پھرتی حقیقت کو دکھاتی ہے

تمھاری چشم شوخی سے مسلمان بنگئے کافر — کشش ہے اسقدر ہمین حرم سے کھینچ لاتی ہے

بہت سمجھایا زاہد کو نہ جانا اسکے کوچہ مین — نتیجہ ہے یہی ضد کا کہ اسکی جان جاتی ہے

اٹھایا جب نقاب اسنے ملک کو ہوگیا سکتہ — وہ صورت دیکھکر شان خدا بس یاد آتی ہے

هُوالعزیز

نظم

ملک یہ واقعہ تحریر مین تو کیا لاتا ہے — ادب سے سر قلم اپنا یہان پر وہ جھکاتا ہے

جو کامل تھا شریعت مین اور اکمل تھا حقیقت مین — اسیکا ذکر ہے تحریر کی صورت مین آتا ہے

محمد مصطفےٰ کے عشق مین تھا جو کہ متوالا — قلم اپنی زبان سے ذکر اسکا خود سناتا ہے

ابھی ہے بات کل کی گیا ہی تھا دربار رندانہ — پلک کے مارتے دیکھو زمانہ کیا دکھاتا ہے

یہ دنیا جائے عبرت ہے اسے دار العمل سمجھو — فرائض کو کر دو پورا نہین تو وقت جاتا ہے

([illegible])

ذکرِ خیر مرشد برحق نورِ مطلق مہبطِ انوارِ ایزدی محرمِ اسرارِ سرمدی حضرت محمد عزیز اللہ شاہ عزیزؔ عرف منشی ولایت علیخانصاحب "ولایتؔ" صفی پور ضلع اوناؤ قدس سرہ العزیز۔

رُباعی راقم

شاہ اقلیم قناعت بے عدیل و بے نظیر ؛	رستمِ میدانِ سخن تابع شرع مردِ فقیر
اے فلک افسوس مطلع فیض عزیز اللہ شاہ ؛	جنت الفردوس میں وہ جا بسے صاحب حصیر

آپ کا پیدائشی اسم مبارک منشی ولایت علی خان ہے۔ لفظ خان خطابی ہے آپ کے مرشد نے آپ کا نام محمد عزیز اللہ شاہ رکھا۔ قبل از خلافت آپکا تخلصؔ ولایت تھا۔ بعد ازان تا وصال عزیز تخلص رہا۔ آپ کے والد ماجد کا نام محمد یحییٰ علی خان صاحب اُن کے والد کا نام امیر الانشاء منشی ثابت علی خانصاحب بہادر اُن کے والد کا نام امیر الانشاء منشی رونق علی خاں صاحب بن خواجہ فیض محمد بن خواجہ شیخ احمد بن خواجہ شیخ داؤد بن خواجہ شیخ دانیال بن خواجہ شیخ عبد المطلب (عبد المطلب) اب آگے مسلسل نام معلوم نہین ہین۔ مگر آپ کا سلسلہ نسبی حضرت خواجہ شیخ عثمان ہرونی رحمۃ اللہ علیہ سے ملتا ہے جو حضرت خواجۂ خواجگان خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے پیر ہیں آپکے آبا و اجداد کا قیام پہلے قنوج میں تھا۔ اور آپ لوگ شیخ صدیقی ہیں شاہ ابراہیم شرقی کے عہد تک آپ کے اجداد کا قیام قنوج میں رہا۔ یہ لوگ اُن کی سرکار سے معرفت پناہ اور حقیقت دستگاہ لکھے جاتے تھے۔ اور خواجہ زادے کہلاتے تھے۔ اُنکے وقت کے فرمان اور شقّے موجود تھے۔ جب لکھنؤ میں غدر ہوا اور آپ کے والد لکھنؤ سے صفی پور شریف چلے آئے تو وہ وہیں رہ گئے اور ضایع ہوئے۔ اِلّا ایک زمین کا بیعنامہ جسپر مُلّا نوین کے رُوسار کی مُہر ہے، اور

گواہیاں ہیں۔ منشی فیض محمد کے نام ابھی تک موجود ہے۔ اسمیں لکھا ہے فیض محمد
بن خواجہ شیخ احمد یہ تحریر لفظ خواجہ کی تصدیق اور اس لقب کی تحقیق کو کافی ہے۔
جب ابراہیم شاہ شرقی کی سلطنت پر زوال آیا۔ خواجہ شیخ عبدالمطلب نے قنوج کو
چھوڑا۔ اور ملانویں میں قاضی بایزید کے خاندان سے رشتہ داری تھی اس توسّل
سے یہاں آکر رہے۔ خواجہ شیخ احمد کی لکھی ہوئی ایک کتاب اب تک باقی ہے۔
بسلسلہ ملازمت شاہان اودھ لکھنؤ میں اقامت گزیں ہوئے۔ غدر میں جب
لکھنؤ کی قسمت نے پلٹا کھایا۔ اور عمارات شاہی کے ساتھ آپ کا مسکن بھی برباد
ہوگیا۔ تو آپ صفی پور شریف اپنے ننہال تشریف لائے۔ اور آخر عمر تک یہیں
قیام فرمایا۔ یہ آپ کے مرشد برحق کی کھلی کرامت تھی۔ کہ صفی پور شریف سے کیا
گھر سے باہر بھی قدم نہ رکھنے دیا۔ اور مبلغ ۸؍۷ ساڑھے سات روپیہ وظیفہ جو
سرکار سے مقرر ہوا تھا اسپر تمام عمر قانع اور متوکل رہے۔ اور کسی کے آگے
دست سوال دراز نہیں کیا۔ آپ ۶ صفر ۱۲۵۹ھ کو صفی پور شریف میں پیدا
ہوئے۔ پندرہ برس کی عمر تک لکھنؤ میں سکونت پذیر رہے آپ کی رسم بسم اللہ
مولانا عبدالوالی صاحب قدس سرہ العزیز فرنگی محلی نے کرائی تھی اول اوّل سال
دو سال مولوی محمد حسن صاحب بنگالی کے زیر تعلیم رہے بعد ازاں مولوی رضا صاحب
بانگرموی سے تعلیم حاصل کی۔ مولوی صاحب نے آپ کی ذکاوت اور ذہانت
دیکھکر صرف و نحو پڑھائی۔ فارسی میں انوار سہیلی اور ابوالفضل اور عربی میں
کافیہ ضریری تک پڑھائی۔ باقی آپ کی قابلیت خداداد تھی۔ کیونکہ آپ کے پیر
تربیت حضرت شاہ خادم صفی محمدی قدس سرہٗ نے جبکہ آپ لکھنؤ سے تشریف
بھی نہ لائے تھے فرمایا تھا۔ کہ ہمارا منشی آتا ہے اور آپ کی تشریف آوری پر
جبکہ آپ کے اکثر پیر بھائی جنمیں عالم متبحر اور فاضل بھی موجود تھے دوبارہ فرمایا۔

کہ ہمارے یہاں کے عالم کہو تو یہ ہیں اور مولوی کہو تو یہ ہیں۔ جو آپ کے مرشد کی جلی کرامت تھی۔ بقول مرشد برحق ؎ کسکی ہے یہ کرامت معجز نما عزیز ؎ تردامنی کے ساتھ خدا سے ملا دیا ؎ آپ کا شمار مشاہیر ہند مین امتیازی پایہ رکھتا ہے۔ جو علاوہ ارباب مقال ہونے کے صورت حال سے بھی مزین اور آراستہ ہو گذرے ہیں۔ گو ہندوستان میں ایسی متبرک اور مقدس ہستیاں کم پائی جائیں گی۔ مگر سرزمین ایران کے خزانے اس قسم کے جواہر ریزوں سے ہمیشہ معمور رہے ہیں زمانہ ماضیہ میں۔ نظامی۔ جامی۔ حافظ۔ سعدی۔ رومی رحمۃ اللہ علیہم ایران میں اور مغربی۔ خسرو۔ بوعلی قلندر۔ مولانا احمد جام رحمۃ اللہ علیہم وغیرہ۔ وغیرہ ہندوستان میں ایسے اہل قال وحال ہوئے جن کی زمانہ حال یا مستقبل کبھی نظیر نہ پیش کرسکا آپ کی ہستی دور آخر میں انھیں مقدس ہستیوں کا ایک نمونہ تھی آپ کے ابتدائی زمانہ شاعری میں دہلی میں غالب۔ ذوق۔ مومن۔ نسیم وغیرہ۔ اور لکھنؤ میں۔ ناسخ۔ آتش۔ وزیر۔ اسیر ایسے مستند اساتذہ کا دور دورہ تھا۔ آپ نے سب کا کلام دیکھا۔ اپنی فطرت کے مطابق۔ بجز غالب کے کسی کو نہ پایا۔ اسلیے استفاداً غالب صاحب سے خط کتابت شروع کی۔ اور کچھ کلام فارسی متفرق۔ اور پنجرقعہ ولایت جو شروع شروع میں لکھا تھا۔ بنظر اصلاح روانہ کیا جسکے جواب میں غالب صاحب نے حسب ذیل تحریر روانہ کی۔

خانصاحب عنایت مظہر سلامت۔ آپ کا مہربانی نامہ آیا۔ اوراق پنجرقعہ نظر افروز ہوئے خوشامد فقیر کا شیوہ نہیں۔ پنجرقعہ سابق کی تحریر سے لفظاً ومعناً بڑھکر ہے۔ اسمیں یہ معانی نازک اور الفاظ آبدار کہاں۔ موجد سے مقلد بہتر نکلا یعنی تمنے خوب لکھا۔ مصرعہ

نقاش نقش ثانی بہتر کشد ز اوّل

(نجات کا طالب غالب)

الغرض فارسی میں بجز دو چار تصانیف کے جو آپ نے ادباً اور استفادۃً غالب کو روانہ فرمائیں۔ اور کوئی کلام کسی کو نہیں دکھلایا۔ اُردو میں کسی سے کبھی ضرورت محسوس نہ فرمائی آپکے والد نے آپ کا عقد ۱۴ یا ۱۵ سال کی عمر میں کر دیا تھا۔ اور عقد کے بعد ہی آپ کو حضرت فتح علی شاہ قدس سرہٗ سجادہ نشین حضرت شاہ عبد الرحمن صاحب پنجابی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت ارادت کرا دی۔ جبتک لکھنؤ میں رہے آپ اپنی والدہ ماجدہ کے زیر تربیت رہے کبھی کسی قسم کے لہو و لعب میں شریک نہ ہوے۔ اور کبھی کھیل کو پسند نہ فرمایا۔ بچپن سے پابند صوم و صلوۃ تھے۔ جب آپ صفی پور شریف تشریف لائے اسی روز سہ پہر کو اپنے والد ماجد کے ہمراہ حضرت شاہ خادم صفی محمدی رحمۃ اللہ علیہ کے حضور میں حاضر ہوئے مصافحہ کرتے وقت حضرت نے آپ کو دیکھا۔ چنانچہ حضور خود سوانح اسلاف میں تحریر فرماتے ہیں شعر۔

دو چشمت کہ تیر بلا می زند ؎ چنیں تیر بر من چرا می زند

انھیں دنوں میں ایک روز آپ اپنے پیر مرشد کی خدمت میں حاضر تھے۔ آپکے مرشد برحق نے شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف فرمائی۔ اور فرمایا کہ اُنکے خاندان کی تعلیم جلد موصل الی اللہ ہے۔ آپ بوجہ اقتضاء سن صبر نہ کر سکے۔ بے تکلف آپکے تعویذوں کا کاغذ اور قلم دوات اُٹھا کر لکھا۔ کہ یہ طریقہ مجھ کو بتلائیے گا وہ پرچہ آپکے ہاتھ میں دیدیا۔ آپ نے ملاحظہ فرمایا۔ اور خوش ہو کر فرمایا۔ کہ ہاں پھر دوسرے وقت آپ کو چند باتیں بتلائیں۔ غدر کے بعد آپ کا کوئی ذریعہ معاش صفی پور میں نہ تھا اس لئے آپ نے چند روز سندیلہ اور کانپور میں بغرض تلاش معاش قیام کیا۔ آپ کے پیر مرشد نے آپ کے والد منشی محمد یحییٰ علی خاں صاحب سے فرمایا اگر منشی جی لکھنؤ جاؤ۔ اور پنشن کیلئے عرضی دو اُنھوں نے عرض کیا۔ کہ حضرت دوبار

پنشن کے باب میں حکم آیا۔ مگر میں نہیں گیا۔ اب کون سُنے گا۔ فرمایا نہیں جاؤ۔ اور عرضی دو۔ کیونکہ مجھے ولایت علی کو علیحدہ رکھنا منظور نہیں ہے۔ تب آپ کے والد نے درخواست دی۔ فوراً آپ کے والد اور آپ کے چھوٹے بھائی کی پنشن مقرر ہوگئی۔ پنشن ملنے کے بعد سے پھر آپ کہیں باہر تشریف نہیں لیگئے۔ اپنے پیر کی خدمت میں حاضر رہے اور جو کچھ انسے ملا بڑی جوانمردی کے ساتھ کرتے رہے۔ یہاں تک کہ آفتاب ہو گئے۔ آپ ہمیشہ ہر سُنّت اور مُستحب پر نظر رکھتے مسائل شریعہ کی بہت تحقیق فرماتے تھے۔ اکثر اکابرین علما آپ کے پاس تشریف لائے۔ بالخصوص مولانا حاجی عبد الباری صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرنگی محلی لکھنوی اور مولانا حاجی عابد حسین صاحب فتحپوری رحمۃ اللہ علیہ۔ اور حاجی مولانا عبد الماجد صاحب۔ بی۔ اے دریابادی۔ اور مولانا وصی علی صاحب جامع العلوم کانپوری ملیح آبادی وغیرہم۔ اور آپ سے فیض روحی بھی حاصل کیا کھانا شروع زمانہ سے اور آخر عمر شریف تک۔ ایک قسم کا بالکل سادہ بلا مرچ رہا اپنی خواہش سے کوئی چیز نہ پکواتے۔ اور کھانا کھانے کے ساتھ کچھ مٹھائی نوش فرماتے۔ اگر کوئی شخص آپ کو کھانے کی چیز بھیجتا۔ جبتک تحقیق نہ فرما لیتے کھانے میں تامل کرتے۔ کپڑا جب خود بنواتے تو سب سے کم قیمت کا خرید فرماتے اگر تحفۃً کوئی شخص لاتا تو پہن لیتے۔ ہر جمعہ کو غسل کرتے اور کپڑے بدلتے۔ بجز عشرۂ محرم کے۔ محرم کی پہلی تاریخ سے گیارھویں تاریخ تک نہ حجامت بنواتے نہ غسل فرماتے اور نہ کپڑے بدلتے۔ رات کو سُرمہ بعد نماز عشا روزمرہ لگاتے تھے۔ سماع بہت سُنتے تھے۔ ہندی کلام بہت مرغوب تھا۔ اکثر رقص بھی فرماتے تھے۔ سماع میں اکثر مسکراتے بھی تھے۔ اور گاہ گاہ روتے بھی تھے۔ اور رات رات بھر اور دن دن بھر باوجود نقاہت اور اضمحلال گانا سُنتے

رہتے تھے۔ آخر عمر شریف میں اسقدر کمزور ہوگئے تھے۔ کہ بلا سہارے کسی شخص کے درگاہ شریف نہیں پہونچ پاتے تھے۔ لیکن کیفیت کی حالت میں مثل پھرکی کے رقص فرماتے تھے۔ سماع میں کبھی کسی کی طرف مخاطب نہیں ہوتے تھے۔ پان کھانا۔ پانی پینا۔ پنکھا ڈلانا۔ تکیہ لگانا۔ یا بات کرنا سخت عیب سمجھتے تھے۔ اور سب کو بلا وضو اور کھانا کھاکر محفل سماع میں جانے کو منع فرماتے تھے لکھنؤ سے آنیکے بعد تمام عمر صفی پور شریف میں رہے البتہ چند بار لکھنؤ کانپور اور ایک بار خیر آباد شریف اور ایک بار منجھگواں شریف یا صفی پور شریف کے گرد نواح جہاں آپ کے کچھ (اعزہ) تھے تشریف لے گئے ہیں۔ ارباب دنیا کی محفل میں نہ جاتے تھے۔ چونکہ حرز یمانی اور حزب البحر پڑھتے تھے۔ اسلئے مچھلی اور گائے کے گوشت سے پرہیز فرماتے تھے۔ آپ نہایت متقی اور روشنضمیر تھے۔ غذا بہت کم تناول فرماتے تھے۔ وہ بھی وقت معیّنہ پر رات کو بہت کم سوتے تھے۔ دنکو قیلولہ ضرور فرماتے تھے۔ دھوپ میں کبھی چھاتہ نہ لگاتے تھے۔ نہ کسی دوسرے کو اپنے اوپر لگانے دیتے تھے مخلصین کے سوا کسی پر غصہ نہ فرماتے تھے۔ اعتراض کم کرتے تھے۔ تمام مُریدین اور جو ملنے والا ہوتا تھا ہر وقت خیال رکھتے اور جو کوئی آتا اس سے ٹوک کر ملتے تھے اور ایسی نرمی سے کلام فرماتے کہ وہ خوش ہوجاتا۔ اور خط کا جواب ضرور دیتے تھے اور خیریت نہ معلوم ہونے پر۔ اپنے مخلصین۔ اور محبّین کو خط لکھتے یا لکھواتے کسی سائل کو خالی نہ پھیرتے اور جو مہمان آتا اسکی خاطر آپ خود فرماتے۔ اور اسکی تمام ضروریات آپ خود مہیّا فرماتے۔ مثلاً بستر وغیرہ حتیٰ کہ حاجت رفع کرنے کی جگہ خود بتلاتے۔ بر وقت آنے مہمان سب سے پہلے کھانے کے واسطے استفسار کرتے اور بغیر کھلائے رخصت نہ کرتے! اور کچھ تبرک ساتھ کر دیتے صفی پور شریف کے لوگوں پر بالخصوص بہت مہربان تھے۔ اپنا کام کسی سے

نہ لیتے۔ حتی الوسع خود ہی کرتے اور اگر کوئی کام کرنے پر آمادہ ہوتا تو نہ کرنے دیتے ضد کرتا تو جھڑک دیتے۔ سب کے ساتھ بہت محبّت سے پیش آتے۔ سیّدوں کی خواہ اہل تشیع ہوں بہت عزّت کرتے۔ سب کی خطاؤں سے چشم پوشی کرتے تھے حکایات اولیاؔ بیان فرماکر فہمائش کر دیتے۔ اور دل شکنی نہ کرتے۔ خلق محمدی کا ادنیٰ نمونہ یہ تھا کہ بچّوں سے بہت مانوس تھے۔ اپنے گھر کے خورد سال بچّے تو ہر وقت آپ کے پاس موجود رہتے تھے۔ اور اُنکو بسکٹ و شیرینی و پیسہ تقسیم فرمایا کرتے تھے عوام الناس کے بچّوں کے ساتھ بھی وہی برتاؤ تھا کچھ اپنے بچّوں کی خصوصیت نہ تھی۔ تعلیم روحانی کے اضافہ کے واسطے ہر وقت تیار رہتے۔ مگر طالب بہت کم پائے۔ زبردستی چند کو تعلیم کیا۔ اپنے مخلصین میں سے کسی کو بھی محروم نہیں رکھا۔ سب کا یکساں خیال فرماتے تھے۔ اور سب کو برابر تعلیم پہونچائی۔ اور ایک مخصوص کتاب تعلیم المخلصین تصنیف فرماکر ایک ایک جلد قلمی مرحمت فرمائی۔ ۱۲۸۶ھ میں آپ کے پیر مرشد نے آپ کو اجازت مرحمت فرمائی۔ اور اپنا خلیفہ کیا اسوقت سے لیکر ۱۳۱۵ھ تک تیرہ سو پندرہ ہجری تک آپنے کسی کو بھی مرید نہیں کیا۔ اور نہ کچھ کسی کو تعلیم کیا۔ اسی دوران میں آپ کے مرشد برحق کی طرف سے حکم ہوا کہ ہمارا سلسلہ بند نہ کرو ہم آپکے بھی ذمہ دار ہیں اور آپکے مُریدوں کے بھی ذمہ دار ہیں۔ جب سے جو کوئی آپ کے پاس آتا اور اصرار بلیغ کرتا۔ تو اسکو مرید کر لیتے اور جب قابل ہوتا اُس کو تعلیم بھی کر دیتے۔ ۱۳۱۶ھ میں شاہ خادم محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین حضرت مخدوم شاہ صفی قدس سرہ العزیز کو مرید کیا۔ اور تعلیم شروع کی ۱۳۱۷ھ میں پوری تعلیم دیکر اجازت دی۔ خلیفہ ہو جانے کے بعد ۳۰ سال تک گوشہ نشیں رہے۔ تین تین چار چار روز متواتر ہر ماہ میں فاقہ پر فاقہ کیا لیکن کسی سے کچھ

نہ کہا۔ ایسے ایام میں گھر سے باہر بھی تشریف نہ لاتے۔ ایک بقال سے کبھی کبھی کچھ قرض بھی لے لیتے۔ مگر اتنا کہ تنخواہ پر ادا ہو جائے۔ آخر زمانہ عمر شریف میں اتنی فتوحات ہو گئی تھی۔ کہ اس سے آرام و آسائش سے گذر بسر ہو سکتی تھی مگر آپ نے اپنے اوپر معہ متعلقین مبلغ تیس۳۰ روپیہ ماہوار سے زیادہ خرچ کرنا گوارہ نہ فرمایا۔ اپنی ذات کے اخراجات میں ہر وقت کفایت پر نظر رہتی تھی۔ اور روزانہ ہر شے بازار سے منگواتے تھے۔ اگر کوئی عرض کرتا کہ روزانہ منگوانے میں سوداگراں ملتا ہے۔ اور کفایت نہیں ہوتی۔ تو فرماتے فقیر کو دوسرے دن کی فکر نہ ہونا چاہیئے۔ نذر جو کوئی دیتا تھا۔ اپنے ہاتھ میں نہیں لیتے تھے۔ بلکہ اپنے سامنے رکھوا لیتے۔ اور تمام عمر کسی سکہ کو جسمیں کہ تصویر ہوتی تھی۔ جیب میں یا اپنے پاس کبھی نہیں رکھا۔ صرف اس غرض سے کہ نماز مکروہ ہو جائے گی۔ تمام عمر توکّل کو ہاتھ سے نہ جانے دیا۔ اور نہ کبھی جمع کرنے کی نیت کی اور نہ صاحب نصاب ہوئے۔ تمام نذرانہ کار مشروع میں خرچ کرتے۔ یا اعزا و اقربا کی امداد فرماتے یا جس کسیکو مستحق خیال فرماتے دیدیتے شرع شریف کا بہت لحاظ فرماتے تھے۔ اور کہتے تھے۔ کہ میرے پیر کا زریں مقولہ ہے۔ کہ جو شریعت سے گرا اس کا کہیں ٹھکانا نہیں۔ انگریزی وضع سے بہت متنفّر تھے۔ اپنے مخلصین میں سے جس کو اس وضع میں دیکھتے تھے اسکو زجر و توبیخ فرماتے۔ اور فرماتے تھے کہ اگر کوئی شخص خلاف شریعت ہو اور کمال انتہائی رکھتا ہو۔ تو قابل اعتبار نہیں۔ جو مرید آپ کے فرمان پر عامل ہوتا۔ اُس سے خوش ہوتے اور اکثر فرمایا کرتے تھے۔ کہ میں کسی دینے والے اور زیادہ نذر کرنے والے سے اتنا خوش نہیں ہوتا ہوں مگر جو میرے بتلائے ہوئے پر عامل ہو۔ اصل وہی ہے؛ آپ کے خوارق و عادات و کرامات کا مختصراً ذکر آپ کی تصنیف شدہ کتاب عقائد العزیز میں۔ جو کہ تیسری تحر

شایع ہوئی مندرج ہیں۔ یہاں بنظر طوالت کے خیال سے نہیں لکھی گئیں صاحب ذوق ملاحظہ فرمائیں اور احقر کو برائے مہربانی دعاء خیر سے محروم نہ فرمائیں آپ اپنے مرشد برحق اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے سچے عاشق زار تھے۔ جن کے ذکر سے آپ کو سیری نہ ہوتی تھی۔ کثرت سے ذکر فرماتے تھے۔ اور برابر روتے جاتے تھے جس کا ادنی ثبوت آپ کا کلام ہے۔ جو اپنے پیر کی مدح اور نعت محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے لبریز ہے۔ اور آخر وقت میں بھی مرشد برحق کا نام نامی زبان پر تھا۔ (یعنی خادم صفی محمدی اِلا اللہ پر وصال ہوا) ایک غزل کے مقطع میں آپ نے فرمایا۔ پھر تو ہوجائیگی قربان اجل مجھ پر عزیز؛ وہ دم نزع اگر میرے سرھانے آئے؛ بعینہٖ وقوعہ عمل میں آیا۔ آپ نے دس آدمیوں کو خلافت دی جس میں سے پانچ آپکے مرید ہیں اور خلیفہ بھی۔ اور پانچ محض طالب اور خلیفہ ہیں۔ اولاً برادر عزیز شاہ خادم علی صاحب۔ دوسرے شاہ خادم محمد صاحب صاحب سجادہ مخدوم شاہ صفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ تیسرے شاہ دانش علیصاحب صاحب سجادہ نشین منجھگواں شریف جو مرید اور خلیفہ شاہ خادم محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ بموجب وصیت شاہ خادم محمد صاحب آپنے بھی تعلیم فرماکر اپنی طرف سے بھی اجازت مرحمت فرمائی۔ اور نام شاہ فیض خادم رکھا۔ چوتھے عزیز الحق رحمۃ اللہ علیہ پیرزادہ صفی پور شریف جو آپ کے مُرید اور خلیفہ تھے۔ افسوس آپ کا بھی وصال پیر مرشد کی حیات میں ہوگیا۔ آپ کا نام شاہ عزیز خادم تھا۔ پانچویں شاہ لطف حسین صاحب ساکن موضع موسنڈہ ضلع بارہ بنکی آپ بھی مُرید اور خلیفہ ہیں۔ آپ کا نام شاہ الطاف خادم ہے۔ چھٹے رمضان علی صاحب ساکن باری تھانہ ضلع اوناؤ ہیں آپ کا نام حبیب اللہ شاہ رکھا آپ بھی مُرید اور خلیفہ ہیں ساتویں شاہ سید باسط علی صاحب آپ اپنے والد کے مُرید اور خلیفہ ہیں۔ حضرتنے

بھی اجازت دی اور تعلیم کیا۔ آٹھویں شاہ اکرم الحق صاحب باشندہ بانکی پور پٹنہ۔
جو پھلواری شریف میں کسی بزرگ کے مُرید ہیں آپ نے ان کو بھی اجازت دیکر
نام اکرم اللہ شاہ رکھا۔ نویں شاہ طالب صفی آپ قل ہو اللہ شاہ قدس سرہٗ کے
مُرید و خلیفہ ہیں۔ آپ نے اونکو بھی اجازت دی اور یہ پیشاور کے قریب رہتے ہیں۔
اور دسویں ڈاکٹر حاجی محمد احسان علی صاحب صفی پوری یہ مُرید بھی ہیں اور خلیفہ بھی
آپ کا نام شاہ احسان خادم رکھا۔ علاوہ ان سب حضرات کے ایک صاحب کو
بذریعہ تحریر بھی اجازت عطا فرمائی انکا قیام گوالیار میں ہے۔ اور نام احمد اللہ شاہ
ہے۔ یہ قل ہو اللہ شاہ کے خاندان میں مُرید ہیں۔ عمر شریف حضرت کی کچھ دن کم اٹھاسی
سال کی ہوئی۔ دو ماہ ۱۰ یوم علیل رہے شروع میں کوئی خاص شکایت نہ تھی۔ صرف
کمر میں درد تھا۔ کسی وقت بڑھ جاتا تھا۔ اور کسی وقت کم ہو جاتا۔ پھر ادر بتدریج
بڑھتا گیا۔ غذا برائے نام رہ گئی۔ وہ بھی کسی وقت ہوئی اور کسی وقت نہ ہوتی
ایک روز درد میں زیادتی تھی ڈاکٹر شاہ احسان علی صاحب سے ارشاد فرمایا کہ
میرے مرشد برحق کے مزار پر جاؤ۔ اور عرض کرو۔ کہ اپنے کرم اور محبّت سے
بلا لیجئے۔ اور سختی کو دور فرمائیے اور جو کچھ تم کو وہاں سے القا ہو مجھ سے کہو۔
ڈاکٹر صاحب نے مزار پر انوار پر جا کر عرض کیا واپس ہو کر فرمایا مجھ کو القا ہوا۔
(ھُوَ مَعَکُمْ اَیْنَمَا کُنْتُمْ) آپ نے کہا سچ کہا تم نے۔ اُس دن سے درد کم ہو گیا اور
وہ شدّت اور بےچینی نہ رہی۔ ۲ محرم ۱۳۴۷ھ تک آپ بستر علالت پر رونق افروز
رہے۔ اسی روز صبح کو فرمایا۔ کہ آج محرم ختم ہو گیا۔ کل جو چاہے کرنا۔ چونکہ صفی پور
شریف میں یکم محرم سے ۷ محرم تک محفل سماع نہیں ہوتی تھی۔ چونکہ آپکا وصال
۱۳ محرم کو ہوا۔ اس لئے اس فرمان سے یہ اشارہ تھا کہ آج سیوم محرم ہو گیا۔
کل میرے جنازہ کے ساتھ سماع ہو۔ اور اشارۃً و کنایۃً اپنے وصال کی اطلاع

تھی۔ جو بعد وصال سمجھ میں آئی۔ اور علیٰ ہٰذا برادرم چودھری خادم صمد صاحب برادرزادہ خود جو کہ عدالت دیوانی میں ملازم تھے۔ اُن کی تعطیل اُسی روز ختم تھی فرمایا کہ تم تین روز کی رخصت بذریعہ تار اور حاصل کر لو۔ پھر فرمایا جاؤ مگر فوراً چلے آنا چنانچہ ویسا ہی ہوا۔ حاضری دیکر فوراً واپس آنا پڑا۔ ۱۳ تاریخ کی شب کو قریب ۲ بجے اپنے موجودہ متعلقین کو بلوایا۔ اور اپنی رحلت کا حال سنایا۔ انکی گریہ زاری پر تسکین فرما کر حسب مراتب وصیت فرمائی۔ ہر شخص کے سوال کا تسکین بخش جواب دیا۔ قریب ۳ بجے حاجی ڈاکٹر شاہ محمد احسان علی صاحب کو بلوایا جب وہ آئے تو فرمایا کہ اب ہم جاتے ہیں اب میری روح پرواز کر گئی یہ فرما کر چند ضربیں اِلَّا اللہ کی لگائیں۔ پھر وقت دریافت فرمایا ڈاکٹر صاحب نے عرض کیا سوا تین بجے ہیں۔ تھوڑی دیر کے بعد پھر چند ضربیں اِلَّا اللہ کی لگائیں اور وقت دریافت فرمایا۔ پھر عین صبح صادق کیوقت آپ داہنی کروٹ لیٹے تھے یکایک اپنے مرشد برحق کا نام لیا یعنی فرمایا۔ خادم صفی محمدی اِلَّا اللہ اور سیدھے ہو گئے اور جاں بحق تسلیم ہوئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ مزار مبارک صفی پور شریف میں اپنے پیر مرشد خادم صفی محمدی رحمۃ اللہ علیہ کی درگاہ کے مشرقی پھاٹک سے ملحق اندرون گنبد شریف ہے اس میں عام خلائق کی زیارت گاہ ہے۔ آپکی تاریخ وصال جو آخر وقت آپ کی زبان مبارک سے کلمہ ادا ہوا نکل آتی ہے یعنی (خادم صفی محمدی جاں بہ اِلَّا اللہ سپرد) محرم کی ۱۳ تاریخ یوم دوشنبہ وقت صبح صادق ۱۳۴۷ھ کو یہ آفتاب حقیقت و معرفت غروب ہوا

رباعی راقم

عالم فانی سے مُنھ کو موڑ کر باعزوجاہ ؎ جنت الفردوس کو رخصت ہوئے صد آہ آہ
تیرھویں ماہ محرم یوم دوشنبہ کا تھا ؎ عالم لاہوت کے سیاح عزیز اللہ شاہ

یہ تاریخ برادرم شاہ لطف حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمائی ہے۔ وہ مجھے بہت پسند ہے جو کہ مندرجہ ذیل ہے ہر لحاظ سے عمدہ و بہتر ہے۔

قطعہ تاریخ

سیز دہ ماہ محرم صبح صادق یوم پیر ؛ برزبانش اسم مرشد شد رواں نیکو نہاد

از اخی احسان علی ایں ماجرا سالک شنید ؛ جاں بہ الا اللہ صالح دہر و شیخ وقت داد

۱۹۲۸ء

دعا کا طالب

(محررہٗ) خادم العزیز ملک محمد رفیق ولد ملک عباد علی۔ ساکن موضع گوئیلا تحصیل ملیح آباد ضلع لکھنؤ واقع ملک اودھ۔

ذکر خیر محرم اسرار سرمدی مہبط انوار ایزدی مرشدنا حضرت خادم صفی محمدی قدس اللہ سرہٗ آپ کا اسم مبارک خادم صفی ہے اور لفظ محمدی آپ کی مُہر میں کندہ ہے اور آپ کے والد بزرگوار کا نام عطاے صفی ہے بڑے میاں کر کے مشہور تھے اور یہ اپنے والد کے مرید اور خلیفہ تھے اور آپ بندگی شیخ مبارک قدس اللہ سرہ کے اولاد میں ہیں شاہ محمد معصوم آپ کے دادا ہیں بن شاہ نہال بن شاہ عبدالحق بن شیخ دانیال بن شیخ عبدالرزاق بن شیخ محمد بن بندگی شیخ مبارک اور آپ جناب قبلہ و کعبہ حضرت محمد حفیظ اللہ شاہ کے حقیقی بھانجے ہیں اور آپکے آبا و اجداد حضرت شیخ زاہد صاحب سجادہ کیوتت سے مخدوم شاہ صفی قدس اللہ سرہٗ کی درگاہ مین اپنی خوشی سے حاضر باش اور خدمت گزار مزار شریف رہے اور آپ سنہ بارہ سو انتیس ہجری مین دوشنبے کی رات کو رجب کی بارھویں تاریخ پیدا ہوئے مولود اجل معظم جہان تاریخ ہے ۱۲۲۹ اور آپ ولی مادر زاد تھے کبھی کسی کبیرہ کے مرتکب نہین ہوئے اور سات برس کی عمر سے نماز پڑھی جس عہد میں مکتب کو جاتے تھے ایک عامل بادشاہی نے کسی وجہ سے سب پیرزادوں کے

مکان پر پہرہ بٹھلایا تھا آپ جب مکتب سے آئے تو کسی سپاہی نے روکا آپ
رونے لگے اور فرمایا کہ خداوندا یہ سپاہی مرجاوے اُسی رات کو مرگیا اور
لڑکپن سے راہ خدا کے طالب تھے اور فرماتے تھے کہ مین چاہتا تو فاضل
ہوجاتا مگر دل ادھر نہ آیا اور بقدر ضرورت حاصل کرنے کو کافی سمجھا بیس برس
کی عمر مین جناب قبلہ و کعبہ محمد حفیظ اللہ شاہ کے ہاتھ پر خاندان چشتیہ میں
بیعت کی اور اسقدر دنیا سے علیحدہ تھے کہ ایک بار آپکے والد نے
چند درخت شیشم کسی کے ہاتھ بیچے اور آپ سے کہا کہ باغ میں جاکر بتادو
آپ کسی اور کے باغ میں بتلا آئے جب مشتری نے کاٹنے کا ارادہ کیا
تب مالک باغ خبر پاکر درگاہ میں آیا بڑے میاں نے آپ سے پوچھا فرمایا کہ
میں اُسی باغ کو اپنا باغ سمجھا عین شباب مین ایسے ناواقف اور بے پروا
تھے تب ان مراتب کو پہونچے اور آپ نے ابتدا مین بہت مجاہدات کیے
حتے کہ خون تھوکنے لگے اور خون کا پیشاب آنے لگا پس بارہ سو چھپن مین اپنے
والد کے روبرو خلیفہ ہوئے ایک سال کے بعد اُنکا وصال ہوا تاریخ یہ ہے
قطعہ شد بخلد برین عطاے صفی ٭ جبذا نیک مرد نیک اختر ٭
گفت ہاتف عزیز تاریخش ٭ دائما در بہشت باد بفر ٭ اُنکے بعد
آپ درگاہ میں بیٹھے باادب بدرگاہ در نشست تاریخ ہے اور فرماتے
تھے کہ مین نے بارہ برس مخدوم شاہ صفی قدس اللہ سرہٗ کے مزار پر دوپہر
روزمرہ مراقبہ کیا کچھ نہ کھلا ایک بار آدھی رات کو حضرت پیر مرشد کی خدمت مین
گیا اور عرض کیا کہ یہ شجرہ اور تسبیح لیجیے مین جس بات کا طالب ہون وہ آپکے
یہان نہین ہے جناب پیر مرشد نے میری پشت پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا کہ ہم اسی
بات کے طالب تھے پھر دم بھر مین بے نیاز کردیا اور صبح کو ہم پھولے نہ

سماتے تھے اور آپ ہمیشہ ہر سنّت اور مستحب پر نظر رکھتے تھے اور مسائل دقیقۂ شرعیہ کو نہایت تحقیق فرماتے تھے خاص کر کسی کو شہرون مین بھیجتے اور علماسے استفسار فرماتے اور مسائل ضروریہ بہت محقق آپ کو یاد تھے اور عصاے مبارک اور تسبیح اور عمامہ ہروقت پاس رکھتے تھے اور سلام مین سبقت فرماتے اور کھانا اپنی خواہش سے نہ کھاتے اور کوئی کپڑا اپنی رغبت سے مول نہ لیتے جو کچھ سامنے آتا نوش فرماتے اور جو کچھ مل جاتا پہن لیتے اور اگر اتفاقاً کوئی کپڑا خود بناتے تو سب سے زیادہ کم قیمت خرید فرماتے اور ہندی چیزین اکثر ارشاد کرتے چنانچہ آپ کے دیوان مین جمع ہین اور سماع بہت سُنتے ایسا کہ اگر رات دن ہوتا تو سُنے جاتے اور سماع مین رقص بہت کرتے اور اکثر مسکراتے اور آخر مین گاہ گاہ روتے بھی تھے اور رات رات بھر باوجود بیماریون کے لوگون کے کاندھون پر تکیہ کیے ہوے کھڑے رہتے اور تمام عمر صفی پور مین رہے چھ سات بار منزل دو منزل تک باہر تشریف لے گئے اور ارباب دنیا کی محفل میں نہ جاتے اور کسی کے گھر کا کھانا نہ کھاتے مگر جسکو محتاج سمجھتے اور بوجہ نکہ حرز یمانی آپ کے ورد مین تھی مچھلی سے اور گائے کے گوشت سے پرہیز فرماتے اور نہایت متّقی تھے اور غذا بہت کم کھاتے اور پانی اوقات معینہ مین نوش فرماتے اور رات کو بہت کم سوتے اور کسی قدر سوتے تو ایسا کہ دیکھنے والے کو معلوم نہ ہوتا فوراً چشمان نرگسین کو کھول دیتے اور کبھی کسی پر غصہ نہ کرتے اور کبھی کسی پر اعتراض نہ کرتے اور جو آپکے پاس آتا ایسا خوش ہو کر جاتا کہ مشتاق رہتا اور مریدوں پر نہایت مہربان تھے اور آخر مین صفی پور کے لوگون پر بہت متوجہ تھے جب کوئی آتا فرماتے آیئے تشریف لائیے اور خطاؤن سے چشم پوشی فرماتے حکایات

اولیا بیان فرماکر اور ادھر اُدھر ڈھال کر فہمایش کر دیتے کہ دل شکنی نہ ہو اور اگر
کوئی مرید آپ کی تعلیم کو عمل مین نہ لاتا اور کچھ اور پوچھتا ہرگز دریغ نہ فرماتے
اور اگر کوئی مرید کہین جاتا تو اُس کا دھیان رکھتے اور کسی مرید کو محنت مین
نہ ڈالتے اور ہر ایک کو کچھ نہ کچھ ضرور تعلیم فرماتے عورت ہو یا مرد اور
کبھی آنکھین بند کر کے نہ بیٹھتے اور گوشہ گیر نہ ہوتے اور فرماتے ع
کھلی آنکھ پیتی ہے وحدت کا جام ؛؛ ہوئی مست و سرشار دیدار کی ؛؛ اور عاشق
تھے فائدہ رسانی پر میان امامی خادم خاص کہتے ہین کہ مجھ کو کتنے ہی عمل زبردستی
یاد کرائے اور ہر مہینہ مین گیارھوین رات کو حضرت غوث پاک کا فاتحہ
کرتے تھے اور ربیع الآخر کی گیارھوین کو مجمع عظیم ہوتا تھا اور باوجودیکہ
آپ کسی چیز کا بندوبست نہ کرتے تھے اور خبر نہ ہوتی تھی کہ کیا آیا
اور کہان سے آیا اور کس نے لیا الا آپ کی برکت سے سبکو کھانا پہونچتا
تھا اور سب انتظام ہوجاتا تھا اور آپ نے کبھی نہین جانا کہ ہمارے
باپ دادا نے کیا وراثت چھوڑی ہے یہان تک کہ فرماتے تھے
کہ ہمکو اپنے دادا کا نام معلوم ہے آگے یاد نہین اور روپیے کو ہاتھ سے
نہ چھوتے الا محفل سماع مین جب کوئی نذر دیتا تو کبھی اُسکے ہاتھ کو پکڑ کر
قوال کے سامنے کر دیتے اور کبھی دست مبارک سے اُٹھا کر دیدیتے
یا بعد جناب قبلہ و کعبہ حضرت حفیظ اللہ شاہ کے جب کبھی جناب امیر اللہ شاہ
صاحب کو نذر دیتے تب چھوتے اکثر ایسا ہوتا کہ کوئی آتا اور نذر زیر قدم
رکھدیتا اور کوئی اُٹھانے والا نہ ہوتا آپ اُٹھ کھڑے ہوتے اور کسی سے
ارشاد بھی نہ کرتے جو دیکھتا اُٹھا لیجاتا اگر ظاہر کر دیتا معاف فرماتے
سید ارادت حسین اثنا عشری محفل سماع مین ہنسے آپ نے پھر کر دیکھا

فوراً تڑپنے لگے جب محفل ہو چکی سنّی ہو کر مرید ہو گئے اُنکے اعزّہ مجتہد تک
لے گئے کچھ نہ ہوا مجتہد نے کہا ان پر پڑھا ہوا جن سوار ہے سید یعقوب علی
شاہ ترکو اسی اور سید سرفراز علی رئیس سانڈی یہ دونون بھی اثنا عشری
تھے آپ کی خدمت مین آکر سُنّی ہوئے اور خلیفہ ہو کر بیٹھ رہے ایک دن ایک
لڑکے کی طرف متوجہ ہو گئے دن بھر جگہ سے نہ ہلا جب خود فرمایا جاؤ کھیلو تب
اُٹھا ایک بار کہار محفل کے کنارے کھڑے تھے آپ کی نگاہ پڑ گئی لوٹنے
لگے اور کہان تک لکھون رات دن یہی واقعات پیش رہتے تھے جس پر ادنے
التفات فرماتے کامیاب ہو جاتا چنانچہ حکیم سید اولاد حسن نے جب دوسرا
نکاح کیا تو اولاد زندہ نہین رہتی تھی جس وقت برادرم حکیم عماد الحسن پیدا
ہوئے آپ نے مول لے لیا بفضل الٰہی زندہ رہے پھر آپ نے
اُنکی بسم اللہ کی علم طب کے علاوہ اور علوم بھی پڑھ کر اپنے باپ دادا سے
دانا تر ہو گئے اور سلسلۂ صفویہ جیسا آپ کی ذات سے شائع ہوا بندگی شیخ مبارک
کے بعد کسی کی ذات سے ایسا نامی نہین ہوا اور آپ کسی کو حاضراً یا غائباً
بُرا نہ کہتے آدمی تو ایک طرف کسی شے کو بھی نہ کہتا اور میرے نزدیک صفی پور مین
کوئی ایسا نہ ہوگا جو اس بات پر گواہی نہ دے اور تمام نشانیاں اولیاے
سلف کی آپ کی ذات پاک مین موجود تھین اور فرماتے تھے کہ جو شخص خلاف
شریعت ہو اگرچہ ہوا پر اوڑے قابل اعتبار نہین اور فرماتے تھے اگر مرید پایۂ
طریقت سے گرے تو شریعت اُس کا مقام ہے جب مرتبۂ شرع سے بھی گر گیا
پھر اُس کا ٹھکانا کہان اور فرماتے تھے کہ اگر کوئی ہزار روپیہ ہمکو نذر دے
ہم راضی نہین الا اُس شخص سے جو ہمارے کہے ہوئے پر عمل کرے اور فرماتے
تھے کہ حمائد کو اختیار کرو اور ذمائم کو چھوڑو بس ہم لوگون مین سے جو ایسا نہ کرے

آپ کی راہ پر نہین نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا اور آپنے بیالیس آدمیون کو اجازت دی ہے اُنمین سے سولہ آدمی انتقال کرچکے ہین کچھ آپ کے روبرو کچھ آپکے بعد برادرم ذوالفقار اللہ شاہ صاحب سجادہ اور حضرت نے انکے حق مین فرمایا کہ جو تمنے کیا تمھارے غلام نہ کرتے مکرمی کریم اللہ شاہ صفی پوری مکرمی عظمت اللہ شاہ فرخ آبادی مکرمی عنایت اللہ شاہ صفی پوری آثم تخلص آپ کے چچازاد بھائی مکرمی مولوی حافظ عبدالرحمن باشندہ ترھوان مکرمی ظہوراللہ شاہ ملتانی عرف اجیل شاہ مکرمی مولوی امیراللہ شاہ آسیونی مکرمی سید شرافت اللہ شاہ آسیونی مکرمی سید مظہراللہ شاہ باشندہ سانڈی عرف سرفراز علی مکرمی کرامت اللہ شاہ بانگرموی مکرمی رحیم اللہ شاہ بٹھوری عرف سالار بخش مکرمی مولوی احسان اللہ شاہ صفی پوری مکرمی جناب سید محمد یعقوب موہانی اُنھون نے ایک بار فقیر کے سامنے کہا تھا کہ ہمنے اپنی سیدی کو ان گلیون کے کتّون کے ہاتھ بیچ ڈالا اور حضرت نہایت انکا لحاظ کرتے تھے مکرمی سید یعقوب علی شاہ ترگواسی اور یہ موضع دہلی کے نواح مین ہے مکرمی شاہ نیاز حسین بانگرموی مولوی وجہ اللہ شاہ باشندہ رابہ اور یہ موضع محمدی کے پاس ہے سوا انکے چھبّیس آدمی زندہ موجود ہین حضرت خلیفۃ اللہ شاہ عرف شاہ امیر احمد جو آپ کے صاحب سجادہ ہین اور داماد بھی اور چچازاد بھتیجے بھی ہوتے ہین اور خالاتی بھائی بھی اور حضرت نے انکے حق مین فرمایا ہے کہ میرے فرزند اور لخت جگر ہین اور جان و مال کے مالک ہین جناب مخدومی عین اللہ شاہ عرف شاہ خلیل احمد اور یہ فقیر کے ماموں ہوتے ہین اور حضرت نوازش محمد صاحب سجادہ کے بھانجے ہین اور داماد بھی اور حضرت نے انکے حق مین فرمایا ہے کہ سب مین اچھے ہین مکرمی حبیب اللہ شاہ بانگرموی اور یہ اب سیتل گنج مین رہتے ہین مکرمی سید یقین اللہ شاہ پنجابی لکھنوی مکرمی

عطاء الله شاہ شیخ زادہٗ صفی پوری مکرمی[6] مولوی مظہر الله شاہ باشندہٗ
بھدیوان اور یہ موضع لکھنؤ کے پاس تھا غدر مین ویران ہوگیا مکرمی[7] اہل الله شاہ
عرف حکیم مشرف علی دہلوی مکرمی[8] مبارک الله شاہ عباسی باشندہٗ دیوہ اور یہ فقیر
کے چچا ہوتے ہین اور یہ موضع مکن پور کے پاس ہے مکرمی[9] مولوی حافظ شوکت علی
سندیلوی چودھری مکرمی[10] سعادت علی شاہ رام پوری انکا حال مدت سے معلوم
نہین مکرمی[11] نور الله شاہ شاہ باشندہٗ گھاٹم پور مکرمی[12] اسد الله شاہ عرف چودھری
محمد خصلت حسین سندیلوی مکرمی[13] قاضی قل ہو الله شاہ باشندہٗ منڈیاؤن
اور یہ موضع لکھنؤ کے پاس ہے اور قاضی صاحب نواب گنج بارہ بنکی میں مقیم
ہیں مکرمی[14] مراد الله شاہ باشندہٗ محمدی اور حضرت نے انکے حق مین فرمایا ہے
کہ مرد ہین اور ہمارے کام کے ہین اور ہمارے بڑے رفیق ہین مکرمی[15] کلیم الله
شاہ عرف خلیفہ فرزند حسن اور فجی شاہ باشندہٗ نوتنی مکرمی[16] خوب الله شاہ باشندہٗ
اوناؤ مکرمی[17] محمد شفیع صفی پوری سندیلوی داماد جناب قبلہ وکعبہ حضرت محمد حفیظ الله
شاہ قدس الله سرہٗ مکرمی[18] برحق الله شاہ عرف حقانی باشندہ نوتنی مکرمی[19] انوار الله
شاہ عرف نور محمد خوشنویس نسخ باشندہٗ محلہ محمود نگر شہر لکھنؤ اور ان کا حال
بھی مدت سے معلوم نہین مکرمی[20] کفایت الله شاہ راجگیری مکرمی[21] اظہار الله
شاہ عرف نیاز محمد صفی پوری مکرمی[22] حکیم خلیل الله شاہ عرف خلیل الدین خان
کشمیری لکھنوی جناب[23] روح الله شاہ عرف مولوی حسین علی صفی پوری اب
مدت سے انکا قیام صفی پور مین نہین ہے سندیلہ اور ملاوہ مقام ہے مکرمی[24]
احمد الله شاہ عرف احمد علی موہانی صفی پوری مکرمی[25] چودھری بشارت الله شاہ
صفی پوری زائر الحرمین الشریفین اور حضرت نے مرض الموت مین اکثر ان کو
بلا کر خاص کر انکے سینہ پر تکیہ کیا ہے فقیر[26] محمد عزیز الله عرف محمد ولایت علی مولف

کتاب ملا نوی صفی پوری آور حضرت نے ان سب کے حق مین فرمایا ہے کہ جو
شخص میرا مرید ہوا ور میرے خلفا کو بزرگ نہ سمجھے وہ میرا مرید نہین باقی حالات
آپ کے ملفوظات مین مندرج ہین اور ملفوظ آپ کے دو ہین ایک نغمۂ طریقت
جو مکرمی محمد شفیع صاحب نے لکھا ہے دوسرا مخزن الولایت والجمال جو
فقیر نے لکھا ہے عمر شریف اٹھاون برس کی ہوئی تاریخ ولادت اور وفات
سے نکال لینا چاہیے ۱۱ سترہ اٹھارہ روز طبع مبارک ناساز رہی نہایت
سختیان گذرین الا آپ کی زبان مبارک سے سوا دُھُوَ مَعَکُمْ اَیْنَمَا کُنْتُمْ کے
کچھ اور نہین سُنا گیا اور سب کی تسلّی فرماتے تھے جس رات کی صبح کو انتقال
فرمایا رات بھر صبح کے منتظر رہے جب وصال ہوا عجب حال تھا وہ چہرۂ
نورانی دیکھنے کے قابل تھا ہزارون کیسے لاکھون نے یہ جمال نہ دیکھا
ہوگا سچ ہے ع نازم بچشم خویش کہ روے تو دیدہ است ؛ پہلو پر
استراحت فرمائے ہوئے تھے دفعتًہ سیدھے ہوگئے اور سر مبارک کو
سیدھی طرف لیجا کر لا الٰہ کہکر الا اللہ کو قلب مبارک پر ضرب فرمایا
اور انا للہ وانا الیہ راجعون کے معنے حل فرمائے تاریخین آپ کی بہت لوگون
نے لکھی ہین اور بہت ہین فقیر نے بھی چند تاریخین لکھی ہین مگر اس کتاب مین
سوائے نئی تاریخون کے پرانی لکھنا منظور نہین لہذا قطعہ جدید لکھتا ہون
قطعہ صبح یکشنبہ در رجب سیزدہم ؛ گر دید قیامتے ز ماتم برپا ؛ در فکر
شدم عزیز و گفتم تاریخ ؛ شد مرشد ما ازبر ما حیف از ما ؛ مزار مقدس صفی پور
مینا ہے پُر انوار و پُر برکت بہ چودھری محمد خصلت حسین رئیس سندیلہ اور اُنکی اہلخانہ
مقبول شاہ دونون روضہ مقدس اور احاطہ مع خانقاہ تیار کرا چکے
ہین اور ابھی عمارت بنتی ہے فائدہ چونکہ ملفوظات شریف مین حالات

مفصل لکھے ہین لہذا اختصاراً اسی قدر پر کفایت کی گئی الافقیر داس کا حال لکھنا ضروری معلوم ہوا انکا نام شیوچرن ہے موضع تکیہ انکا وطن ہے اپنی قوم کے شریف ہین یعنی برہمن اور فقیر داس حضرت مرشد برحق نے انکا نام رکھا ہے حضرت کو خواب مین دیکھ کر حاضر ہوئے بعینہ وہی صورت پائی جو نظر آئی تھی پھر ارادت مند ہو گئے اور آپ نے خلفا کے مثل تعلیم کر کے صاحب اجازت کیا ظاہر مین ہندو ہین باطن مین مسلمان سچ ہے لراقمہ ہوئے ہین بے خبر ساقی شراب بیخودی پی کر ؎ ترے دورے مین اب کوئی مسلمان ہے نہ ہندو ہے ؎ سبحان اللہ مرشد برحق کے جان نثار ہین اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے عاشق زار سُنتا ہون کہ سو دو سو آدمی اُنکے چیلے ہو چکے ہین ایک چیلہ انکا گذر گیا انھون نے وہان کے مسلمانون سے کہا کہ نماز پڑھ دو واللہ اعلم وہ لوگ کیا سمجھے نماز نہ پڑھی جب سے انھون نے یہی روش اختیار کی کہ دفن کر کے خدا پر چھوڑ دیتے ہین اور حضرت مرشد برحق کے بعد دو تین بار صفی پور مین آئے ہین اَللّٰھُمَّ مَنْ تَوَفَّیْتَهٗ مِنَّا فَتَوَفَّهٗ عَلَی الْاِیْمَانِ۔

ذکر خیر قبلۂ اصحاب طریقت کعبۂ ارباب حقیقت حضرت محمد حفیظ اللہ شاہ قدس اللہ سرہٗ آپکا اسم مبارک جناب محمد حفیظ اللہ شاہ ہے اور آپکے والد کا نام شیخ فیض اللہ ۱۲۰۱ سنہ بارہ سو ایک ہجری مین پیدا ہوئے اور آپ حاجی شاہ غلام یحییٰ قدس اللہ سرہٗ کے مرید ہین خاندان قادریہ مین اور وہ آپکے سگے چچا تھے اور نسب نامہ آپکا اور جناب مرشد برحق کا ایک ہے چند نامون کا فرق ہے اسطرح پر شیخ فیض اللہ بن شاہ غلام پیر عرف پیر میان بن شیخ مخدوم عالم بن شیخ عبد الرسول بن شیخ دانیال اور یہ بزرگ وہی ہین جو حضرت مرشد برحق

سکے اجداد مین اوپر مرقوم ہین اور آپ ابتدائے عمر مین بڑے پہلوان تھے
اورغازی الدین حیدر بادشاہ کے خاص سوارون مین افسر تھے پلنگ کا
پہرہ دیتے تھے گویا جب بھی مصداق علیہ اس بیت کے تھے حافظ رحمۃ اللہ
علیہ سے شاہ بیدار بخت راہر شب ٭ ما نگہبان افسر و کلہیم ٭ اور آپ فارسی پڑھے
ہوئے تھے کچھ عربی بھی حاصل کی تھی اور حضرت شاہ غلام زکریا قدس اللہ سرہ
کے ساتھ حضرت سیدنا و مولانا عبد الرحمٰن لکھنوی قدس اللہ سرہ کی مسجد مین
بھی رہے ہین چنانچہ فرماتے تھے کہ ہمنے عمر بھر مین ایک فقیر کو دیکھا اور حضرت
مولانا کا نام لیکر فرماتے تھے کہ اگر شبلیؒ اور جنیدؒ ہونگے تو ایسے ہی ہونگے ایکدن
لکھنؤ مین ایک مجذوب بنگ نوش آپ کو ملا کہا کہ تم جامۂ مشیخت پہنا چاہتے
ہو ورنہ مین پیالۂ بنگ تمکو پلاتا آخر تیس برس کی عمر مین جذبۂ الٰہی آپہونچا
حضرت شاہ افہام اللہ قدس اللہ سرہ کو خواب مین دیکھا فرمایا کہ ہماری
درگاہ خالی ہے یہان آکر بیٹھو اور حضرت شاہ افہام اللہ مہدی میان کو
جانشین کر گئے تھے اور وہ اپنے مقام پر اپنے بیٹے کو سجادہ نشین کر گئے کرم میان
انکا نام تھا اور یہ بزرگ آپ کے ماموں بھی تھے اور خسر بھی اور اولاد پسری
در کھتے تھے انکے بعد پانچ چھ برس درگاہ خالی رہی پس آپ نوکری کو ترک
کرکے چلے آئے اور اُسی درگاہ مین بیٹھ رہے گھانس مثل جنگل کے کھڑی
تھی سب کو صاف کرکے حضرت شاہ افہام اللہ کے مقبرہ شریف مین
گئے اور فیض اویسیت پایا پھر حضرت شاہ افہام اللہ قدس اللہ سرہ نے
خواب مین فرمایا کہ شاہ محمدی بلگرام سے آتے ہین اُنسے اجازت لے لو اور
انکی صورت آپ کو دکھلائی اور حضرت شاہ محمدی سے خواب مین فرمایا کہ یہان
آکر انکو اجازت دو اور آپ کی صورت اُن کو دکھلائی اور حضرت شاہ محمدی

حضرت شاہ انعام اللہ کے خلیفہ تھے پھر وہ آئے اور آپ نے اُن کو اور
اُنھون نے آپ کو بے شناسائی پیچانا اور آپسمین ایک دوسرے کا نام تبلایا
اور اجازت پائی اور حضرت شاہ محمدی نے حضرت شاہ انعام اللہ کا خرقۂ متبرک
جوکرم میان صاحب کے گھر مین تھا منگا کر بموجب حکم آپ کو پنھایا اور اُنکی جگہ پر
بٹھلایا اور آپ بالکل تارک اور مجرد ہوکر بیٹھے تھے یعنی مطلقا کوئی معاش نہ رکھتے
تھے اور کہین سے کچھ سہارا نہ تھا اور عمر بھر یونہین رہے پھر حضرت شاہ محمدی کے
حکم سے حضرت شاہ ولی محمد صاحب سجادۂ مخدوم شاہ صفی قدس اللہ سرہما کی
خدمت مین حاضر ہوئے اُنھون نے ایک کلاہ تبرکاً تیمناً آپ کے سر مبارک پر
رکھی اور آفرین فرماکر دعا کی بعضے نادانون نے اُنکی خدمت مین عرض کیا کہ
آپ نے اپنی اولاد کے واسطے کیا چھوڑا فرمایا مین مخدوم شاہ صفی کے حکم کو بجا لایا
یہ نادان اسقدر نہ سمجھے کہ یہ چیز وراثت نہ تھی کہ کسی کو دینے سے کم ہو جاتی
چند روز کے بعد حضرت شاہ غلام زکریا جو آپ کے چچا زاد بھائی ہوتے تھے باہر
سے تشریف لائے اور آپ کو ہر قسم کی طمع دی اور ہر طرح اسے آزمایا جب مستقل
پایا تب آفرین کرکے اپنی طرف سے خلافت اور اجازت مرحمت کی اور جو کچھ
نعمت جہان جہان سے پائی تھی سب آپ کو دی اور جب تک آپ بیٹھ رہے تھے
تب تک حضرت مولانا عبدالرحمن قدس اللہ سرہ دنیا مین تھے پوچھ بھیجا کہ تم نے
کچھ پایا بھی ہے یا فقط پیر زادہ دن کیطرح سے بیٹھ رہے ہو آپنے کہلا بھیجا کہ مین نے
جو کچھ پانا چاہیئے پایا ہے خالی نہین ہون الغرض اسکے بعد آپ مجاہدات سخت
کرنے لگے بہت ریاضتین کین اور نہایت مشقتین کھینچین آخر آفتاب ہو گئے اور
عالم کو روشن کر دیا پچاس برس اُسی درگاہ مین بیٹھے سوا محفل اعراس کے کہین
نجاتے اور دنیا اور ارباب دنیا سے بے علاقہ رہے اور آپ کثیر السکوت تھے

مگر حضرت مرشد برحق فرماتے تھے کہ جب تعلیم کرتے تھے تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ دریا
بہتا ہے اور اکثر مستغرق الحال رہتے چشمان خدا بین ایسی مست تھین کہ نا واقف
بھی اپنے دل مین کچھ واقف ہو جاتا اور تمیز کرتا تو پہچان لیتا کہ یہ آنکھ اور ہی ہے
ہیبت الٰہی آپ کی صورت سے ظاہر تھی سونا نہایت کم غذا بہت قلیل اور جو
غذا لذیذ ہوتی نہ کھاتے جب شوربا سامنے آتا پانی ملاتے اور آخر عمر مین اکثر
محویت غالب تھی آنکھین بند کیے ہوئے اور گردن جھکائے ہوئے بیٹھے رہتے برادرم
مخدومی احمد اللہ شاہ کہتے ہین کہ ایکدن مغرب کے وقت مین حاضر تھا جناب امیر اللہ
شاہ صاحب نے آپکے خادم خاص میان محمدی سے کہا کہ میان کے پاس چراغ
جلا دو آپ نے سُن لیا فرمایا کچھ حاجت نہین آفتاب روشن ہے اور جب
ہمارے مرشد برحق کا نام لیتے یا کوئی اور آپکے سامنے لیتا تو خواہ مخواہ ہنستے
اور خوش ہو جاتے اور جو آتا اُس سے پوچھتے کہ ہمارے خادم کے پاس گئے
تھے یا نہین اگر ہو آیا ہوتا تو خیر ورنہ فرماتے وہان جاؤ اور بارہا فرماتے کہ ہمارا
خادم روپیہ کو ہاتھ سے نہین چھوتا ہے اور برادرم مخدومی محمد شفیع صاحب ناقل
ہین کہ جب ہمارے مرشد برحق بسبب امراض کے خاصہ نوش نہ فرماتے آپ بھی
ہرگز کچھ تناول نہ فرماتے اور آپ سماع سنتے تھے الا رقص اور وجد نہین کرتے
تھے اپنے مقام پر بیٹھے ہوئے رویا کرتے تھے اور بہت روتے تھے باقی حالات
آپکے ملفوظات مین مندرج ہین اور ملفوظ آپ کے دو ہین ایک تو
حفیظ الافہام جو فقیر کے والد ماجد نے لکھا ہے دوسرا ہدیہ صفویہ جو مکرمی و معظمی
مولوی محمد احسن نے لکھا ہے اور آپ نے نو آدمیون کو خلیفہ کیا ہے ایک تو
حضرت مرشد برحق اور آٹھ اور چراغ علی شاہ صفی پوری سعد اللہ شاہ صفی پوری
شاہ علی محمد ساکن سانڈی علی رضا شاہ سرگروہ مداریہ احمد اللہ شاہ آسیونی

مرزا احمد شاہ لکھنوی شاہ سلیمان ولایتی اور یہ سب انتقال فرما چکے اور حضرت
امیر اللہ شاہ کو سنہ بارہ سو ستر ہجری مین سجادہ نشین کیا تھا وہ آپ کی
جگہ پر ہین اور جب اُنکو خلیفہ کیا تھا تمام درگاہ آدمیون سے بھری تھی چھوٹے
بڑے سب آپ کی تاثیر سے روتے تھے اور جناب امیر اللہ شاہ آپ کے
فرزند اکبر ہین عمر شریف اکاسی برس کی ہوئی جوقت انتقال فرمایا اُس وقت
جو شخص وہان آتا تھا یہ سمجھتا تھا کہ آپ کے انفاس متبرکہ سے اللہ اللہ جاری
ہے اور نی الواقع اپنا مرتبہ وہ آپ ہی جانتے تھے یا جسکو شناسا کیا سنہ بارہ سو
اکاسی ہجری مین جمادی الاخری کی بیسوین تاریخ کو اور دوشنبہ کی رات
کو پچھلے وقت آپ کا وصال ہوا ادخلہ بخلدہ ۱۲۸۱ آپ کی تاریخ ہے اور سوا اسکے
بہت تاریخین ہین فقیر نے منقوطہ اور مہملہ وغیرہ صنایع مین بائیس تاریخین
لکھی ہین اور بہتیرون نے تصنیف کی ہین روضۂ مقدس حضرت شاہ افہام اللہ
کے گنبد شریف کی پشت پر خاص صفی پور مین ہے یزداد و تبرک بہ سید
سرفراز حیدر رئیس صفی پور نے جو آپ کے مرید تھے بنیاد ڈالی تھی اور گنبد
بھی تیار ہو گیا تھا الاّ چندے بے قلعی رہا اسوجہ سے اُس مین نقصان آیا
دوبارہ چودھری محمد خصلت حسین بہادر نے اُسکو کھلوا کر پھر درست
کرایا مگر ہنوز پورا پورا تیار نہین ہے یقین ہے کہ اب جلد ہو جاوے

ذکر خیر پیر بے نظیر حضرت شاہ غلام پیر قدس اللہ سرہ

آپ کا نام نامی شاہ محمدی ہے اور غلام پیر بھی اور پیر میان عرف ہے
اور آپ شیخ صدیقی ہین اور آپ کے والد کا نام شاہ نصرت اللہ ہے
اور آپ شاہ نعمت اللہ عرف پیر بدھنی کی اولاد مین ہین اور یہ بزرگ پیر بدھنی
اس وجہ سے مشہور تھے کہ کسی بادشاہ کے لشکریون کو ایک بدھنی سے

پانی پلایا تھا اور آپ کا وطن سانڈی ہے اور آپ مرید اور خلیفہ حضرت
شاہ افہام اللہ قدس سرہ کے ہین ایک بار سانڈی اور صفی پور کو
آتے تھے راہ مین پیشاب کرنے لگے کالے سانپ نے کاٹ کھایا بیہوش
ہوگئے اُس حالت مین حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو دیکھا ایک قسم کی گھاس آپکے
ہاتھ میں دی کہ اس گھاس کو نچوڑ کر پی لو تھوڑی دیر کے بعد ہوش میں
آئے مُرید سے کہا کہ اس گھاس کو تلاش کرو وہاں پر وہ گھاس بہت تھی آپنے
نچوڑ کر پی لی بالکل اچھے ہوگئے جب صفی پور میں پہونچے حضرت شاہ افہام اللہ
قدس اللہ سرہٗ نے فرمایا کہ مددگار بہت اچھا پایا اور آپ نے سوا جناب
قبلہ وکعبہ محمد حفیظ اللہ شاہ کے کسی کو اجازت اور خلافت نہیں دی
آپ کے بعد چندروز آپ کے بھائی شاہ غلام محی الدین آپ کی جگہ پر
رہے اور یہ کہیں اور سے فیض یاب تھے بعد چندے آپ کے داماد شاہ
علی محمد صاحب نے آپ کو خواب میں دیکھا فرمایا کہ ہماری جگہ خالی
ہے چلے آؤ وہ عمل انگریزی میں پچاس روپیہ ماہواری کے نوکر تھے نوکری کو
ترک کرکے چلے آئے اور جناب قبلہ وکعبہ حضرت محمد حفیظ اللہ شاہ کے ہاتھ
پر بیعت کی اور خلافت اور اجازت پاکر اُنکے مقام پر بیٹھے بعدہ شاہ
علی عابد اُنکے بیٹے اور مُرید اور خلیفہ اُن کی جگہ پر بیٹھے اور یہ اب موجود
ہیں اور بموجب وصیت جناب امیر اللہ شاہ صاحب سے بھی اجازت
لیگئے ہیں پیر میاں صاحب کا وصال جمادی الاخری کی پندرھویں کو سنہ
بارہ سو اکاون ہجری میں بدھ کے دن واقع ہوا تاریخ یہ ہے قطعہ آن
غلام پیر پیر رہنماے ؛ شد بمینو از جہان جانگداز ؛ گفت تاریخش عزیز خستہ
دل ؛ رفتہ از دنیا بہ جنت پاکباز ؛ شاہ علی محمد صاحب کا وصال سنہ
۱۲۸۲

بارہ سو بیاسی میں ہوا تاریخ یہ ہے ؎ در بہشت پاک باد اجا بگاہش ؛
۱۲۸۲
مزار مقدس سانڈی میں ہے بیزار و بتبرک یہ۔

ذکر خیر مرشد کامل درویش واصل حضرت شاہ افہام اللہ قدس

اللہ سرہ آپ کا نام نامی حضرت شاہ افہام اللہ ہے اور آپکے والد کا نام مخدوم بخش اور آپ شیخ قدوائی ہیں اور آپ مجرد اور حصور تھے اور آپ کا وطن بٹھولی ہے اور یہ موضع لکھنؤ سے تین چار کوس پر چنہٹ کے پاس واقع ہے اور آپ شاہ عبدالرشید امجڑہی کے مُرید اور خلیفہ ہیں اور امجڑہ عظیم آباد کے پاس ہے شاہ عبدالرشید نے حضرت شاہ صفی کو خواب میں دیکھا فرمایا کہ یہ فرزند ہم کو دو پس فوراً آپ کو حکم دیا کہ صفی پور کو جاؤ آپ روانہ ہوئے اور ایک آواز آپ کے کانوں میں آنے لگی کہ چلے آؤ آپ سیر کرتے ہوئے اُسی آواز پر بستی تک آئے وہاں سے وہ آواز بند ہوگئی مدّت دراز تک وہاں مقیم رہے ایک دن وہاں کے لوگ چلنے پر آمادہ ہوئے آپ نے پوچھا کہاں جاؤ گے لوگوں نے کہا صفی پور ہیں مخدوم شاہ صفی قدس اللہ سرہ کا عرس ہے پوچھا کتنی دور ہے کہا تین چار کوس فرمایا سبحان اللہ ؎ یار در خانہ و من گرد جہاں میگردم ؛ پھر آپ بھی مستعد ہوئے گاؤں سے باہر نکلتے ہی وہ آواز بدستور آنے لگی جب یہاں پہونچے تو حضرت شاہ عبداللہ صاحب سجّادہ کی خدمت میں حاضر ہو کر خلافت اور اجازت پائی اور حضرت مخدوم شاہ صفی قدس اللہ سرہ سے فیض اویسیت پاکر کامل مکمل ہوگئے اور آپ نے آٹھ آدمیوں کو خلیفہ کیا ہے شاہ پیر محمد عرف چھدئی میاں پیرزادہ صفی پوری اور یہ آپ کے جانشین تھے چنانچہ اوپر ہوچکا شاہ محمدی عرف پیر میاں ساکن سانڈی شاہ علیم اللہ ساکن نوتنی شاہ مان اللہ ساکن لکھنؤ انکا

مکان خدایار خاں کے کٹرے میں تھا حاجی کرم صفی صفی پوری شاہ حسام الدین لکھنوی یہ گوگھاٹ میں رہتے تھے شاہ نصرت اللہ ساکن سانڈی شاہ محمدی کے والد جو داخل سلسلہ ہیں مولوی فضل عظیم خاں صفی پوری سنا گیا ہے کہ انکے کسی مقام پر درد اٹھا کرتا تھا آپ نے کوئی عمل بتلایا اسکے پڑھنے سے افاقہ ہوجاتا تھا جب آپ انتقال فرما گئے ایک دن وہ درد اٹھا اور وہ عمل مولوی صاحب موصوف کو یاد نہ رہا بہت پریشان ہوئے اسی حالت میں آنکھ لگ گئی آپ نے آکر از سر نو ارشاد کیا اور فرمایا ع من آیم بجان گر تو آئی بہ تن ؎ سنہ گیارہ سو چھیانوے میں ربیع الاول کی اکیسویں بدھ کے دن آپ نے وفات پائی بجوار قرب برفت تاریخ ہے ۱۱۹۶ اور شاہ پیر محمد نے سنہ بارہ سو اکیس میں وفات پائی نویدے برحمت یافت انکی تاریخ ہے ۱۲۲۱ پھر شاہ علی محمد عرف کرم میاں آپ کی جگہ پر ہوئے سنہ بارہ سو ستائیس میں انکا وصال ہوا نویدے از رحمت یافت انکی تاریخ ہے ۱۲۲۷ مزار شریف صفی پور میں مے یزار و تبرک بہ اور یہ دونوں قبریں بھی آپ کی درگاہ میں ہیں۔

ذکر خیر کرامت دستگاہ حضرت شاہ عبداللہ صاحب سجادہ مخدوم شاہ صفی قدس اللہ سرہ آپ کا نام شاہ عبداللہ ہے اور حضرت شیخ بھولن مخدوم شاہ صفی قدس اللہ سرہ کے صاحب سجادہ آپ کے سگے چچا تھے اور لاولد تھے آپ کو اپنے مقام پر کر گئے حضرت شاہ قدرت اللہ اور حضرت شاہ انعام اللہ دونوں آپ کے خلیفہ ہیں اور آپ بھی لاولد تھے حضرت شاہ محمد بن شیخ محمد نعمت اللہ آپ کے بھتیجے تھے وہی آپ کے سجادہ نشین تھے اور یہ بزرگ شاہن میاں کر کے مشہور تھے حضرت نوازش محمد فرماتے تھے کہ جب نواب آصف الدولہ صفی پور

ہیں آئے تو اُنکے پاس بھی حاضر ہوئے اُنکے ایک مرید نے نواب کی پیشانی پر بوسہ دیا
ہیبت الٰہی سے چُپ رہے جب باہر گئے مولوی فضل عظیم خاں سے کہا
کہ مولوی میں اس درویش کے خیال سے خاموش رہا ورنہ بابا جان کی قسم
قرولی اُسکے پیٹ میں بھونک دیتا اور اُنھوں نے مخدوم صاحب کے
مزار پر ایک چراغ پایا تھا جب واصل ہوئے وہی لفظ چراغ تاریخ ہوگئی
پھر اُنکے بیٹے شاہ ولی محمد صاحبِ سجّادہ ہوئے اور یہ بزرگ نہایت
متواضع تھے اور بڑے صالح موضع گگرورہ وغیرہ سے جسقدر اُوکھیں
آتیں برابر حصہ داروں کے گھروں میں بھیجتے اگر برابر تقسیم نہ ہوسکتیں تو ناپ
ناپ کر تراشی جاتیں شیخ صاحب عالم میرے نانا مجھ سے کہتے تھے کہ میں اپنے
شباب میں تاڑی پیتا تھا ایک دن حضرت ولی محمد صاحبِ سجّادہ کے پاس
گیا فرمایا تو مخدوم کی اولاد میں ہوکر تاڑی پیتا ہے میں نے انکار کیا اور
وہاں سے آکر پھر تاڑی پی فوراً بخار شدید آیا بیہوشی میں کیا دیکھتا ہوں کہ
حضرت ولی محمد سرہانے کھڑے ہیں اور فرماتے ہیں کیوں پھر تاڑی پیئے گا
اور جناب قبلہ و کعبہ حضرت محمد حفیظ اللہ شاہ پائیں میں کھڑے ہوئے کہتے
ہیں کہ ابکی بار معاف کیجیے اب نہ پیے گا جب میں ہوش میں آیا تائب ہوگیا اور
بخار بھی جاتا رہا اور جناب قبلہ و کعبہ محمد حفیظ اللہ شاہ فرماتے تھے کہ
یہ بزرگ پاس انفاس میں کامل تھے اور آپ ہی نے بموجب وصیّت کے
اُنکو نہلایا ہے اور دفن کیا ہے سنہ بارہ سو تینتیس میں انکا وصال ہوا
تاریخ یہ ہے موزونی کی غرض سے مکرر ہے رع بہ بہشت باد قرار دے
بہ بہشت باد قرار دے ۱۲۳۳ھ اور اس خاندان کی تعظیم ہمیشہ سے ہوتی چلی آئی ہے
پھر اُنکے بیٹے حضرت نوازش محمد صاحبِ سجادہ ہوئے یہ بزرگ نہایت

بھولے تھے اور امور دنیا سے بہت کم آگاہ تھے فقیر کے خسر منشی احمد علی
مرحوم انکے عزیز قریب تھے اور انکے سگے بھانجے بھی بیاہے تھے غدر میں اور
بعد غدر چند روز انھیں کے گھر میں رہے تھے فقیر بھی اُنکے سبب سے وہیں
تھا دیکھتا تھا کہ اُنکے گاؤں کا روپیہ انکے مختار کھاتے تھے اور عیش کرتے
تھے اور یہ مع اہل وعیال دو دو تین تین وقت بیٹھے رہتے اور ہرگز شکایت
نہ کرتے بلکہ ایک ایک سے ڈرتے اور خود خبر نہوتے اور اُن لوگوں کے
ساتھ پس پشت بھی سوا نیکی کے بدی کا خیال نہ کرتے اور جب جناب امیر اللہ
شاہ صاحب بیٹھ رہے تب اُنھوں نے بھی ایک کلاہ تبرکاً تیمناً عنایت فرمائی
اور انتقال کے وقت وصیت کی چنانچہ جناب امیر اللہ شاہ نے نہلایا اور
دفن کیا تاریخ یہ ہے قطعہ از جہاں رفت درارم ناگاہ ؛ آں نوازش محمد
واصل ؛ گفت گوئندۂ بگوش عزیز ؛ ہاے شیخی و پیر صاحبدل ؛ انکے بعد
برادرم حضرت شاہ الطاف محمد صاحب سجادہ ہوئے اور انکو ان کے والد
نے حضرت مرشد برحق کے سپرد کیا تھا اور آپ نے تربیت فرما کر خلیفہ
کیا اور ذوالفقار اللہ شاہ نام رکھا اور یہ پہلے سے اپنے والد کے مُرید
تھے اور آخر میں خلیفہ بھی ہوئے اور حضرت مرشد برحق کی جناب میں
اخلاص کامل رکھتے تھے اور کوئی خدمت باقی نہیں رکھی اور حضرت
مرشد برحق باوجود مخدومیت کے آداب سجادہ نشینی کو
انکے ساتھ برابر مرعی فرماتے تھے جب تک یہ نہ آتے سماع شروع نہ ہوتا اور
جب آتے تو تعظیم فرماتے اور یہ ایک بے نظیر اور مردانہ آدمی تھے بائیس تئیس برس
کی عمر میں ایک بیٹا شیر خوارہ میاں خادم محمد نام چھوڑ کر قضا کر گئے مات شہیداً
۱۲۹۱
حیاً نقیاً انکی تاریخ ہے سوم کے دن میاں خادم محمد صاحب سجادہ ہوئے اور

جناب امیر اللہ شاہ صاحب نے حضرت بندگی شیخ مبارک کا خرقہ اپنے ہاتھوں سے اُنکے سر پر رکھا اور ان سب کی قبریں مخدوم صاحب کی درگاہ میں ہیں آب پھر حضرت شاہ عبد اللہ کا حال لکھتا ہوں کہتے ہیں کہ یہ بزرگ مجذوب روش تھے اور آپ کی درگاہ میں جنات رہتے ہیں کبھی آباد نہیں ہوتی برادرم شاہ الطاف محمد فرماتے تھے کہ ایک بار میں آدھی رات کو اُدھر سے نکلا پہلے میں نے ایک کُتّے کو دیکھا پھر وہ کُتّا غائب ہو گیا اور ایک آدمی نے ظاہر ہو کر میرے ہاتھ کو زور سے پکڑ کر کہا کہ تم رات کو کہاں جایا کرتے ہو۔ آج سے اسوقت ہرگز ادھر ہو کر نہ نکلنا وفات شریف ربیع الاوّل کی چھٹی تاریخ کو سنہ گیارہ سو ترسٹھ ہجری میں واقع ہوئی تاریخ یہ ہے قطعہ شیخ آفاق شاہ عبد اللہ ✤ چوں بفردوس دامن افشاں رفت ✤ گفت تاریخ او عزیز بفور ✤ سوئے ملک ارم بیا کاں رفت ✤ ۱۱۶۳ درگاہ شریف صفی پور میں ہے یزار و تبرک ہے۔

ذکر خیر شمع انجمن حضرت شیخ بھولن صاحب سجّادہ مخدوم شاہ صفی قدس اللہ سرہ آپ کا اسم مبارک شیخ بھولن ہے اور آپ کے والد کا نام شیخ زاہد اور آپ مرید اور سجّادہ نشین اُنھیں کے ہیں اور آپ کے وقت میں مال فتوحات بہت تھا ایسا کہ مٹھوریں روپیوں اور اشرفیوں سے بھری جاتیں اور شیخ بھولن اور اُنکی اہلخانہ دونوں ایسے بھولے تھے کہ جب چند روز گذر جاتے تو لونڈیاں کہتیں کہ روپیوں کو سُکھلانا چاہئیے ایسا نہ ہو کہ زنگار رکھا جائے وہ کہتے کہ اچھا پھر دھوپ میں ڈال دیتیں اور جسقدر جی چاہتا لے لیتیں اور ترازو میں تولتیں کہ اسقدر سوکھ گیا اور جب آپکے بعد آپکا روضہ بنا تو آپ کی اہلخانہ نے معمار کو سونے کے کڑے پہنائے اور آپ کے والد اور دادا کے مزارات بھی آپ کے گنبد میں داخل ہو گئے ہیں رجب

کی پہلی کو سنہ گیارہ سو چار ہجری میں آپ کا وصال ہوا ہے ہے غم دل آپکی تاریخ ہے مزار مقدس مخدوم شاہ صفی قدس اللہ سرہ کی درگاہ میں ہے یزار و یتبرک بہ۔

ذکر خیر درویش عابد حضرت شیخ زاہد صاحب سجّادۂ مخدوم شاہ صفی قدس اللہ سرہٗ آپ کا اسم مبارک شیخ زاہد ہے اور آپکے والد کا نام شیخ عبد الواحد اور آپ مرید اور سجّادہ نشین اُنھیں کے ہیں رمضان کی بارھویں کو سنہ ایک ہزار پچانوے میں انتقال فرمایا ہے ہے داغ جانہا آپ کی تاریخ ہے مزار مقدس شاہ بھولن کے گنبد میں ہے یزار و یتبرک بہ۔

ذکر خیر صالح و زاہد حضرت شیخ عبد الواحد صاحب سجّادۂ مخدوم شاہ صفی قدس اللہ سرہٗ آپ کا اسم مبارک عبد الواحد ہے اور آپ کے والد بزرگوار کا نام شاہ عبد الرحمٰن اور آپ مُرید اور سجّادہ نشین اپنے والد کے ہیں ربیع الاول کی تیسری کو سنہ ایک ہزار پچھتّر ہجری میں آپ کا وصال ہوا تاریخ یہ ہے قطعہ مقبول خدا عبد الواحد ؎ چوں کرد بخلد بریں ماوا ؎ گفتیم عزیز بتاریخش ؎ بہ بہشت آسودہ کبار آسا ؎ مزار مقدس شیخ بھولن کے گنبد میں ہے یزار و یتبرک بہ۔

ذکر خیر سر حلقۂ پاکان حضرت شاہ عبد الرحمٰن صاحب سجّادۂ مخدوم شاہ صفی قدس اللہ سرہٗ آپ کا اسم مبارک شیخ عبد الرحمٰن ہے اور آپ کے والد ماجد کا نام بندگی شیخ اکرم اور آپ مرید اور سجّادہ نشین اُنھیں کے ہیں اور آپنے تین نکاح کیے اور تینوں بیبیاں صاحبِ اولاد تھیں اور سب کی اولاد باقی ہے شوال کی گیارھویں کو سنہ ایکہزار سینتالیس ہجری میں آپکا وصال ہوا داغ بدلہا آپکی تاریخ ہے مزار مقدس شیخ اکرم کے گنبد میں ہے یزار و یتبرک بہ۔

ذکر خیر درویش مکرم بندگی شیخ اکرم صاحب سجّادۂ مخدوم شاہ

صفی قدس اللہ سرہٗ آپ کا اسم مبارک شیخ اکرم ہے اور آپ
بندگی شیخ مبارک کے فرزند اور سجادہ نشین ہیں ربیع الآخر کی تیسری کو
سنہ ایک ہزار چھبیس ہجری میں آپ کا انتقال ہوا تاریخ یہ ہے قطعہ
درویش مکرم و سراپا اکرم ✽ چوں رفت ز دنیا بسرائے باقی ✽ گفتیم عزیزا
بوصالش تاریخ ✽ او باز رسیدہ بخدائے باقی ✽ گنبد شریف مخدوم شاہ
۱۰۲۶
صفی قدس اللہ سرہٗ کی درگاہ میں متصل دروازہ واقع ہے بزار و تبرک بہ
ذکر خیر مخدوم متبرک مخدوم بندگی شیخ مبارک سجادہ نشین خاص
حضرت مخدوم شاہ صفی قدس اللہ سرہٗ آپ کا اسم مبارک
شیخ مبارک ہے اور آپ کے والد کا نام شیخ عبدالملک بن شیخ محمد لدن بن
شیخ محمد گدن بن شیخ محمد جعفر بن شیخ محمد منجھلے بن شیخ محمد غوث بن شیخ محمد حق گوئے
ملک یاد پران بن مخدوم شیخ اعلیٰ جاجموی بن قاضی سراج بن شیخ ابوالفتح بن
شیخ محمد عمر بن شیخ ابوبکر بن شیخ عبدالقادر بن شیخ حسن زنجانی بن شیخ عبدالمجید
بن شیخ عبدالکریم بن شیخ عبدالجلیل بن شیخ عبداللہ بن امیرالمومنین عمر
فاروق رضی اللہ عنہ اور آپ مخدوم شاہ صفی قدس اللہ سرہ کے حقیقی
بھانجے ہیں شیرخوارہ تھے جب مخدوم شاہ صفی جاجمو کو گئے اور اپنی بہن سے فرمایا
کہ یہ لڑکا ہمارا ہے ہم کو دو اُنھوں نے قبول کیا جب صفی پور کو آنے لگے فرمایا
ہمارے بیٹے کو لاؤ ہم دایہ کو رکھ کر پرورش کرلینگے اُنھوں نے بمقتضائے محبت
کہا سوتا ہے فرمایا سونے دو جب مخدوم شاہ صفی تھوڑی دور نکل آئے آپ کی
بہن نے دیکھا کہ لڑکے میں دم نہیں بیدم ہے شیخ عبدالملک سے کہا اُنھوں
نے کہا کہ تمھارے بھائی ولی اللہ ہیں تم نے اُنسے وعدہ کیا اور پورا نہ کیا بس
فوراً آدمیوں کو دوڑایا مخدوم شاہ صفی راہ سے پھر گئے اور پکار کر

اُٹھا لیا بندگی شیخ مبارک نے آنکھیں کھولدیں پھر مخدوم صاحب نے یہاں
لاکر پرورش کیا اور آپ ہمیشہ شکار وغیرہ کیا کرتے مخدوم صاحب خبر
نہوتے ایک دن مسجد میں تشریف رکھتے تھے آپکو پاس بلا کر فرمایا کہ تم تو
ہمارے برابر ہو گئے یہ فرماتے ہی آپ کا حال بدل گیا حجابات اُٹھ گئے پھر
آپ نے مُرید کر کے سجّادہ نشین کیا حضرت نوازش محمد صاحب سجّادہ
فرماتے تھے کہ آپ مخدوم شیخ سارنگ کے مزار پر گئے تھے وہیں انتقال
فرمایا اور وصیت کی کہ ہماری نعش کو مخدوم شیخ مینارحؒ کے مزار پر لیجاکر
صفی پور کو لیجانا جب لوگ لکھنؤ میں پہونچے بھول گئے شہر سے پچھم طرف نکل
آئے اور لاش کو رکھ کر اپنے حوائج میں مصروف ہوئے پھر جب لاش کو
اُٹھانا چاہا تو چارپائی نے جنبش نہ کی تب سبکو یاد آیا پھر چارپائی کو اُٹھایا
تو اُٹھ آئی اور حضرت شیخ مینا کے مزار پر لیجاکر آستانۂ شریف کے نزدیک
رکھدیا آپ نے سر مبارک کو اُٹھا کر آستانۂ عالی پر رکھا اور پھر بدستور
ہو گئے برادرم مخدومی احمد اللہ شاہ کہتے ہیں کہ حضرت مرشد برحق بھی
اس واردات کو فرماتے تھے اور یہ بھی فرماتے تھے کہ جب آپکا وصال ہوا
تو مدت تک مزار شریف کے سرہانے سے پانی نکلا کیا اُس پانی سے
مجنون اور مریض اور آسیبی شفا پاتے تھے پھر بند ہو گیا کوئی مریض امیر
یہ سنکر دور سے آیا یہاں آکر معلوم ہوا کہ اب وہ پانی نہیں نکلتا آپکے مزار پر
حاضر ہو کر بہت رد یا پھر جاری ہو گیا اور وہ مریض تندرست ہوا اُسکے بعد اب تک
جاری نہیں ہوا الا ننھے ننھے سوراخ مزار شریف کے سرہانے موجود ہیں اور
جب مخدوم شاہ صفی کا وصال ہوا ہے تو آپ کی والدہ مخدوم صاحب کے
پاس حاضر ہو کر رونے لگیں کہ اب میرے لڑکوں کو کون پرورش کریگا مخدوم صاحب

نے چشمان خدا بیں کو کھول کر فرمایا کہ اس وقت ہمارے اور خدا کے درمیان
راز دنیا نہ ہے ہم کو اپنی حالت میں چھوڑ دو اور تمھاری اولاد کو ہمنے با دل سی روٹی
اور پانی ساشور با دیا اور آپ کے ایک بھائی اور تھے مخدوم عالم نام اور اُنکو
عبد الملک بھی کہتے ہیں اُنکی اولاد جاجمؤ میں ہے رجب کی چوبیسویں کو سنہ نوسو
چھپّن میں آپکا وصال ہوا بہشت آراۓ ولا آپ کی تاریخ ہے گنبد مقدس
مخدوم شاہ صفی قدس اللہ سرہ کے روضۂ مطہر کے پاس ہے یزارو تبرک ہے اور
آپکے ایک خلیفہ ہیں شاہ بدر اُنکا مزار بھی آپکے گنبد کے پائیں میں باہر پورب کیطرف
کونے پر واقع ہے جس حاجتمند کی حاجت اُنکی التجا سے برآتی ہے مٹھی کچوڑی پر نیاز کرتا ہے

ذکر خیر نظام الاولیا امام الاصفیا حضرت عبد الصمد بن علم الدین عرف شیخ صفی قدس اللہ سرہٗ

آپ کا اسم مبارک
عبد الصمد ہے اور عرف شاہ صفی اور پُشت نامہ آپ کا امیر المومنین عثمان رضی اللہ
عنہ سے ملتا ہے جسقدر اسما معلوم ہیں یہ ہیں شاہ صفی بن علم الدین بن
زین الاسلام بن مولانا شیخ اکرم بن مولانا شاہ علی بن مولانا شاہ نور بن مولانا شاہ
عبد اللہ اور آپ ولی مادرزاد تھے ایّام خرد سالی میں ایک معلّم کے پاس
پڑھنے کو جاتے تھے اور معلّم موصوف نے باری مقرر کی تھی کہ ہر روز ایک لڑکا
جلانے کا تیل لے آتا ایک روز آپ کی باری تھی اتفاقاً تیل راہ میں گر گیا
آپ پیشاب کر کے لیگئے جب معلّم نے چراغ جلایا تو خوشبو پیدا ہوئی پوچھا
آج تیل کون لایا ہے لڑکوں نے آپ کو پیشاب کرتے ہوئے دیکھا تھا
کہدیا معلم نے پڑھانا موقوف کیا آپنے فرمایا تمھاری قبر پر گدھے لوٹینگے
چنانچہ آج تک یہ کرامت آپ کی ظاہر ہے کہ اکثر دھوبیوں کے گدھے اُسی مقام پر
موجود رہا کرتے ہیں اور جب دھوبی کا گدھا کھو جاتا ہے وہیں ملتا

ہے فقیر نے بارہا دیکھا ہے اور جو چاہے خیال رکھے اور دیکھ لے اور باوجودیکہ بعضے لوگوں نے ایک چھوٹا سا حظیرہ بنوا کر دروازہ لگا دیا تھا مگر دروازہ بند ہی رہا کیا اور گدھے دیواریں پھاند کر قبر تک پہونچ جایا کئے اور آپ بارہ یا تیرہ سال کے تھے کہ خیرآباد میں پہونچے اور حضرت مخدوم شیخ سعد قدس اللہ سرہ کے ہاتھ پر بیعت کی اور اُنھیں کے خانقاہ شریف میں پڑھنے لگے اور اُس زمانے میں آپ کی وضع یہ تھی کہ ٹوپی سرمبارک پر رکھے ہوئے اور دوپٹہ کاندھوں پر پڑا ہوا اور پائجامہ پہنے ہوئے اور پڑھنے میں نہایت کوشش کرتے تھے ایکدن مخدوم شیخ سعد نے آپکی طرف التفات سے دیکھا اور پاس بلا کر پوچھا کہ اے لڑکے تیرا نام کیا ہے آپنے کہا کہ عبدالصمد میرا نام ہے اور صفی میرا عرف ہے پوچھا کہ کہاں رہتے ہو کہا سائے پور میں پوچھا تمھارے باپ کا نام کیا ہے کہا علم الدین اور مخدوم شیخ سعد مولانا علم الدین کو بخوبی جانتے تھے فرمایا کہ تم ہمارے پاس پڑھا کرو کسی اور کے پاس نہ پڑھو تم کو ہم تعلیم کرینگے اُس روز سے آپ مخدوم شیخ سعد کی خدمت میں مشغول رہنے لگے اور پڑھنے لگے چند روز کے بعد مخدوم شیخ سعد نے فرمایا کہ تم کھانا باورچی خانہ میں کھاتے ہو اب ہمارے ساتھ کھایا کرو اور اس باب میں تاکید فرمائی اور مخدوم شیخ سعد کبھی تیسرے دن کبھی چوتھے دن سد رمق نوش فرماتے تھے اور جب تک کوئی مہمان نہ آتا نہ کھاتے آپ بھی اُنکے ساتھ کھاتے اور بھوک پیاس کی تکلیف کھینچتے اور باوجود سختی کے خدمت گزاری میں سُستی نہ فرماتے ایک دن مخدوم شیخ سعد نے آدھی رات کو کہا کہ اسوقت مولی کہیں مل سکتی ہے آپ نے کہا کہ آدھی رات کا وقت ہے اور مولی کی فصل نہیں ہے اور مگر کہا کہ جاتا ہوں ڈھونڈھونگا پھر آپ خانقاہ سے باہر

نکلے اور خیرآباد کی ہر گلی میں گھومتے تھے اور ایک محلے سے دوسرے محلے
میں جاتے تھے کوئی دروازہ کھلا ہوا نہیں پاتے تھے اور کسی کو جاگتے ہوئے
نہیں دیکھتے تھے کہ دریافت کریں آخر تھک کر گئے اور ایک جگہ پر بیٹھ کر رونے
لگے ایک مرد اپنے گھر میں جاگا اور اپنی عورت سے کہا کہ کوئی دردمند روتا ہے
خبر لینا چاہیئے اور اُٹھ کر گھر سے باہر نکلا اور پوچھا کہ تو کون ہے اور کیوں روتا ہو آپنے
کہا کہ مجھ کو مولی درکار ہے کہا کہ فصل نہیں ہے اس گفتگو میں دو تین آدمی اور
جمع ہوئے ایک عورت نے کہا کہ میں نے فلانے کے گھر میں مولی کا درخت اُگا ہوا
دیکھا ہے سب ملکر اُس شخص کے دروازے پر گئے اور آدمیوں کو جگا کر حال کہا
صاحب خانہ دو مولیاں لے آیا لوگوں نے خوب پانی سے دھوکر آپ کو دیں آپ
مخدوم شیخ سعد کے پاس لیگئے مخدوم شیخ سعد نے فرمایا کہ تجھ سے سب کچھ ہوگا
تیرے نزدیک ہر مشکل آسان ہے اور جب مخدوم شیخ سعد نے آپ کو چلے میں
بٹھلایا تو تیسرے دن سب علویات اور سفلیات آپ پر کھل گئے جب خلافت
پائی تو سب خلفا پر مقدم ہو گئے مخدوم شیخ سعد کے خانقاہ میں بیٹھ کر لوگوں کو
مرید کرتے تھے حاسدین نے مخدوم شیخ سعد سے کہا کہ شیخ صفی خانقاہ کا ادب
نہیں کرتے ہیں فرمایا کہ تم اُنکے مراتب کو نہیں جانتے ہو وہ میری منزل سے
گذر کر میرے پیر کے مقام پر پہونچے ہیں جب مخدوم شیخ سعد انتقال فرمانے
لگے تو اپنے بھتیجے کو جنکا نام شیخ محمود تھا اپنی جگہ پر سجادہ نشین کر گئے
لوگ اُنکے سامنے بھی آپ کی شکایتیں کرتے تھے حتی کہ وہ بھی واصل الی اللہ
ہوئے الا حاسدین بدستور حسد کرتے رہے اور آپ کا دستور تھا کہ مخدوم
شیخ سعد قدس اللہ سرہ کے عرس میں ایک جماعت کثیرہ کو اپنے ساتھ لے کر
جاتے تھے فقرا اور طلبہ اور مریدین اور مطربین ہمراہ ہوتے تھے جو لوگ

دیکھ نہ سکتے تھے بدزبانیاں کرتے تھے انجام کار آپ دل گرفتہ ہوئے اور فرمایا کہ میں ہر سال اپنے پیر کے عرس میں حاضر ہوتا ہوں کہ اُنکے مزار کا طواف اور اُنکے خلفا کی پا بوسی حاصل کروں مگر یہ لوگ مجھ پر مہربانی نہیں کرتے اب نہ آؤنگا یہ کہکر چلے آئے پھر نہیں گئے اسقدر تو سنابل میں لکھا ہے باقی مشہور ہے اور متفرق حالات میں لکھا ہوا بھی ہے کہ جب چلنے لگے تو فرمایا کہ میں جاتا ہوں اور اپنے پیر کو بھی لیے جاتا ہوں مگر ایک درخت لگائے جاتا ہوں اُسکی چھاؤں میں لوگ آرام پاوینگے اور درخت سے اشارہ ہے مخدوم اللہدیہ قدس اللہ سرہ کیطرف جو آپ کے خلیفہ تھے اور آپ کے سب خلفا اہلِ علم تھے کسی جاہل کو آپنے خلیفہ نہیں کیا اور جسطرح مخدوم شیخ سعد حصور تھے آپ بھی حصور رہے اور آپ صاحب جلال تھے جسپر آپ کی نظر پڑجاتی دیر تک بیخود رہتا اور حضرت مرشد برحق فرماتے تھے کہ مریدین گھاس کے گٹھے باندھ کر تیار رکھتے تھے جب آپ حجرۂ شریف سے باہر نکلتے تو ایک ایک مٹھا سامنے کرتے تھے وہ سب جل جاتے تھے اُسکے بعد آپ ادھر اُدھر دیکھتے تھے اور باوجود اس جلال کے ایسے منکسر تھے کہ مخدوم شیخ سعد کے خانقاہ میں کسی غلام کا ایک لڑکا تھا صفیا نام جب کوئی اُسکو پکارتا تو آپ بولتے اور یہ خیال نہ فرماتے کہ مجھ کو صفیا کون کہیگا حکایت ایک بڈھی عورت آپ کی ارادت مند تھی کسی عامل ظالم نے اُسکے گھر کو کھود کر اپنے گھر میں داخل کر لیا اُسنے آپ کے پاس آکر فریاد کی آپنے سفارش کی اور تین بار اُس عامل کو پیام بھیجا کہ اُسکے گھر کو چھوڑ دے اُسنے غرورِ حکومت سے نہ سنا آپ نے اپنا اُگال اُس عورت کو دیا کہ عامل کے گھر میں پھینکدے مخدوم شیخ سعد نے نور باطن سے آگاہ ہو کر اُس عورت کو بلا لیا اور اُگال اُسکے ہاتھ سے لیکر خود عامل کے مکان پر تشریف لیگئے اور

کہا کہ تو نے سفارش صفی کی نہ سُنی اُنھوں نے یہ اُگال اسکو دیا ہے یہ کہکر اپنے
ہاتھ سے اُگال کو گھاس پر ڈالا معاً سب گھاس جل گئی اور زمین اُس جگہ کی بانسوں
دھنس گئی تب فرمایا کہ اگر یہ عورت اِس اُگال کو تیرے مکان پر پھینکتی تو سارا
مکان بحیثیت مجموعی مع آدمیوں کے جلکر قعر زمین کو پہونچتا حاکم یہ حال دیکھ کر
فرماں پذیر ہوا اور معافی چاہی اور فقیر نے سُنا ہے کہ وہ مقام ابتک خیر آباد
میں موجود ہے اور صفی غار کرکے مشہور ہے چنانچہ مخدومی عین اللہ شاہ
کہتے ہیں کہ میں اپنی آنکھوں سے دیکھ آیا ہوں حکایت ایک دن آپ کسی ندی
کے کنارے غسل کرتے تھے دفعتہً ایک جوگی آیا اور کہا کہ شیخ سعد کو دیکھنے
جاتا ہوں دیکھوں کہ وہ کچھ آگ رکھتا ہے یا نہیں اور شہر میں پہونچکر اپنے
استدراج سے آگ کو بُجھا دیا اور مخدوم شیخ سعد کے پاس جاکر کہا کہ مجھ کو تھوڑی
آگ چاہیئے منگوا دیجیے آپ نے کسی مُرید کو حکم دیا کہ آگ لادے مُرید اِدھر اُدھر
ڈھونڈھ کر پھر آیا اور کہا کہ آگ نہیں ملتی ہے جوگی پھر پلٹ کر ندی کے کنارے پر آ
پہونچا آپ نے پوچھا کہ ہمارے سعد کو دیکھ آیا جوگی نے کہا کہ ہاں میں نے اُسکی
آگ کو ٹھنڈا پایا آپ نے فرمایا کہ تو میرے پیر کی آگ کو سرد کہتا ہے
تیری گدڑی میں آگ موجود ہے فوراً وہ جوگی جلنے لگا اور واویلا کرنے لگا
مخدوم شیخ سعد آگاہ ہوکر دوڑے اور وہاں پہونچکر اُسکی آگ کو بُجھایا اور
آپ سے کہا کہ میں اس جوگی کے ارادے سے واقف تھا اور آگ بھی
دکھلا سکتا تھا مگر اُسکے سرد جاننے سے کیا زیاں ہے اور فقیر کو اتنا جلال نہ چاہیئے
حکایت یہاں ایک کُنواں ہے مٹھو اُسکا نام ہے اب مُرور ایام سے اندھا
ہوگیا ہے یا بے مرمت پڑا ہوا ہے جس زمانے میں نیا بنا تھا کھاری تھا آپ موجود
تھے لوگوں نے آکر عرض کیا آپ نے اپنا اُگال عنایت فرمایا یا شاید خود تشریف لیجا کر

لُعاب دہن مبارک اُس میں ڈالا کنوئیں کا پانی نہایت شیریں اور خوش مزہ ہوگیا
ایسا کہ میٹھوا مشہور ہوا اور یہ کنواں چند سال سے بیکار ہوا ہے فقیر کے سامنے
تک درست تھا حکایت ایک بار زمانۂ قدیم میں کوئی عورت ناواقف گنبد
شریف کے اندر چلی گئی اُسکے تمام بدن میں آبلے پڑگئے جب سے عورتیں
باہر سے زیارت کرتی ہیں اسقدر تو فوائد سعدیہ میں لکھا ہے اور حضرت
مُرشد برحق فرماتے تھے کہ میں ایک روز اکیلا درگاہ میں تھا ایک عورت نے
آکر چاہا کہ گنبد شریف میں جاؤں میں نے ہرچند رُوکا نہ رُکی معافریاد کرتی ہوئی
نکلی کہ میں جلی میں جلی اور تمام بدن میں آبلے پڑگئے آخر اُسکے اعزہ حضرت
مُرشد برحق کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے مزار مقدس کی خاک بھیجی اُسکے
مَلنے سے آرام ہوئی حکایت یہاں سے چار کوس پر ایک قصبہ ہے اسیون
مشہور ہے کہ چندروز آپ وہاں بھی جلوہ افروز رہے ہیں اور بعضے عوام
کالانعام آپ کے ساتھ اکثر تمسخر کرتے تھے اور آپ خاموش رہتے تھے ایکبار
ایک زندہ آدمی کو کفن پنھایا اور جنازہ بنا کرلے آئے کہ نماز پڑھ دیجیے اور وہ
کفن پوش آمادہ تھا کہ جب آپ کہینگے اللہ اکبر تب میں اُٹھ بیٹھونگا آپ نے پہلے
بہت عذر کیا جب لوگوں نے نہ مانا تب نماز پڑھ دی وہ زندہ فی الواقع مُردہ
ہوگیا ناچار سب قدموں پر گرے اور معذرت کرنے لگے الا کچھ سودمند
نہ ہوا اور آپ وہاں سے ناخوش ہوکر چلے آئے مشہور ہے کہ جب وہاں سے چلے
تو فرمایا کہ یہاں فقیر اور امیر نہ رہیگا چنانچہ یہ کرامت آپ کی آج تک ظاہر ہے
کہ اُس قصبے میں کوئی فقیر کامل نہیں گذرا اور نہ کہیں سے آکر رہا اور بالفرض اگر پہلے
یا پیچھے کوئی گذرا بھی ہو تو محض بے نام ونشان ہوگیا حضرت شاہ حمایت اللہ نوتنی
کے رہنے والے تھے چند مدّت وہاں رہے جب وقت آخر نزدیک آیا تب وصیت

کی کہ میں یہاں نہیں رہ سکتا مخدوم شاہ صفی کا حکم نہیں ہے مگر تم لوگ یاد رکھو گے
تو میں تمہارے ساتھ رہونگا میرے بعد نوتنی کے لوگ مجھ کو لینے آوینگے میرا جنازہ
اُنکو سپرد کرنا جب یہ امر واقع ہوا تب بعضوں نے چاہا کہ خلاف وصیّت کو عمل میں
لاویں آپ نے آنکھیں کھول دیں اور کہا کہ ہماری وصیّت بھول گئے ناچار
سب نے مجبور ہو کر جنازہ سپرد کیا اور علیٰ ہذا القیاس جو لوگ آپ کے وقت میں
وہاں آباد تھے خاص اُنہیں یا اُن کی اولاد میں اب تک کوئی امیر نہیں ہوا اس وقت میں
ایک خاندان مولوی حبیب الرحمٰن مرحوم کا البتہ ایسا ہے جس پر امیری کا اطلاق
کر سکتے ہیں سو وہ لوگ سب کے سب مخدوم شاہ صفی کی اولاد میں ہیں شاہ
عبدالرحمٰن آپ کے سجّادہ نشینوں میں تھے وہ اُنکے جدّ اعلیٰ ہیں حکایت
ایک روز آپ قضائے حاجت سے فارغ ہو کر کمر بند باندھتے تھے مخدوم
شیخ سعد نے آپ کو پکارا آپ نے جواب دیا پوچھا کیا کرتے ہو کہا کمر بند باندھتا
ہوں فرمایا مضبوط باندھنا آپ نے جواب دیا کہ انشاء اللہ قیامت تک نہ کھلیگا چنانچہ
عمر بھر آپ مجرد رہے اور دوسری طرح ظہور اس کرامت کا یوں ہوا کہ جب رحلت
فرمائی تو کمر بند کی گرہ نہ کُھلی چاقو سے کاٹا گیا وہ خرقۂ متبرکہ مع کمر بند جناب
مخدومی عین اللہ شاہ کے یہاں موجود ہے اور وہ گرہ ویسی ہی لگی ہوئی ہے سُنا
جاتا ہے کہ ایک بار کوئی عالم کہیں سے آئے تھے اُنھوں نے کہا کہ یہ سب واہیات
بے اصل ہے ہم اُس گرہ کو کھول دینگے جس وقت خرقۂ متبرکہ کی زیارت کو گئے
اور چاہا کہ گرہ کھولنے کیواسطے ہاتھ بڑھا دیں دونوں ہاتھ خشک ہو گئے لامحالہ
بجز توبہ کے کچھ نہ بن پڑی یہ مضمون پیش آیا ؎ درپاش فتادہ ام بزاری
آیا بود آنکہ دست گیرد ؎ **حکایت** جب آپ رحلت فرمانے لگے تب ایک لیمو کاغذی
آپ نے چوسا تھا اُس کا چھلکا بھی اُسی خرقۂ متبرکہ کے ساتھ وہیں موجود ہے اگرچہ

کسیقدر سیاہ ہوگیا ہے لیکن آجتک بجنسہ رکھا ہے اور چاقو کا خود بھی ویسا ہی بنا ہوا
ہے اس سال تک تین سو ترپن برس گذرے ہیں جسکو شک ہو یہاں آکر دیکھ لے
حکایت ایک سال رمضان میں صبح کو آپنے فرمایا کہ کل شب قدر تھی سو میں نے
دعا کی کہ صفی کے چوطھے میں دُوب جمے اور تاڑ نے سجدہ کیا تھا سو میں نے اپنی تسبیح کو
اُسپر لٹکا دیا دوب جمنے سے آپکا مطلب یہ تھا کہ فقیری اس خاندان میں مدت دراز
تک بنی رہے جیسے دوب کی جڑ مدتوں رہتی ہے سو یہ دعا آپ کی بیشک مستجاب
ہوئی کہ فقر آپ کے خاندان میں آجتک موجود ہے اور آپ کے چار خلیفوں سے
ابتک سلسلہ جاری ہے اور وہ تاڑ جسپر آپنے تسبیح کو لٹکایا تھا پہلی انگریزی تک قائم
تھا غدر میں یا غدر کے بعد گر گیا اور وہ تسبیح اُسی صبح کو اُتار لی گئی تھی **حکایت**
علاوہ مراتب کمالات کے آپ علم ظاہر کے بھی عالم تھے اور سب مخدوم شیخ سعد
سے حاصل کیا تھا چنانچہ جب مخدوم شیخ سعد نے کتاب کافیہ کی شرح لکھی صدر الصدور
دہلی نے اُسکا رد لکھنا چاہا مخدوم شیخ سعد نے آپکو جوابدہی کے واسطے بھیجا آگے
چلکر معلوم ہوگا **حکایت** ہمایون بادشاہ جب لکھنؤ میں آیا تو اس جوار میں آپکا
ذکر خیر سنکر چاہا کہ حاضر ہو آپ نے سنا فرمایا گدھے نے ماری لات ہمایون
جاوے پڑا گجرات جب لکھنؤ سے پلٹا تو صفی پور کے پاس پہونچکر سو گیا ملازمین پاس
ادب سے جگا نہ سکے صفی پور کے باہر باہر سواری چلی گئی جب فتحپور چوراسی میں
پہونچا تب جاگا پوچھا تو معلوم ہوا کہ صفی پور پیچھے رہگیا اور اُسی وقت کچھ خبر
وحشت اثر گجرات سے آپہونچی ناچار وہاں کا قصد کیا اور کہا کہ شاید حضرت شاہ صفی
کو میرا حاضر ہونا منظور نہ ہوا اور دو سہیلیاں نہایت خوبصورت نوجوان زیورات
سے آراستہ پوشاک زری پہنے ہوئے مع نذر وزیر کے ہمراہ کر کے روانہ کیں کہ یہ
دونوں آپ کی خدمت کرنے کو حاضر ہوتی ہیں جب وزیر یہاں پہونچا تو آپ وضو

کرر ہے تھے اُن دونوں سہیلیوں کی جانب نگاہ تیز سے دیکھا دونوں نے لا الہ الا اللہ
کہکر اُس پوشاک اور زیور کو اُتار کر سب تقسیم کر دیا اور تنگ پائچوں کا پائجامہ اور زانو
تک پیرہن اور دوپٹہ اوڑھ کر ایک پانی بھرنے لگی اور دوسری جھاڑو دینے لگی دونوں
عمر بھر خانقاہ شریف میں اپنی اپنی خدمتیں کرتی رہیں چنانچہ اُن دونوں کی قبریں
درگاہ شریف میں موجود ہیں اور جب وزیر چلنے لگا تب آپ نے نذر کو واپس کیا
اور تھوڑے سے تنکے مُصلّے کے اُسکو دیے اُسنے جاکر ہمایوں کو دیے ہمایوں نے
کہا گجرات میں ہماری فتح ہوگی اور چھاؤنی بنے گی پس یہی ہوا اور قرائن سے
معلوم ہوتا ہے کہ ہمایوں نے آپ کو حضور سنکر وہ سہیلیاں بھیجی تھیں حکایت
بخشو سائیں نامے یہاں ایک مجذوب تھے کہ صفی پور سے رسول آباد تک پھرا
کرتے تھے اور اُنکی قبر بھی رسول آباد میں ہے اور ابھی اُنکو بہت زمانہ نہیں گذرا
فقیر نے سُنا ہے کہ اُنھوں نے آپ کو خواب میں دیکھا تھا اور آپ نے اُنکی طرف
توجہ فرمائی مجذوب ہو گئے اور آپ ہی اپنا واقعہ بیان کیا حکایت آپ کے
سجادہ نشینوں میں سے کسی ایک بزرگ کے ہاتھ میں سفید داغ پڑ گئے ایک دن
وہ بزرگ آپ کے مزار پر حاضر ہوئے اور مزار مقدس کے غلاف کو اُسکر ہاتھ
کو رگڑنا شروع کیا اور کہا کہ جب تک میرا ہاتھ ہمرنگ بدن نہ ہوگا ہرگز نہ اُٹھوں گا
فوراً وہ سب داغ جاتے رہے یہ حکایت حضرت نوازش محمد صاحب سجادہ
نے فقیر سے بیان فرمائی تھی الا مجھ کو یاد نہیں رہا کہ اُنھوں نے کسی بزرگ کا نام
لیا تھا حکایت رسرنگ میاں یہاں کے پیرزادوں میں ایک شخص تھے اور
ہندی خوب کہتے تھے نہایت پر اثر اور فصیح اور گانا بھی جانتے تھے اُنکا بدن
بگڑ گیا بہرائچ کو چلے جب رسول آباد میں پہونچے تو وہاں ایک فقیر ہندو سر راہ
رہتا تھا پوچھنے لگا کہ رسرنگ میاں کہاں جاتے ہو کہا کہ حضرت مسعود سالار غازی

کے مزار پر اس غرض سے جاتا ہوں کہنے لگا کہ تم وہاں اچھے نہ ہو گے پھر صفی پور کو پھر جاؤ اور وہیں اپنے دادا کے مزار پر عرض کرو سرنگ میاں متنبہ ہوئے اور پھر آئے اور آستانہ شریف پر حاضر ہو کر ایک چیز ہندی بنا کر گائے وہ چیز گاتے ہی گاتے اچھے ہو گئے اور اسکے بعد ایک مذاق فقیری کا اُنمیں پیدا ہو گیا اُنکے کلام سے ظاہر ہے **حکایت** ایکبار آپ پالکی پر سوار مخدوم شیخ سعد کے عرس کو جاتے تھے راہ میں حضرت شاہ بھیکہ آپ کے پیر بھائی آپ کو ملے اور اپنی قوت باطنی سے آپکی پالکی کے ڈنڈے کو توڑ دیا الا پالکی کہاروں کے کاندھوں سے نہ گری دیکھا کہ مخدوم شیخ سعد کاندھا دیے ہوئے ہیں یہ دیکھتے ہی بیخود ہو کر رقص کرنے لگے اور کہنے لگے بھیکہ بچارا کیا کرے جب سعد ہی کاندھا دے **حکایت** ایکدن ایک جوگی مخدوم شیخ سعد کی خدمت میں آیا اور کہا کہ آپ اپنا کسب دکھلایے اور ہمارا کسب دیکھیے مخدوم شیخ سعد نے آپکی طرف اشارہ فرمایا آپ نے اُس جوگی سے کہا کہ فقرا بازی گر نہیں ہوتے تم اپنی دستگاہ دکھلاؤ جوگی اُڑا اور آسمان پر چڑھ کر اُتر آیا مخدوم شیخ سعد نے کہا کہ اس کافر نے ریاضت بہت کی ہے اور اسکے مسلمان ہونے کا وقت نزدیک آیا ہو تم بھی کچھ دکھلاؤ آپ بموجب حکم ہوا پر گئے اور چار زانو بیٹھے اُس جوگی کو ہوا پر بیٹھنے کی قوت نہ تھی عاجزی کر کے آپ کو بلانے لگا آپ نہ اُترے اور فرمایا کہ ہوا نہایت اچھی ہے آخر اُس جوگی نے کہا کہ میں مسلمان ہوتا ہوں اُتر آئیے تب آپ اُترے اور مسلمان کر کے کامل کر دیا **حکایت** ایک رات آپ تہجد پڑھنے کو اُٹھے آسمان پر کچھ آدمیوں کی آواز سُنی دیکھا تو دو جوگی اُڑتے ہوئے جاتے تھے آپ کی نگاہ سے گر پڑے اور دونوں کے پاس ایک ایک گھڑا تھا دونوں ٹوٹ گئے آپ نے پوچھا تم کون ہو اُنھوں نے کہا کہ ہمارا پیر دھولا گڑھ پہاڑ پر عبادت کیا کرتا ہے اور اُسکے مُرید بہت ہیں ہر ایک ایک خدمت پر مقرر ہے ہم دونوں

روز گنگا سے ایک ایک گھڑا پانی کا لے جاتے ہیں ایک سے نہاتا ہے ایک سے
کھانا پکاتا ہے اور دن رات میں پیتا ہے آپ نے دو گھڑے اپنے پاس سے
انکو عنایت کیے اُنھوں نے کہا کہ ہمارے پَر جو ہمارے پیر نے بنائے تھے وہ آپکی
نگاہ سے جل گئے اب ہم کیونکر اُڑیں آپ نے دونوں کے کاندھوں پر اپنے ہاتھ
پھیر دیے پَر بدستور ہو گئے اور فرمایا کہ اپنے پیر کو ہماری طرف سے دعا کہنا جب وہ
دونوں اپنے پیر کے پاس پہونچے تو اُسنے دیر لگانے کا سبب پوچھا اُنھوں نے
بیان کیا کہنے لگا کہ صبح کو مین بھی چلونگا اور اُس مسلمان فقیر کو دیکھونگا دوسرے
دن اُسی وقت وہ دونوں چیلے مع اپنے گرو کے آپ کے حجرۂ شریف میں حاضر
ہوئے اور ہر قسم کی باتیں ہوتی رہیں جوگیوں نے کہا کہ اپنا کسب دکھلائیے آپنے
فرمایا کہ پہلے تم دکھلاؤ اُس جوگی نے کہا کہ پہلے آپ دکھائیں آخر آپ نے فرمایا
کہ بغداد کی خبر لاؤ جوگی نے آنکھیں بند کیں اور تھوڑی دیر میں سر اُٹھا کر کہا کہ سب
آدمی سوتے ہیں ابھی کوئی گھر سے نہیں نکلا ہے دوسری بار سر جھکایا اور کہا کہ
بعضے لوگ گھروں سے نکلے ہیں اور دوکانوں پر جھاڑ دیتے ہیں تیسری بار کہا
کہ ایک بڈھا پانچ انار ایک ٹوکری میں لیکر بیچنے کو آیا ہے آپنے ایک ساعت
کے بعد فرمایا کہ اُن اناروں کی خبر لاؤ اُسنے سر جھکایا اور کہا کہ وہ بڈھا ٹوکری
خالی لیے ہوئے گھر کو جاتا ہے اور پتہ نہیں لگتا کہ وہ انار کس نے لیے
آپ نے فرمایا کہ کہیں اور بھی تیرا دخل ہے کہا تحت الثریٰ تک فرمایا کہ وہاں
ڈھونڈھ کہنے لگا کہ وہاں بھی نہیں پھر پوچھا کہ کہیں اور بھی رسائی ہے کہا عالم
بالا تک فرمایا کہ وہاں جستجو کر کہنے لگا کہ وہاں بھی معلوم نہیں ہوتے تب آپ نے
اپنے ایک مرید کو اشارہ کیا کہ وہ انار طاق پر رکھے ہوئے ہیں لے آ جب سامنے
آئے تو پہچان کر کہنے لگا کہ ہاں یہ وہی انار ہیں آپ نے خرید کیے اور مجھ کو

تمام عالم میں پھر آیا پھر مسلمان ہوا اور تین دن آپ کی خدمت میں رہا اور آپنے
اُسکے حق میں فرمایا کہ تیل اور بتی اور چراغ تینوں چیزیں موجود ہیں آگ چاہیئے
کہ جل اُٹھے سو وہ نور ایمان ہے اور حکم دیا کہ تیرا ٹھکانا وہی پہاڑ ہے چنانچہ وہ
مرد خدا اُس پہاڑ پر پلٹ گیا اور پھر اُسکی خبر معلوم ہوئی ع بروں رفت و بازش
نشاں کس نیافت ٭ یہ حکایت صاحب سجادہ نے فقیر سے بیان کی تھی الا بغداد
کی جگہ دہلی کا نام لیا تھا حکایت جب آپ حجرۂ شریف سے باہر نکل کر خانقاہ
میں بیٹھتے تھے تو ایک کُتا در پر دبیٹھا رہتا تھا اور آپ کچھ نہیں فرماتے تھے ایکدن
آپ کے ایک مُرید نے اُسکو للکارا اور مارا آپ کو ناگوار ہوا فرمایا کہ اسکو پہچانتا ہو
کہا یہ جانتا ہوں کہ کُتا ہے فرمایا دریافت کر اُس مرید نے پتہ لگانا شروع کیا ایکدن
عصر کے وقت وہ کُتا شہر کے باہر نکل گیا اور کسی تالاب کے کنارے جا کر
آدمی ہوگیا اور دو فاختہ پیدا ہوئیں وہ بھی آدمی بن گئیں تینوں نے غسل کیا پھر
وہ امام ہوا اور یہ دونوں مقتدی نماز پڑھ کر تینوں بدستور ہو گئے اور اپنی
اپنی راہ لی جب وہ کُتا پھر خانقاہ میں آیا تب اُس مرید نے نگاہ ادب سے
دیکھا غور کیا تو وہ مُردہ تھا آپ کو خبر کی آپ نے غسل دیکر کفن پنھا کر صحن خانقاہ
میں دفن کیا فقیر نے حضرت مرشد برحق کی زبان مبارک سے حضرت مخدوم
شیخ سعد کی خانقاہ میں ایک کُتے کا موجود رہنا سُنا تھا شاید یہ وہی کُتا ہو
حکایت آپ ہر جمعرات کو مکہ معظمہ میں جاتے تھے یہ بات آپ کے خلفا کو معلوم
ہوئی ایک رات کسی مُرید نے پتہ لگانے کے واسطے ساتھ نہ چھوڑا ہر چند آپنے حیلہ
چاہا مگر وہ شخص جُدا نہ ہوا آخر آپ نے فرمایا کہ وضو کے واسطے پانی لا جیسے وہ اُٹھا
آپ جگہ سے غائب ہوئے اُسنے پھر کر دیکھا کہ نہیں ہیں اور ہنوز وہ مُرید پانی نہ لایا
تھا کہ آپ نے دستک دی یعنے پانی لانے کا اشارہ کیا مرید نے عرض کیا کہ یا شیخ

آپ بہت جلد آئے آپ مسکرائے اور کچھ نہ فرمایا فائدہ چند ورق پُرانے
لکھے ہوئے فقیر کے دیکھنے میں آئے اُنمیں بعضے بزرگوں کا حال لکھا ہوا ہے
از انجملہ مخدوم شاہ صفی قدس اللہ سرہ کا حال بھی لکھا ہے یہ چاروں حکایتیں
اسمیں سے لکھی گئیں اور ایک مسموع بھی تھی چنانچہ اوپر لکھا ہے اور غالباً یہ
سب باتیں خیرآباد میں واقع ہوئی ہیں حکایت ایک ۵ کتاب ہے مخزن الاسرار
فی سلاسل الکبار اُسکے مصنف شیخ محمد عارف نامی عرف عبد النبی عثمانی
شطاری وہ اُس کتاب میں لکھتے ہیں کہ میرے دادا شیخ کمال الدین پھول نے
مخدوم شیخ صفی قدس اللہ سرہ کے ہاتھ سے خرقہ خلافت پہنا اور میرے
باپ کو مکتب کے دن آپ کے ہاتھ پر مُرید کرایا مرید کرنے کے وقت آپ نے
کچھ تامل کیا اور آنسو بھر لائے میرے دادا گھبرائے فرمایا خاطر جمع رکھو یہ لڑکا
عالم اور حاجی الحرمین اور معمر ہوگا مگر افسوس کہ اور کی گود میں بیٹھے گا اس بات
پر افسوس آتا ہے اس فرمان میں اشارہ ہے کہ کوئی اور اس کو تربیت کرے گا پھر
فرمایا جہاں کہیں جاویگا مُرید ہمارا ہے اسکے بعد مصنف کتاب لکھتے ہیں کہ
میرے باپ مجھ سے کہتے تھے کہ ایک دن میں اپنے گاؤں کو گیا عصر کے وقت
وہاں سے پھرا راہ میں ایک حوض تھا خشک پڑا ہوا جب میں اُس حوض میں
پہونچا دو بھیڑیے دو طرف سے آ پہونچے میں نے دامنوں کو کمر سے لپیٹ لیا
اور دو ڈھیلے ہاتھ میں لیکر چلا جب وہ دونوں نزدیک آئے تب خیال آیا کہ اگر
میں ایک کی طرف متوجہ ہوتا ہوں تو دوسرا نہ چھوڑیگا اس ہول میں میں نے
ایکبارگی کہا کہ یا حضرت مخدوم شاہ صفی فوراً آپ عصائے مبارک ہاتھ میں لیے
ہوئے موجود ہو گئے اور مجھ کو گھر تک پہونچایا جب میں پہونچ گیا تب فرمایا کہ خدا کو
سونپا دوسرے دن صبح کو میرے باپ نے چند تھان کپڑے کے مع زر نقد

آپ کی خدمت میں روانہ کیے اُس نذر کو دیکھتے ہی فرمایا برادرم شیخ پھول نے
ہماری مزدوری بھیجی ہے فائدہ سب خلیفہ آپ کے سترہ ہیں اور آپنے سب کو
مخدوم شیخ سعد کی روحانیت سے ملواکر قبول کرایا ہے بندگی شیخ مبارک صاحب
سجادہ حضرت شیخ مبارک سندیلوی مُرید مخدوم شیخ سعد حضرت شیخ محمد مانو
جگوری حضرت شیخ حسین محمد سکندر آبادی حضرت شیخ الہدیہ بن محمد میرن
خیرآبادی حضرت شیخ الہدیہ جنولی حضرت سید حسن محمد اودہی حضرت شیخ
حاجی منڈھن اسیونی حضرت شیخ جان ساکن سانڈہ حضرت سید ابراہیم بلگرامی
حضرت شیخ فضل اللہ گجراتی برہان پوری حضرت شیخ چارہ گنجوی حضرت شیخ
ابوالفتح اسیونی حضرت شیخ جانو کاکوری حضرت سید جیو موہانی حضرت شیخ
عبدالغنی فتح پوری حضرت سید طاہا بلگرامی اور سُنا گیا ہے کہ کوئی سید ولایتی
حضرت شاہ صفی کی خدمت میں آئے اور کہا کہ ہندوستان کے سید صحیح النسب
نہیں رہے ہیں آپ نے فرمایا ایسا نہیں ہے یہاں بھی ہر قسم کے لوگ ہیں اُنھوں
نے اصرار کیا آپ نے سید طاہا کو طلب فرمایا چند بال اُنکے آگ پر رکھے گئے نہ جلے
وہ سید یہ حال دیکھ کر کبھی آپ کے قدموں پر گرتے تھے اور کبھی سید طاہا کے
پاؤں پر سر جھکاتے تھے اور حضرت سید طاہا نے وصیت کی تھی کہ مجھ کو میرے
پیر کے پائیں میں دفن کرنا اتفاقاً مخدوم شاہ صفی پہلے قضا کر گئے اور آپ کا
گنبد بن چکا تھا فرمایا کہ یہ سید ہیں انکو بالکل ہمارے پائیں میں دفن نہ کرو چنانچہ
قبر شریف مخدوم صاحب کے پائیں سے کسیقدر پورب کی طرف دبی ہوئی
پست بنی ہے اور اب آپ کے چار خلیفہ سے سلسلہ جاری ہے پہلے بندگی
شیخ مبارک سے جو آپ کے بھانجے اور صاحب سجادہ ہیں دوسرے مخدوم الہدیہ
خیرآبادی سے اور یہ سلسلہ حضرت شاہ قدرت اللہ قدس اللہ سرہ کے واسطے

سے یہاں موجود ہے اور سعدی میاں بلگرامی قدس اللہ سرہ اُنکی اولاد میں ہیں تیسرے حضرت شیخ فضل اللہ گجراتی سے اور یہ سلسلہ بھی حضرت شاہ قطب عالم قدس اللہ سرہ کے واسطے سے یہاں موجود ہے چوتھے حضرت شیخ حسین محمد سکندرآبادی سے جو دہلی کے پاس ہے اور یہ سلسلہ حضرت میر عبدالواحد بلگرامی صاحب سنابل کی اولاد میں شائع ہے جو بلگرام اور مارہرہ میں ہیں اور حضرت میر عبدالواحد مخدوم شاہ صفی قدس اللہ سرہ کے مُرید ہیں اور شیخ حسین محمد سکندرآبادی کے خلیفہ ہیں اور سید طاہا مخدوم صاحب کے خلیفہ انکے چچا تھے اور مولوی سلامت اللہ کانپوری رحمۃ اللہ علیہ انھیں کے خاندان میں مُرید تھے اور میں انشاء اللہ تعالےٰ آپ کے ان تینوں خلیفہ کا ذکر بھی کرونگا جنسے بندگی شیخ مبارک کے علاوہ سلسلہ جاری ہے اور آپ کے سب خلیفہ کامل اور بزرگ تھے چنانچہ یہاں سے تین چار کوس پر ایک قصبہ ہے فتح پور چورسی وہاں آپ کے خلیفہ ہیں حضرت شیخ عبدالغنی فتحپوری قدس اللہ سرہ اور وہاں کے لوگ اُنکو مانتے ہیں اُنکے مزار پر نقارے رکھے تھے اور کچھ جھنڈیاں تھیں اور یہ سب قدیم سے چلا آتا تھا جبا سنگھ وہاں کے علاقہ دار نے پہلی انگریزی میں اُن نقاروں کو جھنڈیوں سمیت اُٹھوالیا وہاں کے لوگ کہتے ہیں کہ اُسی دن سے اُن پر زوال آیا بعد چندے غدر ہوا اور اُن کا خاندان بالکل تباہ ہوگیا اور آپ کے ارشادات میں سے ہے کہ جس چیز کو کمی اور زیادتی نہ پہونچے وہ چیز ذات کی صفت ہوسکتی ہے اور اولیا کی پہچان سب آدمیوں میں یہ ہے کہ سب کے ساتھ خوشخوئی اور خوش گوئی اور تازہ روئی سے پیش آویں اور شگفتہ پیشانی ہوں اور انکار نہ کریں اور عذر کو پذیرا فرمادیں اور فقیری مرنے کی راہ ہے لوگ جینے کی تدبیر کرکے اس راہ میں قدم رکھتے ہیں اور اکثر فقیری کو ذریعۂ معاش جانتے ہیں اور خلق اللہ کے رجوعات پر فریفتہ ہوتے ہیں

اور آپنے اپنے کسیوقت خاص میں ایک مناجات فرمائی ہو تبرکاً داخل کرتا ہوں ؎

الٰہی من ضعیف درماندہ را ؛ ومن نحیف وربار راندہ را ؛ الٰہی من عاجز دربدر گشتہ را ؛
ومن شکستہ دل خاطر خستہ را ؛ الٰہی من گنہگار بدافعال را ؛ ومن خاکسار بداعمال را ؛
الٰہی من مطیع فرمان شیطان را ؛ ومن استاد مکتب عاصیان را ؛ الٰہی من تائب ناتمام
را ؛ ومن عہد شکن خود کام را ؛ الٰہی من زنار دار بت پرست را ؛ ومن مدہوش سیہ
مست را ؛ الٰہی من سیاہ روی وسیاہ نامہ را ؛ ومن منافق تباہ کامہ را ؛ الٰہی من مرائی
(کام اور کامہ ایک چیز ہے ۱۲)
خرقہ پوش را ؛ ومن گندم نمائے جو فروش را ؛ الٰہی بفضل عمیم خود وبلطف قدیم خود از
نفس امارہ خلاصی دہ واز کید خشم بدکام مناصی دہ الٰہی توبہ نصوح کرامت کن کہ
(بپائے وحدت ۱۲)
طاقت عدل تو ندارم الٰہی بحرمت آن وقتیکہ تو بودی وکسے نبود و تو خواہی ماند وکسے
نخواہد ماند برحمتک یا ارحم الراحمین اور آپ نے کسی بادشاہ اور امیر اور وزیر سے
معافی نہیں لی اور آپ کے خاندان کی سیفی ہے صفی سعد مینا مینا سعد صفی وفات
شریف سنہ نوسو پینتالیس میں واقع ہوئی چنانچہ جب آپ نے حضرت شیخ ابوالفتح
آسیونی کو خلیفہ کیا ہے تب مثال اجازت اپنے دست مبارک سے لکھ کر
مرحمت فرمائی ہے اسکے آخر میں لکھا ہے کتبہ صفی بن علم سنہ ۹۴۴ اربع واربعین
وتسعماۃ اور اسی مثال کے حاشیہ پر حضرت شیخ ابوالفتح نے آپ کے اسم
مبارک کے پاس اپنے ہاتھ سے لکھا ہے کہ آپ کی وفات دوشنبہ کی رات کو
محرم کی انیسویں ۱۹ تاریخ سنہ نوسو پینتالیس میں واقع ہوئی اور یہ مثال
حضرت امیر اللہ شاہ صاحب کے پاس موجود ہے اور اس پر آپکی مہر بھی لگی ہوئی
ہے اسکا نقش یہ ہے عبد الملک العلام صفی علم بن زین الاسلام اور مہر گول
ہے اور اسی کے موافق جناب ماموں صاحب قبلہ مولوی حکیم ہدایت اللہ
مرحوم خیرآبادی سے خواہ کہیں اور سے حضرت شیخ پیارہ آپ کے خلیفہ کے

مثال پر اُنکا لکھا ہوا دیکھ آئے تھے اور اسی حساب سے شیخ پاک بود اور مخدوم
صفی زاہد ولی بود دونوں تاریخیں قدیم سے چلی آتی ہیں جو لوگ بود کو ان دونوں میں
سے نابود کرتے ہیں محض بے سود کرتے ہیں اور اسی حساب سے فقیر نے
آپ کی تاریخ لکھی ہے قطعہ شاہ صفی حضرت عبدالصمد: رفت بجنت ز سپنجی
سرائے: مصرع تاریخ نوشتم عزیز: مرد خدا بود و ولی ہائے ہائے ۹۴۵: مزار مقدس
خاص صفی پور میں ہے یزار و تبرک بہ فائدہ دو باتوں سے آگاہ ہونا چاہیے ایک
تو یہ کہ اگر ان چاروں خلیفہ کے سوا آپ کے کسی اور خلیفہ سے بھی سلسلہ جاری
ہو تو ہم منکر نہیں الا ہمارے علم میں نہیں ہے: دوسرے یہ کہ سید مبارک سندیلوی مخدوم
شیخ سعد کے مُرید ہیں اور مخدوم شاہ صفی کے خلیفہ ہیں اُن کے ایک مُرید کا نام
سید صفی ہے اور وہ بھی درویش تھے انبالہ اُنکا وطن ہے چونکہ مخدوم شاہ صفی
شہرۂ آفاق ہیں اور وہ اسقدر مشہور نہ تھے مگر اسی خاندان کے فقیر تھے
لامحالہ اکثر لوگوں کو بعض اُنکی باتوں میں آپکا دھوکا ہوتا ہے فرق مراتب سے سمجھ
لینا چاہیے اور ان سب کا ذکر اخبار الاخیار میں موجود ہے۔

ذکر خیر علامۂ عارف محقق معارف حضرت مخدوم شیخ سعد الدین
خیر آبادی قدس اللہ سرہٗ آپکا اسم مبارک شیخ سعد الدین ہے اور
عرف مخدوم شیخ سعد اونا آپکا وطن ہے قاضی بڈھن آپکے والد بزرگوار کا نام
ہے اور یہ بزرگ اپنے عہد میں قاضی اور حاکم اس قصبہ کے تھے جب مخدوم شیخ سعد
کو مکتب میں بھیجا تو آپ ہر روز اپنا سبق زبانی یاد کر لیتے تھے اسیطرح سارا قرآن
شریف ازبر کیا ایک رات کو چراغ نہ تھا اپنی والدۂ ماجدہ کے سامنے رونے
لگے کہ آج کیونکر پڑھوں ایک بوجہ کسی جلانیوالی چیز کا رکھا تھا اُنھوں نے فرمایا
کہ میں اسکو تھوڑا تھوڑا جلاتی ہوں تم یاد کر لو چنانچہ ایسا ہی ہوا اور آپ نے

معمول کے موافق ہزار بار سبق کو پڑھ لیا اور کبھی کبھی آپ لڑکوں کے ساتھ کھیلتے
بھی تھے جب کلام اللہ تمام ہوا تب جسقدر کھیل کی چیزیں تھیں سب لڑکوں کو
تقسیم کر دیں اور فرمایا کہ آج سے ہم نہ کھیلیں گے اب علم پڑھیں گے اور چند
سال میں تحصیل علم کر کے علامہ ہو گئے اور حضرت قطب العالم شیخ مینا قدس
اللہ سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوئے اور آپ کی خدمت اختیار
کی اور حضرت شیخ مینا نہایت مہربانی فرماتے تھے حد سے زیادہ اور مخدوم
شاہ مینا قدس اللہ سرہٗ کے دو خلیفہ تھے ایک آپ دوسرے مخدوم شیخ
قطب الدین جو اُنکے بھتیجے اور صاحب سجادہ تھے اور یہ دونوں خانقاہ
شریف میں رہتے تھے جب شیخ مینا نے عالم باقی کو اختیار فرمایا تب آپکے
سامنے کوئی شخص مخدوم شیخ قطب الدین کیطرف رجوع نہیں کرتا تھا اگرچہ
وہ بھی صاحب مقام تھے حضرت مخدوم شیخ مینا قدس اللہ سرہ نے خواب میں آپ کو
حکم دیا کہ خیر آباد کو جاؤ آپ فوراً خیر آباد کو روانہ ہوئے اور وہاں پہونچکر شیخ سلیم
چودھری کے گھر میں اُترے اور وہ آپ کے پیر بھائی تھے اور اُسوقت میں تمام
خیر آباد ایک رئیس کی جاگیر میں تھا اُسکا نام تھا راجی موسی جسوقت آپ خیر آباد
میں پہونچے شیخ سلیم راجی موسی کی صحبت میں تھے آپ کا تشریف لانا سنکر گھبراکر
اُٹھے راجی موسی نے حال پوچھا کہا کہ مخدوم شیخ سعد میرے پیر کے خلیفہ
تشریف لائے ہیں چونکہ اُسوقت میں امساک باراں تھا راجی موسی نے کہا کہ
ہم نے کسی فقیر کو ایسا نپایا کہ اُسکی دُعا سے پانی برستا شیخ سلیم نے جواب دیا کہ
مخدوم شیخ سعد ایسے نہیں ہیں تم اُنکی نسبت یہ نہ کہو راجی موسی نے اصرار کیا
شیخ سلیم نے کہا کہ اگر اُنکی دعا سے پانی برسے تو تم کیا کروگے راجی موسی نے کہا
برہنہ پا اُنکی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہونگا شیخ سلیم نے کہا اچھا یہ کہکر آ بھی

خدمت میں گئے تین صوفی اور دو تین قوال آپ کے ساتھ تھے جب سبکی خدمت
سے فارغ ہوئے اور رات ہوئی آپ چارپائی پر تشریف لیگئے شیخ سلیم نے
سب ماجرا کہا اور کہا کہ راجی موسی مرد متدین اور صالح اور متقی ہے اور سب
خوبیاں رکھتا ہے الا آج یہ ایک بات عجیب اُس سے ظاہر ہوئی آپ نے فرمایا
کہ فی الواقع مجھ کو یہ لیاقت کہاں ہے کہ میری دعا سے کسی کام کی کشایش ہو
اور پانی برسے تمنے کیوں بحث کی مگر خدا رؤف اور رحیم اور کریم ہے اگر پانی
برسادے محض کرم اور لطیف عمیم ہے معًا ابر اُٹھنا شروع ہوا اور تمام
رات خیرآباد اور اُسکے اطراف میں باران رحمت برسا شیخ سلیم فجر کی
نماز پڑھکر راجی موسی کے دروازے پر گئے اور کہلا بھیجا کہ سلیم حاضر ہے
راجی موسی ننگے پاؤں گھر سے نکلا اور چاہا کہ اُسیطرح آپ کی خدمت
میں پہونچے شیخ سلیم نے منع کیا راجی موسی نے کہا کہ میں نے عہد کیا ہے
شیخ سلیم بولے کہ مخدوم شیخ سعد نہایت متواضع ہیں تم کو اسطرح پر دیکھکر کوفتہ
ہونگے تمہارا گھر سے یہاں تک برہنہ پا آنا کافی ہے اب سوار ہو کر چلو
پوچھا کہ فتوح کیا لوں کہا کہ یہ مجھ سے نہ پوچھو آخر بہت کچھ نقد و جنس لیکر اور اپنے
لڑکوں اور بھائیوں اور بھتیجوں کو اور سب اعزہ کو ہمراہ لیکر آپ کی خدمت
میں آیا اور اُن سب کے ساتھ مُرید ہوا اور خیرآباد کی معافی کا فرمان آپ کے
سامنے رکھ کر کہا کہ جسکو چاہیئے مرحمت کیجیے آپ نے فرمان کو کھول کر
پڑھا اور ہنسے اور فرمایا کہ اسکو تمھیں رکھو جسکو ہم چاہیں گے تمھارے
پاس سے دلوا دینگے راجی موسی نے اُس فرمان کو تعظیم سے لے کر آنکھوں پر
رکھا آپ نے عمارت بنوانا شروع کیا اور اپنے سب اعزا اور اقربا
کو بلا لیا اور رجوعات خلق اللہ کے ہونے لگے ہزاروں آدمی ہر طرف سے

آنے لگے کوئی مُرید ہونے کو اور کوئی پڑھنے کو کوئی صرف ملاقات کیواسطے
کوئی خداجوئی کے لئے اور آپ نے ایک لنگر خانہ مقرر فرمایا اُس میں ہر
قسم کا کھانا پکتا تھا اور لوگ کھاتے تھے اور فتوحات کی انتہا نہ تھی جو کچھ
آتا سب اپنے ٹھکانے پر خرچ ہوتا جاتا کچھ باقی نہ رہتا یہاں تک
کہ جب آپ نے رحلت فرمائی تو کفن موجود نہ تھا حکایت سلطان سکندر
لودھی نے آپ کو عریضہ لکھا کہ میں نہایت مشتاق ہوں اور اگر آؤں گا تو
لشکر عظیم میرے ساتھ آوے گا ملک پائمال ہوگا آپ تشریف لاویں
تو میں سرفراز ہونگا آپ روانہ ہوئے سلطان نے حکم دیا کہ جب آپ دریا
پر پہونچیں تو ایک کشتی میں سوراخ کرکے میخ ٹھونک دینا جس وقت کشتی
دریا کے بیچ میں پہونچے اُسکو کھول دینا چنانچہ یہی ہوا لیکن دریا پایاب
ہوگیا اور کشتی بیٹھ گئی اور سلطان نے اپنی صحبت میں راجی موسی سے
کہا کہ تمہارے پیر کی کشتی ڈوب گئی راجی موسی نے جواب دیا کہ میرے
پیر کی کشتی پر لاکھوں اور کروڑوں بیٹھکر اُترینگے یہی ذکر تھا کہ سلطان کو
خبر پہونچی کہ دریا پایاب ہوا اور کشتی زمین پر ٹھہر گئی جب آپ سلطان
کے پاس پہونچے تو ملاقات ہوئی اور چند روز قیام فرمایا اور اُس عہد میں
ایک گاؤں سلطان کے حکم سے لوٹا گیا تھا وہاں کے لوگ مطیع اسلام
تھے اور سب چیزیں بازار اور لشکر میں بکتی تھیں آپ نے اس احتمال سے
کھانا ترک فرمایا باوجودیکہ سب قسم کے کھانے آپ کے دستارخوان پر ہوتے تھے
اور لوگ کھاتے تھے اور آپ بھی دستارخوان پر بیٹھتے تھے بارہ دن اسیطرح
گذرے بارھویں دن قاضی محمد من اللہ قدس اللہ سرہ آپ کے خلیفہ کو
معلوم ہوا بادشاہ کے لشکر میں ایک امیر تھا نہایت محتاط کہ سب چیزیں اُسکے

گھر سے آتی تھیں جتنے کہ استنجا کرنے کو مٹی کے ڈھیلے بھی اُسکے گھر سے آتے
تھے حضرت قاضی محمد من اللہ اُسکے پاس گئے اور وہاں سے کچھ لاکر آپکو کھلایا
جب آپ سلطان کے پاس رخصت ہونے کو گئے تو اُسنے آپ کو خلوت میں بُلایا
وہاں سلطان تھا اور شیخ جمالی نامے کنبوہ اور دو تین آدمی اور چونکہ آپ حصور تھے
سلطان نے پوچھا کہ آپ نے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت کو کیوں ترک کیا
ہنوز آپ نے کچھ جواب نہیں دیا تھا کہ جمالی گستاخی کر کے بولا کہ شاید رجولیت کم
ہے آپ نے فرمایا کہ تجھ کو زیادہ ہو سلطان بہت شرمندہ ہوا کہ جمالی نے بیکار
بات کہی اور جب آپ چلے آئے تو بادشاہ نے جمالی کو ملامت کر کے کہا کہ یہ
بات ضرور کچھ اثر پیدا کرے گی آخر جمالی کا یہ حال ہوا کہ افعال ناشایستہ میں
مشہور ہوا جب آپ خیرآباد میں پہونچے تو ہر طرف سے آپ کے مرید اور مخلص
پابوسی کو آئے اور آپ کے سب خلیفہ دانشمند تھے اور بعضے حافظ بھی تھے
یہ سب سبع سنابل میں ہے اور کل خلیفہ آپ کے جنکے اسما یہاں کی کتابوں میں
لکھے ہوئے چلے آتے ہیں پچیس ہیں شیخ محمود بن محمد نجی لکھنوی شیخ مبارک
آپ کے بھتیجے شیخ ملک شمس آبادی شیخ محمد مبارک بجنوری لکھنوی قاضی محمد من اللہ
کاکوروی حضرت شیخ چاند ساکن اچولی شیخ راجہ مینا ساکن کھیولی شیخ سکندر
خیرآبادی شیخ بڑے عماد بلگرامی حضرت شیخ صفی صفی پوری شیخ گدن
خیرآبادی شیخ معظم گوپاموی سید حامد لکھنوی شیخ محمود آپ کے بھتیجے
اور یہی صاحب سجادہ تھے شیخ نصیرالدین آپ کے بھتیجے شیخ ابراہیم آپ کے
بھتیجے شیخ ابراہیم بھوج پوری قاضی سید جہاد ساکن وانسو قاضی بخش ساکن
دانسو شیخ برہان لاہرپوری شیخ قاسم ساکن اچولی شیخ مبارک رودولوی سید
علاء الدین ازرانی صفی پوری سید خرد ساکن کھیری اور ایک بزرگ

اور وہیں قنوج کے رہنے والے انکا نام یہاں کی کتابوں میں ایسا لکھا ہوا
ہے کہ بالکل پڑھا نہیں جاتا لہذا نہیں لکھا اور واضح ہو کہ سید خرد کا نام
دو جگہ لکھا ہے واللہ اعلم دو بزرگ ہیں یا وہی مکرر لکھے ہوئے ہیں چونکہ موضع
سکونت ایک جگہ لکھا ہے اور ایک جگہ نہیں لکھا لامحالہ محل اشتباہ ہے
اگر دو ہیں تو کل خلیفہ چھبیس ۲۶ ہونگے اور شیخ عبد الحق محدث رحمۃ اللہ علیہ
اخبار الاخیار میں لکھتے ہیں کہ شیخ سعد الدین خیر آبادی حضرت شیخ مینا
کے مرید تھے بزرگ تھے خداوند شریعت اور آداب طریقت کے نگہبان
تھے بہت بڑی ہمت رکھتے تھے تارک اور مجرد تھے اور اپنے پیر کے
مثل حصور رہے حریص تھے وجد اور سماع پر اور علم شریعت
وطریقت کے عالم تھے علم نحو اور فقہ اور اصول میں کتابیں تصنیف
فرمائی ہیں شرح کافیہ اور شرح مصباح اور حسامی اور بزدوی اور
مثل انکے اور بھی اور رسالہ مکیہ کی شرح لکھی ہے مجمع السلوک اُسکا نام ہے
خزانہ جلالی کے طرز پر جو ملفوظ ہے حضرت مخدوم جہانیاں کا اور
علم ظاہر میں مولانا اعظم کے شاگرد ہیں جو فقہا اور علما میں نامی تھے اور
آپ حضرت شیخ مینا کے حکم سے مولانا اعظم کے پاس کتاب عوارف پڑھنے
کو جاتے تھے ایک دن مخدوم شیخ مینا سے عرض کیا کہ آپ جانتے ہیں کہ
اس کتاب کے الفاظ کو میں صحیح کر سکتا ہوں اور معانی کا حل فرمانا آپ کا
خاصہ ہے پھر یہ تعلیم کس واسطے ہے فرمایا جب علما موجود ہوں تب اپنے علم پر
کفایت کرنا اور انسے نہ سیکھنا دینداری کے خلاف ہے فوائد سعدیہ میں لکھا
ہے کہ ایک رات کسی عارف نے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا
کہ عالموں میں شیخ سعد کا کیا مرتبہ ہو فرمایا اجتہاد میں امام احمد حنبل کا مرتبہ رکھتا ہے

اور شیخ جمالی کی نسبت لکھا ہے کہ اُسکو محرمات اور غیر محرمات کی امتیاز نہ رہی
عمر بھر سوار رہا اور وہ عزت جاتی رہی اور چونکہ سلطان نے کشتی میں سوراخ
کرنے کا حکم دیا تھا اُسکی سلطنت میں رخنہ پیدا ہوا مغلیے غالب ہوئے اور
پھر ابتک پٹھانوں نے سلطنت نہ پائی حکایت فوائد سعدیہ میں بعضے
معتبرین کی سند سے لکھا ہے کہ جب آپ نے شرح کافیہ لکھی تو صدر الصدور
دہلی نے چاہا کہ اُسکا رد لکھوں آپ نے مخدوم شیخ صفی قدس اللہ سرہٗ سے
فرمایا کہ تم جاؤ اور اُس سے مباحثہ کرو آپ نے عرض کیا کہ وہ عالم متبحر ہے
میں اُسکے ساتھ بحث کرنے کی طاقت نہیں رکھتا ہوں فرمایا کہ ہمنے صرف اور نحو
اور معانی میں سیبویہ اور اخفش اور عبد القاہر جرجانی اور علامہ زمخشری کو
تمھارے ساتھ کیا اور تفسیر اور حدیث اور فقہ اور اصول میں عبد اللہ بن
عباس رضی اللہ عنہما اور محمد بن اسمٰعیل بخاری اور امام ابو حنیفہ اور امام شافعی
رحمۃ اللہ علیہم تمھارے ساتھ ہیں اور علوم عقلیہ میں ارسطو اور افلاطون
تمھاری مدد کرینگے اور ہر علم میں اُس علم کے امام کی روح تمھارے ساتھ ہے
پھر مخدوم شاہ صفی قدس اللہ سرہٗ روانہ ہوئے اور دہلی میں پہونچے اور
صدر الصدور سے ملاقات کی وہ آپ کا نام سُنکر قدموں پر گر پڑا اور
معافی چاہی اور معذرت کرنے لگا اور کہا کہ میں نے آج کی رات میں
رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا فرمایا ہمارے سعد
کو رنج نہ دے اور اُسنے تیرے ہلاک کرنے کے واسطے ایک شیر درندہ
کو روانہ کیا ہے کہ ہر علم کے امام کی روح اُسکے ساتھ آتی ہے اور اُسکا حلیہ
یہ ہے اور شمائل یہ ہیں جلد پہونچتا ہے اگر اپنی خیریت چاہتا ہے تو توبہ کر سو
میں نے خواب سے جاگ کر توبہ کی اور اپنے اوپر لازم کیا ہے کہ عمر بھر روزمرہ

اس شرح کو تلاوت کے طور پر پڑھونگا آپ میرا قصور معاف فرما دیں اور مخدوم شیخ سعد سے معاف کرا دیں اور آپ کے کلمات طیبات میں سے ہے غزل نشاں بر تختہ ہستی نبود از عالم و آدم ؛ کہ دل در مکتب عشق از تمنائے تو می بردم ؛ برو ای عقل نامحرم کہ امشب با خیال او ؛ چناں خوش خلوتے دارم کہ من ہم نیستم محرم ؛ کہ دارد ایں چنیں عیشے کہ در عشق تو من دارم ؛ شرابم خوں کبابم دل ندیمم درد نقلم غم ؛ اگر پرسند سعد از عشق او حاصل چہ داری ؛ ملامت ہائے گوناگوں جراحت ہائے بے مرہم ؛ وفات شریف ربیع الاول کی سولھویں کو سنہ نو سو بائیس ہجری میں ہوئی اس حساب سے شیخ بود آپ کی تاریخ ہے مزار مبارک خیر آباد میں ہے بزار و متبرک بہ۔

ذکر خیر شیخ الاعظم قطب العالم حضرت شاہ مینا قدس اللہ سرہٗ

آپ کا اسم مبارک شیخ محمد ہے اور عرف شاہ مینا فوائد سعدیہ میں لکھا ہے کہ آپ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اولاد میں ہیں آپ کے والد بزرگوار شیخ قطب الدین دہلی سے جونپور میں آئے اور وہاں سے دلمؤ میں آکر قیام فرمایا دلمؤ سے حضرت حاجی الحرمین شیخ قوام الدین لکھنوی قدس اللہ سرہ کی خدمت میں پہونچکر کمال اخلاص بہم پہونچایا ایسا کہ نماز میں آپ کے اور اُنکے بیچ میں کوئی اور کھڑا نہ ہو سکتا چند روز کے بعد شیخ قوام الدین نے حکم فرمایا کہ تم نکاح کرو تمھارے صلب سے ایک لڑکا پیدا ہوگا کہ اُس سے ہمارا نام زندہ رہیگا اور خانوادہ چشتیہ روشن ہوگا پھر جب آپ پیدا ہوئے اور شیخ قوام الدین کو خبر پہونچی تو فرمایا آدھو را مینا اس وجہ سے آپ شیخ مینا مشہور ہوئے اور بی بی خاصہ شیخ قوام الدین کی اہلخانہ نے آپ کو دودھ پلایا مشہور ہے کہ جب آپ اپنی والدہ ماجدہ کے پیٹ

میں تھے تو لوگ بارہا تلاوت اور ذکر کی آواز اُنکے پیٹ سے سنتے تھے اور حیران
ہوتے تھے اور آپ اپنے عہد رضاعت میں جب رمضان ہوتا تو دن کو دودھ
نہ پیتے اور رات کو آپکی والدہ گود میں لیکر سوتی تھیں مگر جب جاگتیں تو آپکو چارپائی کے
تلے سجدے میں پاتیں اور آپ دو تین برس کے ہوئے تب اپنے والد بزرگوار
سے کہتے کہ یہ چڑیاں جو اُڑتی ہیں مجھکو دودھ چڑیوں سے کہ شیخ ضیاء الحق کو بلاتا ہے
چڑیاں فوراً اُتر آتیں اور آپکے سامنے بیٹھی رہتیں جب آپ رخصت دیتے
تب اُڑتیں اور جسوقت آپ پانچ برس کے ہوئے اور مکتب میں بھیجے گئے مولوی نے
کہا کہو الف فرمایا الف معلم نے کہا کہو بے فرمایا کہ دوسرا کہاں اور اسقدر معنے الف
کے ارشاد کیے اور اتنے حقائق اور معارف بیان فرمائے کہ سب بھوچک رہگئے اور
چونکہ معلم نے جان لیا کہ یہ ولی مادرزاد ہیں آپکے آنیکو غنیمت جان کر کچھ نہ کہتا اور مکتب
میں جاکر آنکھیں بند کیے ہوئے بیٹھے رہتے جب رخصت کا وقت آتا تو لڑکوں کے
شور سے آنکھیں کھولتے اور معلم کو سلام کرکے گھر کو جاتے دس برس تک
شیخ قوام الدین کی تربیت میں رہے بعد اُنکے بموجب وصیت قاضی فریدون
اُنکے خلیفہ سے کتاب کافیہ تک پڑھکر کتاب شرح وقایہ مولانا شیخ اعظم سے
پڑھے اور وہ بہت بڑے عالم تھے اور عالم میں مشہور جب اُن سے پڑھتے تو اسقدر
باریکیاں مسائل میں بیان فرماتے کہ مولانا اعظم باوجود تبحر کے ہروقت ایک نیا
فائدہ حاصل کرتے جب بحث عبادات ختم کرچکے فرمایا کہ نکاح وغیرہ کے
مسائل سے مجھکو کچھ علاقہ نہیں مجھکو اور ادر معاملات پیش ہیں اور کتاب عوارف
من اولہ الی آخرہ پڑھی پھر حضرت سید راجو قتال کے ایک خادم سے جو لکھنو
میں وارد ہوئے تھے کچھ ذکر و شغل حاصل کرکے مجاہدہ کرنے لگے اور تھوڑے
دنوں میں ایسے ہوگئے کہ بڑے بڑے عالم علوم عقلیہ اور نقلیہ میں آپ سے استفادہ

کرتے اور معرفت کی باتیں پوچھتے جب چودہ سال کے ہوئے خواہ بارہ سال کے چنانچہ سنابل میں ہے تب قاضی شہاب الدین آتش پرکالہ نے جو حضرت بدیع الدین شاہ مدار قدس اللہ سرہٗ کے مرید تھے آپ کی قطبیت کو ظاہر کیا پورا حال یوں ہے کہ جب قاضی شہاب الدین لکھنؤ سے مکن پور کو جاتے تو سب آدمیوں کی حاجتیں لکھکر حضرت شاہ مدار کے پاس لیجاتے حضرت شاہ مدار جو کچھ چاہتے حکم فرماتے جب آپ اس عمر کو پہونچے اور قاضی شہاب الدین بدستور حضرت شاہ مدار کے پاس گئے تب فرمایا کہ قطبیت حضرت شیخ مینا کے حوالہ ہوئی حاجتمندوں سے کہو کہ اُنکے پاس رجوع کریں اور آپ کی صورت اور عمر بیان کی اور کہا کہ اُنکو اپنا قطب ہونا معلوم ہے مگر لوگ نہیں جانتے ہیں میری طرف سے سلام کہنا اور سبکی سفارش کرنا اور ایک مصلّا پشمینے کا سپرد کیا کہ یہ میری طرف سے ہدیہ پہونچانا چنانچہ وہ ہدیہ اتبک مخدوم اللہدیہ کی اولاد میں موجود ہے قاضی شہاب الدین نے اپنے پیر کے حکم پر عمل کیا آپ نے سب حاجتمندوں کو تعویذات عنایت کیے ایک ضعیفہ نے اپنے لڑکے کے واسطے عرض کیا تھا وہ کھڑی رہی آپ مخاطب نہ ہوئے تھوڑی دیر کے بعد جب اُسنے دوبارہ عرض کیا تب ہندی زبان میں ایک دوہہ فرمایا جس کا ترجمہ فارسی میں یہ ہے ؎ دمن سست زبا لامی توانم بست ÷ کہ دوست دشمنی انگیخت دوستے بشکست ÷ آخر وہ لڑکا مرگیا اور یہ بھی مشہور ہے کہ آپ رمضان کی پہلی رات کو پیدا ہوئے چاند بدلی میں تھا صبح کو لوگ انھیں قاضی کے پاس گئے اور پوچھا کہ روزہ رکھیں یا نہ رکھیں کہا کہ فلانے محلے میں ایک لڑکا پیدا ہوا ہے وہاں جاکر پوچھو اُسنے دودھ نہ پیا ہو تو جانو کہ چاند نکلا ہے جب لوگوں نے جاکر پوچھا تو معلوم ہوا کہ آپ نے دودھ نہیں پیا تھا یہ ذکر فوائد سعدیہ میں نہیں ہے اب پھر اُسی کتاب سے لکھتا ہوں کہ پندرہ

برس کی عمر میں حضرت مخدوم شیخ سارنگ قدس اللہ سرہ کی خدمت میں حاضر ہو کر مُرید ہوئے اور باوجود مرتبۂ عظمٰی کے ایسی ریاضتیں کیں کہ حوصلہ شکن ہیں حضرت مخدوم شیخ سعد لکھتے ہیں کہ جاڑے کی راتوں میں جب نیند غالب ہوتی تب کبھی پیراہن شریف اور کبھی کلاہ مبارک کو ٹھنڈے پانی سے ترکر کے پہنتے اور شیخ قوام الدین قدس سرہ کی خانقاہ کے صحن میں بیٹھتے اور اگر کبھی گرم پانی سے وضو کر لیتے اور نفس کو گونہ راحت ملتی یا کاہلی آجاتی تو گرم پانی کو چھوڑ کر باسی پانی سے بلاوجوب غسل فرماتے اور رات رات بھر نماز معکوس میں مشغول رہتے اور کبھی سنگریزے بچھا کر بیٹھتے اگر نیند غلبہ کرتی اور لیٹ جاتے تو پتھروں کی تکلیف سے اُٹھ بیٹھتے اور کبھی دیوار پر چڑھ کر بیٹھتے کہ گر پڑنے کی دہشت سے نیند نہ آتی اور اکثر طی کا روزہ رکھتے اور چلّہ نشینی فرماتے اور جب چلّہ ختم ہونے والا ہوتا تب کسی دوست یا مسافر کی خاطر سے نکل آتے اور روزہ توڑ دیتے اور نہ کہتے کہ میں روزہ دار ہوں کہ مشہور نہ ہو اور کبھی چلّہ پورا نہ کرتے کہ نفس اس بات پر مغرور نہ ہو اور اکثر نعلین چوبی پہن کر گیارہ بارہ کوس لکھنؤ سے موضع منجھگوہ تک اپنے پیر کی زیارت کو جاتے اور ہر طرح سے نفس کو مشقت اور اذیت میں ڈالتے ؎ مردان بجدو جہد بجائے رسیدہ اند ٭ تو بیخبر کجا رسی از نفس پرورے ٭ اور نہایت حلیم تھے چنانچہ ایک حجام نے شراب کی مستی میں آپ کو گالیاں دیں آپ نے اُس کو کچھ دیکر روانہ کیا اور عذر کیا اور یہ بھی تحریر فرماتے ہیں کہ میں بیس برس حضرت قطب العالم کی خدمت میں رہا کبھی نہ دیکھا کہ آپ پاؤں پھیلا کر یا اُٹھا کر بیٹھے ہوں ہمیشہ قبلہ رو نماز کی نشست سے بیٹھتے تھے اور کفش مبارک ہمیشہ قبلہ رو ہو کر پہنتے تھے اور یوہیں اُتارتے تھے اور کبھی کچھ طلب کر کے نہیں کھایا اور نہ اپنی خواہش سے کوئی کپڑا پہنا اور فرماتے تھے کہ جو صوفی خواہش نفس سے

کچھ کھائے یا پہنے وہ دین مصطفےٰ کا رہزن ہے اور کبھی بے وضو نہ رہتے اور ہمیشہ تحیتہ الوضو پڑہتے اور جب وضو کر چکتے تو وضو کا برتن دوسرے وضو کے لیے پانی سے بھر کر رکھتے اور جب کھانا نوش فرماتے یا کھا چکتے دوبارہ تازہ وضو کرتے اور فرماتے کہ جو کھانا با وضو کھایا جاتا ہے اندر جاکر تسبیح کرتا ہے اور گرانی کو دفع کرتا ہو اور نور پر نور زیادہ کرتا ہے اور کبھی بے وضو بات نہ کرتے اور نہ سوتے اور جب جاگتے پہلے تیمم کرتے پھر وضو کرکے دوگانہ پڑہتے تب پھر آرام فرماتے اور ارشاد کرتے کہ آدمی کی اصل پانی اور مٹی سے ہے اور انھیں دونوں سے طلب دنیا کی آگ سرد ہوتی ہے اُمید ہے کہ دوزخ کی آگ بھی کل ہو حکایت ایکبار شیخ سارنگ نے آپکو کچھ کام کے لیے کسی شہر میں بھیجا جب پھر آئے فرمایا کہ آدمی جس شہر میں جائے چاہیئے کہ اگر وہاں کوئی درویش ہو اُس سے ملے جس شہر میں تم گئے تھے وہاں ایک عارف ہیں اُنسے ملے یا نہیں آپ نے جواب میں بے اختیار کہا ؎ ہمہ شہر پر ز خوباں ۞ منم و خیال ماہے ۞ چکنم کہ چشم بدخو ۞ نکند بکس نگاہے ۞ مجھ کو آپ کی محبت کافی ہو دوسرے سے کیا کام حضرت شیخ سارنگ نے خرقۂ خلافت عنایت کیا اور رخصت دیکر فرمایا کہ اپنے مقام پر جاکر مشغول رہو حکایت ایک شخص مسافرت میں مرگیا اُسکا سر ہلتا تھا جہاں پہونچا سب عالم اور درویش دیکھ کر حیران رہتے جب لکھنو میں پہونچا تو لوگ آپ کے پاس لے آئے فرمایا یہ شخص کسی کا مُرید نہیں ہے کلاہ اور شجرہ طلب کرتا ہے پھر آپ نے کلاہ مبارک مرحمت کی کہ اسکے سر پر رکھو اور شجرہ لکھوا دیا کہ اسکے سینہ پر دھرد فوراً وہ جنبش جاتی رہی آپ نے فرمایا کہ اسکا سر ظاہر میں ہلتا تھا اور باطناً کوئی سر ایسا نہیں ہے کہ بے کلاہ پیران طریقت کے ہلتا نہو حکایت مخدوم شیخ سعد لکھتے ہیں کہ ایک بار میں اودہ کو جاتا تھا موہان کے پاس اسقدر پانی کا سیلاب تھا کہ میں گھوڑے پر سے گر پڑا آپ کو یاد کیا

فوراً مجھ کو پانی سے اُچھال دیا اور لوگ جو پیرنا جانتے تھے اُنھوں نے پیراکر باہر نکالا اور ایک بار مجھ کو تپ محرقہ عارض تھی اُٹھنے بیٹھنے سے معذور تھا آپ کو خبر کی آپ نے حضرت نصیر الدین چراغ دہلی کا عرس کیا تھا کھانا تقسیم فرماتے تھے ایک نان گھی اور شکر میں تر کی ہوئی قُلّ کے نانوں میں سے مجھ کو بھیجدی میں ایک لقمہ کھانے کی قدرت نہ رکھتا تھا لیکن آہستہ آہستہ سب کھا گیا اور سو رہا سو کر اُٹھا تو بالکل اچھا تھا حکایت ایک شخص مُرید ہوا آپ نے خلاف عادت شریف مٹھائی سب اُٹھواکر شیخ داؤد خادم خانقاہ کے پاس رکھوادی چند دنوں کے بعد شمس خاں حاکم لکھنؤ نے اُس شخص کو چوری میں گرفتار کیا اور چونکہ مخلص نہ تھا کہلا بھیجا کہ آپ کے مُرید نے چوری کی آپ نے کہا وہ مٹھائی رکھی ہوئی ہے اور میں نے اُسکو اپنی مُریدی سے باہر کیا اُس مُرید نے حاضر ہوکر دوبارہ بعیت کی اور مخلص ہوگیا حکایت ایک بار شمس خاں اس عزم سے آیا کہ اگر آپ ایک انار مجھ کو دیں اور وہ چاروں طرف سے پھٹا ہو اور اُسکے سب دانے سُرخ ہوں تو میں جانوں کہ ولی ہیں آپ نے شیخ داؤد سے منگواکر اُسکو دیا اور فرمایا کہ فقیروں کا امتحان اچھا نہیں انار کی فصل نہیں ہے اگر نہ ہوتا تو میں کیا دیتا حکایت ایک بار وہی شمس خاں بہت سے لوگ لیکر آیا اور کھانا طلب کیا ایسے وقت میں کہ آپ کے مطبخ کا کھانا صرف ہو چکا تھا فقط شیخ داؤد کا حصہ باقی تھا دو نانیں اور تھوڑا شوربا آپ نے اُسکو منگا کر ایک چادر میں چھپایا اور اُس چادر کے نیچے سے دو دو نانیں اور ایک ایک پیالہ نکال کر دینا شروع کیا خان مذکور نہایت شرمندہ ہوا اور کہا کہ مجھ کو اجازت ہو کہ جب چاہوں تب آؤں آپ نے تواضع سے قبول کیا شیخ داؤد نے کہا کہ یا مخدوم کیوں میرے ہاتھوں کو آگ میں جلواتے ہو اسی طرح سب کو کیوں نہیں کھلاتے آپ مسکرا کر خاموش

رہے حکایت اُسی شمس خاں کا بڑا بیٹا آپ کا مُرید تھا اتفاقاً مرض جذام میں
مبتلا ہوا اُسکے چھوٹے بھائی نے طعنہ دیا کہ یہ شیخ مینا کی صحبت کا اثر ہے اُسنے
آپ کی خدمت میں عرض کیا آپ نے لُعابِ دہنِ مبارک اُسکے جسم پر ملا فوراً
اچھا ہو گیا حکایت شیخ راجو آپکے بھانجے بہرایچ کو چلے دو تین منزل
لکھنؤ سے نکل کر ایک شیر نے اُنکو گھیرا اُنھوں نے آپکو یاد کیا آپ اپنے خانقاہ
میں وضو کرتے تھے ظرف وضو کو زمین پر دے مارا وہ ظرف اُس شیر کے کلّے
پر پہونچا اور اُسکا مُنھ اُنکی طرف سے پھر گیا جب وہ لکھنؤ میں پہونچے تب یہ بھید
ظاہر ہوا حکایت آپ کے سامنے جامع مسجد میں ایک مؤذن تھے مولانا بڈھا
ریش دراز اُنکی لڑکی پر جن عاشق تھا اور وہ لڑکی بالکل برہنہ رہتی آپ کو اُنکے
حال پر رحم آیا ایک ٹکڑا تانبے کا منگا کر شنجرف سے کچھ لکھکر اُنکو دیا کہ عیدگاہ میں
جاؤ وہاں جنات کا لشکر ظاہر ہوگا اُنکے بادشاہ سے حال کہنا چنانچہ اُنھوں نے
یہی کیا شاہ جنات نے اُس ٹکڑے کو نہایت تعظیم سے لیکر اپنے لشکریوں سے
پوچھا کہ کون تم میں سے اُنکی بیٹی پر عاشق ہے ایک جن بولا میں ہوں اور جبتک
جیتا ہوں نہ چھوڑوں گا بادشاہ نے اُسکو قتل کیا اور کہا کہ میرا اسلام کہنا اور
عرض کرنا کہ میں نے اُس سرکش کو مار ڈالا حکایت ایک جوان تھا چاند خاں
نامے نہایت خوشرو آپ کی طبع مبارک اُس سے مانوس تھی وہ کہیں جا کر
نوکر ہوا اور مدت تک پابوس کو نہ آیا آپ نے اُس کو لکھا ـــہ باہر کہ در
آمیزی میدان کہ نیاسائی ٭ زیر و زبرش سازم زیرا کہ تو آنِ مائی ٭ آخر وہ لشکر
جس میں وہ جوان تھا تباہ ہوا اور وہ جوان پھر آپ کے پاس آیا اسی طرح
ایک مغنی تھا کہ اُسکا گانا سنتے تھے وہ بھی کہیں جا کر نوکر ہوا اور نہ آیا ایک دن آپنے
فرمایا کہ اگر وہ ننگا بھوکا ہمارے پاس آوے تو ہم اُسکو کھانا کھلا دیں

اور کپڑا پنہا دیں آخر ایسا ہی ہوا حکایت ایک بار مطرب آپ کے سامنے
گائے سہ ہو ہو ہولی رے گئی پھاگ کو کھیلی ؛ آپکو وجد ہوا علماے لکھنونے
ایک مرد بیباک کو اعلام کے طور پر بھیجا اور کہا کہ پھاگ بازی طریقہ اسلام نہیں ہر
وہ شخص آپکے پاس جاکر ہم زانو بیٹھ گیا آپ نے مغنیوں سے کہا کہ پھر وہی کلمات
کہو اُنھوں نے وہی ہولی شروع کی اُس جوان نے وجد میں آکر کپڑے پارہ پارہ
کیے اور ہتھیار پھینک دیے جب افاقہ ہوا آپ کے قدموں پر گرا اور اُن لوگوں سے
جاکر کہا کہ شیخ مینا پھاگ بازی نہیں کرتے ہیں پاکبازی کرتے ہیں کوئی شخص مجال
نہیں رکھتا کہ اُنکو باز رکھے حکایت ایک بار برسات میں خانقاہ کی چھت چند
آدمیوں پر گر پڑی سب مر گئے آپ نے ایک ایک کو نکال کر حوض میں غوطہ دیا
سب زندہ ہوگئے حکایت ایک بار کوئی شخص آپ کے پاس ایک کھیرا
لایا اور کہنے لگا کہ میں نے کھیرے بوئے تھے اور نیت کی تھی کہ پہلا کھیرا آپکی
خدمت میں لاؤنگا آپ نے چھلکے سمیت نوش فرمایا اور کسکو نہ دیا لوگ حیران
ہوئے مخدوم شیخ سعد نے خلوت میں پوچھا کہ اسمیں کیا بھید تھا فرمایا کہ وہ کھیرا
نہایت تلخ تھا اگر کوئی اور کھاتا تو وہ شخص شرمندہ ہوتا یہاں تک سب فوائد سعدیہ
سے لکھا گیا اور شیخ محدث اخبار الاخیار میں لکھتے ہیں کہ شیخ مینا شیخ قوام الدین
قدس سرہ کے بڑے بیٹے کا نام تھا اور اس لفظ کو محبوب کی نسبت بولتے
ہیں وہ بیٹا حب جاہ میں مبتلا ہوا اور چونکہ اسوقت کا بادشاہ اُنکا معتقد تھا اور
اُمرا بھی ارادت مند تھے اُسکو ترقی حاصل ہوئی یہ بات اُنکو ناگوار ہوئی ہر چند
آخر میں اُسنے چاہا کہ اُنکے پاس حاضر ہو کر توبہ کرے الا اُنھوں نے فرمایا کہ
میں نہیں چاہتا کہ وہ نابرخوردار میرے سامنے آوے اُسی روز وہ بیمار ہو کر
مر گیا شیخ قوام الدین قدس سرہ نے فرمایا کہ میرے بھائی شیخ قطب الدین

نے گھر میں ایک لڑکا پیدا ہوگا شیخ مینا اُس سے ہمارا نام جاری رہیگا عمر شریف چوراسی برس کی ہوئی وفات شریف صفر کی تئیسویں کو سنہ آٹھ سو چوراسی میں واقع ہوئی چھ مہینے علیل رہے اور جب تک بیمار رہے عالم حیرت میں تھے اور حجرۂ شریف کا دروازہ بند رکھتے تھے مخدوم شیخ سعد یا مخدوم شیخ قطب الدین جو آپکے بھتیجے اور صاحب سجّادہ تھے کبھی کبھی اندر جاتے تھے اس قدر جیسو فوائد سعدیہ سے لکھا گیا مادۂ تاریخ یہ ہے **قطعہ** شیخ مینا بہ ارم رحلت کرد ؛ آہ زاندوہ چنیں شیخ اجل ؛ گفت تاریخ عزیز مسکیں ؛ از جہاں رفت ولی اکمل ؛ ۸۸۴ مزار شریف لکھنؤ میں ہے یزار و یتبرک بہ۔

ذکر خیر امام المشرقین حاجی الحرمین حضرت مخدوم شیخ سارنگ قدس اللہ سرہٗ آپ سلطان فیروزشاہ کے امرا میں نہایت ممتاز تھے اور آپکی بہن سلطان محمد بن فیروزشاہ کو بیاہی تھیں بارہ ہزار سواروں کے افسر تھے شہر سارنگ پور جو ہندوستان کے شہروں میں مشہور ہے آپ ہی کا آباد کیا ہوا ہے جب حضرت مخدوم جہانیاں اور حضرت سید راجو قتال دہلی میں تشریف لائے تب بادشاہ مذکور کھانا اور اکثر چیزیں آپ کے ساتھ کرکے ان دونوں بزرگوں کی خدمت میں بھیجتا تھا ایک روز سید راجو قتال نے آپ سے فرمایا کہ اگر تم نماز پنجگانہ پر مداومت کرو تو میں پس خوردہ مخدوم جہانیاں کا تم کو دوں بے توقف قبول کیا دوسرے دن کہا کہ اگر اشراق بھی پڑھا کرو تو ہم تمھارے ساتھ کھانا کھاویں آپ نے یہ بھی پذیرا کیا اُن دونوں بزرگوں نے اپنے ساتھ ایک برتن میں کھانا کھلایا اُنکا نور باطن آپ کے دل مین ساری ہوا بعد چندے آپ نے حضرت شیخ قوام الدین قدس سرہ کے ہاتھ پر بعیت کی اور ہنوز دنیادار تھے کہ شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے شغل باطن چشتیہ تعلیم فرمایا اور

آپ اُسکو اچھّی طرح سے کرتے رہے جب سلطان محمود سلطان محمد کا بیٹا یعنے آپ کا بھانجا بادشاہ ہوا تب آپ تارک ہوگئے اور سب دولت وحشمت کو چھوڑکر مع اہل وعیال پیادہ پا گھر سے نکلے اور حرمین شریفین کو چلے چونکہ پیادہ چلنے کی عادت نہ تھی آپ کے پانوں میں آبلے پڑگئے اور قافلہ سے پیچھے رہگئے تیسرے دن پچھلی رات کو اُٹھکر اہل وعیال سے فرمایا کہ آنکھیں بندکرکے تین قدم میرے پیچھے آؤ سب نے آپ کے حکم پر عمل کیا آنکھیں کھولیں تو دیکھا کہ قافلے میں موجود ہیں پھر وہاں پہونچکر مدتوں حرمین شریفین میں مُقیم رہے اور مجاہدہ کرتے رہے بعد چندے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حکم سے پھر ہندوستان میں آئے اور حضرت شیخ یوسف ایرچی کی خدمت میں پہونچے اور مدت دراز تک اُنکی خدمت میں رہکر مراتب سلوک کو طے کرکے رسالۂ مکیہ پڑھکر خرقۂ خلافت پہنا اور شیخ یوسف ایرچی قدس سرہ حضرت مخدوم جہانیاں کے خلیفہ تھے جب حضرت شیخ قوام الدین آپ کے پیر داصل الی اللہ ہونے لگے تب فرمایا کہ افسوس سارنگ موجود نہیں ہے کہ خرقہ اُسکو دوں اپنے ساتھ قبر میں لیے جاتا ہوں اور ایک کفنی بے آستین حاضروں کو سونپی کہ اُنکو پہونچانا جب آپ لکھنؤ میں آئے تب لوگوں نے وہ امانت آپ کو پہونچائی اور آپ نے وصیت کی کہ اسکو میرا پیرایۂ آخرت کریں اور چونکہ آپکو خلق اللہ کا گھیرنا پسند نہ تھا لکھنؤ سے دس بارہ کوس باہر جاکر موضع منجھگوہ میں جو نواب گنج بارہ بنکی کے پاس ہے گوشہ گیر ہوئے اور ریاضتیں کرتے رہے اور اس زمانے میں حضرت سید راجو قتال نے بلا طلب خرقۂ خلافت بھیجا آپ نے پھیر دیا اور کہا کہ میں نومسلم[1] ہوں اس خرقۂ پاک کی قابلیت نہیں رکھتا حضرت سید راجو قتال نے دوبارہ بھیجا اور لکھا کہ میں نے بموجب حکم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے

[1] نومسلم سے مراد [illegible] طریقت [illegible] نو مسلم ہوں [illegible] عفی عنہ

بھیجا ہے کچھ اندیشہ نہ کرو اور پہنو تمکو مبارک ہے تب آپ نے قبول کیا اور اسکے بعد اگر کوئی شخص جوار لکھنؤ سے حضرت سید راجو قتال کے پاس جاتا تو آپ پلٹا دیتے اور فرماتے کہ میں نے وہاں شیخ سارنگ کو قائم کیا ہے تم لوگ اسقدر مسافت طے کرکے کیوں میرے پاس آتے ہو اُنھیں کے پاس جاؤ مرید ہو یا کچھ اور غرض ہو اُنھیں سے التجا کرو اور آپ کے دو خلیفہ تھے حضرت مخدوم شیخ مینا اور مخدوم حسام الدین صوفی جو آپ کے صاحب سجادہ تھے عمر شریف ایک سو بیس سال کی ہوئی اسوجہ سے آپ روزہ نہیں رکھتے تھے ایک دن رمضان میں حضرت شاہ مینا حاضر تھے اور آپ کھانا نوش فرماتے تھے حضرت شاہ مینا کے دل میں آیا کہ اگر آپ پس خوردہ مرحمت کریں تو میں روزہ توڑ ڈالوں اور ساٹھ روزے کفارے کے ادا کروں آپ نے سر اُٹھا کر فرمایا کہ مجھ کو شریعت نے افطار مباح فرمایا ہے تم کو باوجود قطبیت کے امر نامشروع پر عمل کرنا کیا ضرورت ہے رات کو جب کچھ کھاؤنگا تب پس خوردہ دونگا اور آپ نے اپنی اولاد کو دُعا دی ہے سگو اپنو اکھائیو بین رہو گھر ادوئی تین وفات شریف شوال کی سترھویں ۱۷ کو سنہ آٹھ سو پچپن میں واقع ہوئی رب ترحمہ آپ کی تاریخ ہے ۸۵۵ مزار مقدس موضع منجھگوہ میں ہے یزار و یتبرک بہ۔

ذکر خیر پیشوائے کاملان امام واصلان حضرت صدر الدین سید راجو قتال قدس سرہٗ

آپکا اسم مبارک صدر الدین اور راجو قتال آپ کا عرف ہے اور فقیر نے کسی معتمد سے سنا ہے یا کسی کتاب میں دیکھا ہے کہ آپ کی نگاہ نہایت سریع التاثیر تھی اس سبب سے قتال مشہور ہوئے اور آپ حضرت مخدوم جہانیاں قدس سرہ کے بھائی ہیں جب حضرت مخدوم جہانیاں کامل ہو کر گھر میں تشریف لائے تو آپ کے والد بزرگوار میر سید احمد قدس اللہ

وفات شریف شوال المکرم ۸۵۵ھ

سرہٗ زندہ تھے اور والدہ ماجدہ انتقال کر چکی تھیں مخدوم جہانیاں نے
اُن سے کہا کہ آپ نکاح کیجیے آپ کی پشت میں ایک قطب ہے اُنھوں نے
کہا کہ میں ضعیف ہوں مجھ کو بیٹی کون دیگا مخدوم جہانیاں نے کہا کہ میں
مشاطگی کروں گا اور اُسوقت تک مخدوم جہانیاں کی نانی زندہ تھیں اور ایک
بیٹی اُنکی ناکتخدا تھیں یہ کہکر اُن کے پاس گئے اور باپ کی طرف سے پیام دیا
اُنھوں نے کہا کہ تمھارے باپ نہایت ضعیف اور میری بیٹی جوان ہے
کیونکر قبول کروں مخدوم جہانیاں نے کہا کہ میرے کہنے سے قبول کرو کہا
کہ اگر تم سا قطب اُسکے پیٹ سے پیدا ہو تو قبول کرتی ہوں کہا کہ ایسا ہی
ہوگا پھر میر سید احمد قدس اللہ سرہ نے نکاح کیا اور سید راجو قتال
جلد ماں کے پیٹ میں آگئے اور میر سید احمد قضا کر گئے جب آپ پیدا
ہوئے مخدوم جہانیاں کو خبر ہوئی فرمایا کہ اسکو احتیاط سے پرورش کرو
اور اسکا نام سید محمد اور عرف راجو قتال ہے پھر دوبارہ خبر کی گئی کہ
یہ لڑکا دودھ نہیں پیتا ہے فرمایا کہ وہ قطب ہے تنہا نہ پئے گا دوسرے
لڑکے کو اُسکے ساتھ دوسری طرف شریک کرو چنانچہ ایسا ہی ہوا اور
ایک بار ایام رمضان میں پھر یہی امر واقع ہوا کہ دوسرا لڑکا شریک
رہا مگر آپ نے دودھ نہ پیا تب مخدوم جہانیاں نے فرمایا کہ رمضان کا
مہینہ ہے اور یہ قطب ہے رمضان کی حرمت اسکو مانع ہے پھر
جب تک رمضان رہا دن کو نہ پیتے رات کو پیا کرتے جب ہوشیار ہوئے
چند سال میں تحصیل علوم کر کے عالم ہو گئے اور جسقدر نعمت حضرت مخدوم
جہانیاں قدس اللہ سرہ کے پاس تھی سب آپ نے اُنکو مرحمت کی اور اپنی
جگہ پر سجادہ نشین کیا اسقدر توسیع سنابل میں موجود ہے اور اخبار الاخیار

میں لکھا ہے کہ سید راجو قتال مُرید اور خلیفہ اپنے والد کے ہیں اور اپنے بھائی مخدوم جہانیاں سے بھی خلافت پائی اور اُنکے بعد صاحب سجادہ ہوئے اور مخدوم جہانیاں فرماتے تھے کہ حق تعالےٰ نے مجھ کو خلق کے ساتھ مشغول رکھا اور سید راجو قتال کو اپنے ساتھ اور آپ ہمیشہ محویت اور استغراق میں رہتے تھے اور آدمیوں سے کم ملتے تھے اس بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ حضرت سید احمد کے سامنے پیدا ہوئے ہیں آور مناہب میں لکھا ہے کہ آپ جلد پیٹ میں آئے اور حضرت سید احمد قضا کر گئے تطبیق اسکی یوں ہے کہ آپ صغیر تھے اور وہ قضا کر گئے اور اُس حالت صغر میں مُرید کر لیا اور خلیفہ کر دیا یا آپ کے پیدا ہونے سے پہلے اُنھوں نے فرما دیا ہوگا کہ یہ لڑکا ہمارا مرید اور خلیفہ ہے وفات شریف جمادی الاخری کی سولھویں کو سنہ آٹھ سو ستائیس میں واقع ہوئی مادۂ تاریخ یہ ہے قطعہ چو قتال رحلت گزید از جہاں ÷ تہی شد زفیض از سپنجی سرائے ÷ بدیہہ رقم کرد سالش عزیز ÷ ولی احد از جہاں رفتہ ہائے ÷ مزار شریف ملتان کے پاس موضع اُچھ میں ہے بزار و تبرک ہے۔

ذکر خیر رہنمائے عالمیان پیشوائے آدمیاں حضرت مخدوم جہانیاں قدس اللہ سرہ آپکا اسم مبارک سید جلال الدین بخاری ہے اور آپ شیخ الاسلام شیخ رکن الدین ابو الفتح قریشی قدس اللہ سرہ کے مرید ہیں اور حضرت نصیر الدین چراغ دہلی کے خلیفہ ہیں اور آپ عبد اللہ یافعی کی صحبت میں رہے ہیں اور عالم اور ولی دونوں ہیں اور سفر بہت کیا ہے اور بہت ولیوں سے نعمت پائی ہے اور مشہور ہے کہ آپ جس ولی سے ملتے اسقدر خدمت کرتے کہ وہ بے اختیار ہو کر اپنی نعمت آپ کو دے دیتا اور سب سے پہلے شیخ الاسلام

سند المحدثین شیخ عفیف الدین قدس سرہ سے خرقۂ تبرک پایا ہے اور
دو برس اُنکے پاس رہکر کتاب عوارف اور اور کتابیں سلوک کی پڑھیں اور
طریقۂ فقر حاصل کیا اور ذکر سیکھا اور شیخ موصوف نے فرمایا کہ تمہارا مقراض
چلانا گازرون کے جانے پر موقوف ہے جب وہاں گئے شیخ امام الدین
قدس اللہ سرہ نے فرمایا کہ میرے بھائی شیخ الاسلام امین الحق والدین نے
مجھ کو وصیت کی ہے کہ سید جلال بخاری میری ملاقات کو آتے تھے شیطان
نے راہ میں اُن سے دروغ ظاہر کیا کہ شیخ امین الدین دنیا سے گئے
اُنھوں نے مکہ معظمہ کی راہ لی جب پھرینگے آوینگے اُسوقت میرا مصلّٰی اور
میری مقراض اُنکو حوالے کرنا اور میری طرف سے خلیفہ اور مجاز کردینا
یہ کہکر شیخ امام الدین نے وصیت پر عمل کیا اور آپ نے ہر قسم کے فوائد
اُن بزرگ سے حاصل کیئے اور وہاں سے پھر کر شیخ رکن الدین سے خرقۂ
تبرک پایا اور آپ نے کل خانوادوں سے نعمت اور اجازت پائی ہے اور
سلطان فیروز کے عہد میں چند بار دہلی میں تشریف لائے ہیں اور سلطان
آپ کا نہایت معتقد تھا اور آپ کو حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ سے
نہایت محبت تھی اور فرماتے تھے کہ غوث پاک رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے
کہ خوشخبری ہو اُسکو جسنے مجھ کو دیکھا اور اُسکو جسنے میرے دیکھنے والے کو
دیکھا اور جسنے میرے دیکھنے والے کے دیکھنے والے کو دیکھا اور آپ قطب ہیں
اور سچے ہیں اور مجھ کو آپ کے پاس ارشاد سے اُمید قوی ہے کہ
حق تعالٰے مجھ پر رحمت کریگا اور فرماتے تھے کہ میں نے فلاں بزرگ کو
دیکھا ہے اور اُنھوں نے حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کو اور
شیخ موصوف نے حضرت غوث پاک کو دیکھا ہے حکایت ایک روز کسی جگہ

آگ لگی تھی آپ نے تھوڑی مٹی ہاتھ میں لیکر غوث پاک کا اسم مبارک آواز بلند سے پڑھ کر اُس مٹی کو آگ کی طرف پھینکا فوراً آگ بجھ گئی اسقدر اخبار الاخیار سے استنباط کر کے لکھا گیا آور سبع سنابل میں لکھا ہے کہ آپ کو مخدوم جہانیاں اس وجہ سے کہتے ہیں کہ ایک بار آپ عید کی رات کو حضرت شیخ بہاء الدین کے مزار مقدس پر گئے اور عیدی مانگی آواز سُنی کہ حق تعالیٰ نے تم کو خطاب دیا مخدوم جہانیاں یہی تمھاری عیدی ہے پھر حضرت شیخ صدر الدین کے مرقد مطہر پر حاضر ہو کر وہی کہا اور ویسا ہی سُنا پھر حضرت شیخ رکن الدین کی تربت شریف پر جا کر وہی سوال کیا اور اُسیطرح کا جواب پایا اُس دن سے مخدوم جہانیاں مشہور ہوئے اور آپ اکثر سیاح رہے ہیں اور آپ کے خلیفہ اور مُرید حد سے زیادہ ہیں اور کسی کتاب میں فقیر کی نظر سے گذرا ہے کہ جب آپ مدینہ منورہ میں حاضر ہوئے تو وہاں کے لوگوں نے یقین نہ کیا کہ آپ سید ہیں آپنے مزار مقدس کے سامنے جا کر عرض کیا السلام علیک یا جدی جواب آیا وعلیک السلام یا ولدی حکایت سنابل میں ہے کہ ایک بار آپ ایک شہر میں پہونچے وہاں کے لوگ اس کثرت سے آپ کے پابوسی کو آئے کہ آپ تک پہونچنا مشکل ہوا دور سے زمین کو چومتے تھے اور چلے جاتے تھے آپ یہ حال دیکھ کر جناب الٰہی میں رونے لگے اور یہ رباعی پڑھنے لگے رباعی آنہا کہ زمن خدائے من مے بینند ÷ گر میغ بینند بعجبتم بنشینند ÷ گر قصۂ خود پیش سگے برخوانم ÷ سگ دامن پوستیں زمن برچیند حکایت ایک بار آپ مکہ معظمہ میں تھے اتفاقاً ایک رات کو کعبہ آپ کی نگاہ میں نہ آیا مناجات کی کہ خداوندا آج کعبہ میری نظر میں نہیں آتا حکم ہوا کہ شیخ نصیر الدین

محمود کے طواف کو دہلی میں گیا ہے آپ نے اپنے دل میں کہا کہ سبحان اللہ
میں یہاں طواف کرنے کو آیا ہوں اور کعبہ وہاں گیا ہے بہتر یہ ہے کہ
میں بھی اُنکا طواف حاصل کروں پھر دہلی کو روانہ ہوئے اور تین باتوں
کی نیت کی ایک تو یہ کہ اُنکا طواف کرونگا دوسرے یہ کہ اُنکے وضو کا بچا ہوا
پانی پیونگا تیسرے یہ کہ اُنکی پالکی کا بانس کاندھے پر دھرونگا جب حضرت
چراغ دہلی کے پاس پہونچے تو وہ قبلہ رو وضو کر رہے تھے جسوقت
پاؤں دھونے لگے تو جانب قبلہ سے پھرے آپ بھی گھوم کر سامنے
آکر کھڑے ہوئے جب حضرت چراغ دہلی پاؤں دھو چکے پھر قبلہ رو
ہوئے آپ بھی پھر گھوم کر سامنے آگئے تب حضرت چراغ دہلی نے فرمایا
کہ طواف تو ہو چکا اور وضو کا پانی اس برتن میں ہے پی لو اور اپنا کاندھا
میری سواری کے بانس سے ملالو اسقدر کافی ہے پھر ایک چادر طلب
کی اور کہا کہ اے فرزند رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یہ خرقہ آپ کو دیتا
ہوں کہ میری جانب سے پہنیے اخبار الاخیار میں لکھا ہے کہ آپ شب برات
کو سنہ سات سو سات میں پیدا ہوئے اور اٹھتر برس اس عالم میں رہے
اور عید اضحیٰ کے دن ۷۸۵ سنہ سات سو پچاسی میں رحلت فرمائی اور سفینۃ الاولیا
میں اسقدر زیادہ ہے کہ جب آپ پیدا ہوئے تو شب جمعہ بھی تھی اور
شب برات بھی اور جب وفات فرمائی تو بدھ تھا اور آفتاب ڈوبتا تھا

آہ مراد عاشقان بود آپ کی تاریخ ہے مزار شریف ملتان کے پاس اچھ
میں ہے یہ زیارتگاہ و متبرک ہے ۔

ذکر خیر خواجہ پاک عاشق دردناک حضرت مخدوم نصیر الدین
چراغ دہلی قدس اللہ سرہٗ آپ کا اسم مبارک مخدوم نصیر الدین

اور چراغ دہلی لقب ہے اور لفظ محمود جو آپ کے اسم مبارک کے ساتھ
ملی ہوئی ہے فقیر کے نزدیک ظاہرا تخلص ہے چنانچہ آپ کے اشعار سے
واضح ہوگا اور وطن شریف اودھ ہے اور آپ مرید اور خلیفہ حضرت محبوب الٰہی
کے ہیں جب حضرت محبوب الٰہی رحلت فرمانے لگے تو آپ نے کہا کہ میں جب
آپ کا جمال نہ دیکھونگا تو دہلی میں نہ رہونگا حج کو چلا جاؤنگا اور مدینہ منورہ
میں عمر بسر کرونگا حضرت محبوب الٰہی نے یہ مصرع پڑھا ع زنہار مرو کہ با تو
کارے دارم ؛ اور فرمایا کہ ہم تم کو اپنی جگہ پر چھوڑتے ہیں دہلی کی جفا اور قفا پر
صبر کرنا جب حضرت محبوب الٰہی واصل ہوئے اور آپ سجادہ نشین ہوئے ایک
قلندر ترابی نام آیا اور بندرہ یا سترہ چھریاں آپکو ماریں آپ نے اُسکو حجرہ شریف
میں چھپایا اور رات کو بھگا دیا کہ کوئی عوض نہ لے اور کسی درویش نے لکھا
کہ رخصت ہو تو ہم بدلہ لیں آپ نے جواب لکھا سہ چوں حوالہ ایں خرابت
زجاے دیگرست ؛ ننگم آید گر بگویم کز فلاں رنجیدہ ام ؛ یہ دہلی کی جفا بھی
اور قفا یہ بھی کہ بادشاہ وقت ظالم تھا سب درویشوں سے خدمت لینا
تھا آپ کو بھی بلایا آپ نے بہت عذر کیا اور خوشامد کی اُس ظالم نے حکم دیا
کہ آپ کی ہنسلی کو چھید کر لٹکا یا فوراً خانوادۂ چشت کی تلوار جو برہنہ رہی ہے
ظاہر ہوئی آپ نے اپنی آستینوں کو بادشاہ کے سر پر رکھا آستین
کٹ گئیں اور بادشاہ بچ گیا چنانچہ اشارۃً فرماتے ہیں ابیات ایں رہ ماسوے
عدم میزند ؛ کیست دریں رہ کہ قدم میزند ؛ ہر کہ دریں راہ مجرد رواست ؛ بر سر
کونین علم میزند ؛ در دل محمود اثرے نیست زاں ؛ لاف محبت کہ ستم میزند ؛ پھر
آپ نے خدمت قبول کی سالہا سال بادشاہ کو لباس پہنایا کیے ایکدن آفتاب
ڈوبتا تھا بادشاہ نے طلب کیا آپ نے آنکھوں کو ڈبڈبا کر کے فرمایا کہ اے بندۂ خدا

بادشاہ بے مروتی کرتا ہے تو دم بھر ٹھہر جا آفتاب وہیں ٹھہر گیا آپ نے بادشاہ کو کپڑے
پہنائے اور جب بند قبا باندھنے لگے فرمایا بند نصیر الدین و کشاید غسال یعنی
نصیر الدین باندھتا ہے اور نہلانیوالا کھولیگا پھر وضو کیا اور نماز عصر پڑھی تب
آفتاب ڈوبا اور بادشاہ سوار ہوا گھوڑے نے اُسکو گرایا گردن ٹوٹ گئی امرا اور
سپاہ جمع ہوکر آمادہ ہوئے کہ سلطان فیروز تخت پر بیٹھے سلطان فیروز کسی طرح راضی نہ تھا
کہ بار مظالم سر پر یوں آپ گئے اور فرمایا کہ اے فیروز تخت پر بیٹھ اُسنے کہا کہ چند شرطوں
سے بیٹھونگا پہلے یہ کہ میرے ہاتھ سے کسی پر ظلم نہ ہو کہ میں اُسکے عذاب میں گرفتار
ہوں فرمایا فرمان ہوتا ہے کہ فیروز کے ہاتھ سے کسی پر ظلم نہ ہوگا نہ تھوڑا نہ بہت پھر
اُسنے کہا کہ جب تک میں بادشاہ رہوں قحط اور امساک باراں نہ ہو آپ نے
فرمایا ہرگز نہ ہوگا پھر اُسنے کہا کہ جب تک میں حاکم رہوں اگر کوئی بلا آنیوالی ہو تو مجھپر
آئے رعیت محفوظ رہے فرمایا حکم ہوتا ہے کہ جبوقت تک فیروز بادشاہ رہیگا
بلا نازل نہ ہوگی نہ اُسپر نہ اُسکے ملک پر تب سلطان فیروز تخت پر بیٹھا حکایت
جو بادشاہ آپکو رنج دیتا تھا اُسکا وزیر تھا عبد المقتدر نام منطق کا مصنّف تھا
جب بادشاہ کے پاس سے پھرتا کہتا کہ آؤ ملا نصیر الدین سے چند لانسلم کر لیں تب
چلیں اور ہر روز آپ کو تکلیف دیتا ایک روز آپ کے کسی مخلص نے کہا کہ عبد المقتدر
بہت رنج دیتا ہے فرمایا کہ یہ ایک مرغ ہے کہ ہمارے جال میں پھنسے گا اور یہ
وزیر اپنے گیسوں کو موتیوں کے تاروں سے گوندھواتا تھا ایک دن ایک
گدا گر آیا اور یہ بیت پڑھی ــہ سعدیا بسیار گفتن عمر ضایع کردنست ؞ وقت عذر
آوردنست استغفر اللہ العظیم ؞ فوراً اُسکا دل دنیا سے سرد ہوا مزین سے کہا کہ سر کو
بالوں سے صاف کر اُسنے کہا کہ ایک ہی گرہ باقی رہی ہے کہا اے نادان میرے
دل میں اور ہی گرہ لگی جلد صاف کر مزین نے ویسا ہی کیا اور اُسنے وہ سب بال

زر بافتہ اُسکو دیدیے اور گھر میں جا کر گھر والوں سے کہا کہ کوئی اس راہ میں میرا ساتھ دیگا اُسکی عورت نے کہا کہ میں ساتھ دونگی کہا کہ یہ راہ دشوار ہے اور فاقہ سخت مصیبت ہے اُسنے کہا کہ آخر مرنا ہے خدا کی راہ میں مرنا سب سے بہتر ہے کہا کہ چادر اوڑھ اور گھر سے نکل وہ عورت مردانہ فوراً ہمراہ ہوئی پھر شہر میں منادی کردی کہ وزیر کا گھر لوٹ لو چنانچہ اُسی دن ایسا محتاج ہوا کہ چراغ کا تیل میسر نہوا اور گھر ایسا لُٹا کہ دیواروں کی اینٹیں بھی کھد گئیں اور کتاب عوارف لیکر تیس برس قائم اللیل وصائم الدھر رہا اور سب طرح کی تکلیفیں کھینچیں کچھ نہ کھلا آخر آپ کی خدمت میں آیا اور مُرید ہوا آپ نے ایک شغل تعلیم فرمایا کہ تھوڑے ہی دنوں میں کشایش ہوئی سچ ہے ؎ ارادت نداری سعادت مجوے ۔ بچوگان خدمت تواں برد گوے ۔ اور آپ کے خلفا میں مولانا علاءالدین سندیلوی اور حضرت سید محمد گیسو دراز اور مخدوم جہانیاں قدس اللہ سرہم بہت نامی ہیں اور آپ نے کسیوقت خاص میں ایک مناجات فرمائی ہے وہ بھی لکھی جاتی ہے (الٰہی بحرمتِ آنوقت کہ محمود درویش رادر آسمان اول امامت حضرت خواندی الٰہی بحرمتِ آنوقت کہ محمود درویش رادر آسمانِ دوم براسپ زریں سوار کردی و عنان یاقوت بر دست نہادی الٰہی بحرمتِ آنوقت کہ محمود درویش را بر آسمان سوم بر خوانچہ زریں طعام دادی واز کوزۂ زریں آب خورانیدی الٰہی بحرمتِ آنوقت کہ محمود درویش را بر آسمانِ چہارم باحضرت عیسیٰ روح اللہ ملاقات دہانیدی الٰہی بحرمتِ آنوقت کہ محمود درویش رادر آسمانِ پنجم باجمال جہاں آرائے حضرت مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام آشنا گردانیدی الٰہی بحرمتِ آنوقت کہ محمود درویش را در آسمانِ ششم اشرف بقیر ذکر السلام خواندی الٰہی بحرمتِ آنوقت کہ محمود درویش را در آسمانِ ہفتم بدر سدرۃ المنتہیٰ رسانیدی وندا شنوانیدی کہ اے محمود درویش از بیم دوزخ ہانیدم و عیش جنت بتو دادم خداوندا از بیم دوزخ نمی ترسم و بعیش جنت نہ خرسندم مرا دیدہ

بخش کہ ہر نظرے بہشت سازم بخنی من النعم الذی انا فیہ بخنی من النعم الذی انا فیہ بخنی من النعم الذی انا فیہ برحمتک یا ارحم الراحمین ۔ اسقدر سبع سنابل سے لکھا گیا اور آپکے خلفا سوا اُنکے جو مذکور ہوئے اور بھی ہیں اور سب بزرگ مرتبہ ہیں جیسے حضرت سید محمد بن جعفر مکی اور حضرت علاء الدین خراسانی مصنف ماقیماں وغیرہ اخبار الاخیار میں لکھا ہے کہ ایک روز آپ کو اس بیت پر نہایت ذوق ہوا ۔ جفا بر عاشقاں گفتی نخواہم کردو ہم کردی ۔ قلم بر بیدلاں گفتی نخواہم راند وہم راندی ۔ مولانا مغیث شاعر نے ایک رسالہ لکھا کہ اس بیت کو کسی طرح حقیقت پر حمل نہیں کر سکتے جفا کو حق تعالےٰ کیطرف نسبت کرنا کفر ہے اور یہ سب لکھکر مولانا معین الدین کے پاس لے گیا اُنھوں نے وہ رسالہ آپ کے پاس بھیجا آپ نے اُنکو بلا کر دستار اور لباس مرحمت کر کے رخصت کیا پھر ایک بار آپ کی خانقاہ میں سماع تھا اور آپ اس رباعی پر نہایت رقصاں تھے رباعی ۔ طبل مغانہ دوش بیباک زدیم ۔ عالی علمش بر سر افلاک زدیم ۔ از بہر یکے مغبچہ میخوارہ ۔ صد بار کلاہ توبہ بر خاک زدیم ۔ جب بہت بیقراریاں کر چکے تب کوٹھے پر جا کر بیٹھ رہے اور فرمایا کہ مغیث کو بلاؤ مولانا مغیث بیخود ہو گیا لوگوں نے آپ کے سامنے کھڑا رکھا فرمایا ہاں مولانا کہو کہ یہ جامہ چہل سالہ تھا یہ کہا اور رخصت کیا مولانا پھر خانقاہ میں نہیں آیا اور جلد متوفی ہوا اور آپ کے ارشادات میں سے ہے کہ رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے رأیت ربی لیلۃ المعراج فی احسن صورۃ دیکھا میں نے اپنے رب کو معراج کی رات میں بہت اچھی صورت میں سو آنحضرت نے اپنی ہی صورت کو فرمایا ہے ای و کنت فی احسن صورۃ یعنی میں اُسوقت نہایت اچھی صورت میں تھا اور سوا اسکے اور معنے بھی آپ نے فرماتے ہیں الا طالب کیواسطے اسیقدر کافی ہیں اور اگرچہ صاف نہیں لکھا ہے مگر اخبار الاخیار کی عبارت سے پیدا ہوتا ہے کہ

آپ شروع میں خواہ ہمیشہ حصور رہے ہیں وفات شریف رمضان کی آٹھاردیں کو ۷۵۶ھ سات سوستاون میں واقع ہوئی اور سفینۃ الاولیا میں وقت چاشت کو زیادہ کیا ہے گل بہشت ۷۵۶ھ آپ کی تاریخ ہے مزار مبارک نئی دہلی کے باہر ہے یزار دیتبرگ ہ۔

ذکر خیر زینت قبائے شاہی سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی قدس اللہ سرہٗ آپکا اسم مبارک محمد بن احمد ہے اور سلطان المشائخ اور نظام الاولیا اور محبوب الٰہی لقب ہے اور آپ سید اور حصور تھے خواجہ علی آپ کے دادا اور خواجہ عرب آپکے نانا دونوں بخارا سے آئے اور چند روز لاہور میں رہکر بدایوں میں تشریف لائے اور مقیم ہوئے اور آپ چھوٹے ہی تھے کہ خواجہ احمد آپکے والد قضا کر گئے اُنکی قبر شریف بدایوں میں ہے جب آپ کچھ ہوشیار ہوئے کلام اللہ پڑھا اور کتابیں پڑھنے لگے بارہ برس کے تھے اور کوئی کتاب لغت کی پڑھتے تھے کہ ابوبکر نامے قوال ملتان سے آیا اور کہنے لگا کہ ملتان میں ایک درویش ہیں بہاء الدین ذکریا ایسے اور ایسے کہ جو لونڈیاں اُنکے یہاں چکی پیستی ہیں وہ بھی ذکر کرتی ہیں اور بہت سی باتیں ایسی ہی بیان کیں آپ کے دل میں کچھ اثر نہ ہوا پھر اُس نے کہا کہ ملتان سے میں اجودھن میں آیا وہاں ایک شاہ کو دیکھا ایسا اور ایسا یہ سنتے ہی آپ کے دل کو جنبش ہوئی اور محبت اور ارادت پیدا ہو گئی اُٹھتے بیٹھتے کھاتے پیتے شیخ فرید کا نام لیتے پھر دہلی میں آئے اور شمس الملک صدر ولایت کے پاس جاکر مقامات حریری کو پڑھکر ازبر کرلیا اور علم حدیث پڑھا اور آپ طالب علموں میں نظام الدین بحاث مشہور تھے یعنے بہت بحث کرنیوالے پھر بیس برس کی عمر میں حضرت شیخ فرید قدس اللہ سرہ کی خدمت میں حاضر

ہوئے اور کلام اللہ کے چھ پاروں کی قرأت سیکھی اور چھ باب عوارف کی اور تمہید ابو شکور سلمی اور سوا انکے اور کتابیں پڑھیں حکایت جب آپ حضرت فرید کی خدمت میں پہونچے تو پہلے پہل حضرت شیخ فرید نے یہ بیت پڑھی
اے آتش فراقت دلہا کباب کردہ ! سیلاب اشتیاقت جانہا خراب کردہ
آپ نے چاہا کہ کچھ حالت اشتیاق ظاہر کروں ہیبت سے کہہ نہ سکے اتنا کہا کہ میں پابوسی کا نہایت مشتاق تھا حضرت شیخ فرید نے ہراساں دیکھکر فرمایا لکل داخل دھشتہ یعنے سب در آنیوالے کو دہشت ہوتی ہے پھر اُسی دن بیعت کی اور پوچھا کہ پڑھنا چھوڑدوں اور وظائف اور نوافل میں مشغول ہوں فرمایا کہ ہم منع نہیں کرتے یہ بھی کرو وہ بھی جو غالب آوے اور فقیر کو تھوڑا سا علم چاہیے پھر خلیفہ ہو کر دہلی میں آئے حکایت جب تک حضرت شیخ فرید قدس اللہ سرہ اس عالم میں رہے آپ تین بار اُنکے پاس گئے اور رحلت کے وقت موجود نہ تھے جسطرح آپ کے پیر اور دادا پیر اپنے پیروں کی وفات میں حاضر نہ تھے پھر حکم غیبی سے شہر دہلی محلہ غیاث پور میں جہاں اب آپکا مزار ہے مقیم ہوئے خاص وعام سلاطین وامرا سب معتقد ہوئے اور سارا ہندوستان آپ کے فیوض سے بھر گیا اور آپ کے خلیفہ بہت ہیں انالجملہ آپ نے فرمایا ہے کہ میں نے چار کو خرقۂ ارادت دیا ہے باقیوں کو خرقۂ تبرک اور چونکہ شیخ فرید قدس اللہ سرہ نے فرمایا تھا کہ مجاہدہ کرتے رہنا آپ ہمیشہ ریاضت کرتے رہے اسّی برس کے سن میں برابر روزہ رکھتے اور افطار کے وقت کچھ تھوڑا سا چکھ لیتے اور سحری اکثر نہ کھاتے جب خادم عرض کرتا کہ افطار کے وقت آپ کچھ کھاتے نہیں اگر سحری بھی نہ کھائیگا تو ضعف کا کیا حال ہوگا آپ روتے اور فرماتے کہ کتنے مسکین

اور درویش مسجدوں کے گوشوں میں فاقوں سے پڑے ہونگے یہ کھانا میرے
حلق سے کیونکر اُترے اور تمام رات دروازہ حجرۂ شریف کا بند رکھتے
صبح کو آپ کی آنکھیں ایسی سُرخ ہوتیں جیسے کسی بہت بڑے مست کی حکایت
ایک دن حضرت شیخ فرید نے فرمایا کہ میں نے تمھارے لیے تھوڑی سی دنیا
بھی مانگی ہے ایک دن فرمایا جو کچھ تم مانگو گے پاؤگے اور ایک دن شیخ فرید حجرۂ
شریف میں سر برہنہ یہ رباعی پڑھتے تھے اور بار بار سجدہ کرتے تھے اور
چہرۂ مبارک متغیر تھا رباعی خواہم کہ ہمیشہ در رضائے تو زیم ÷ خاکے شوم و
بزیر پائے تو زیم ÷ مقصود من خستہ ز کونین توئی ÷ از بہر تو میرم و برائے تو
زیم ÷ حضرت محبوب الٰہی حجرۂ شریف میں گئے اور سر کو قدموں پر رکھا فرمایا
مانگو کیا مانگتے ہو آپ نے کچھ دین کی بات طلب کی شیخ فرید قدس سرہٗ نے
مرحمت کی پھر پشیمان ہوئے کہ میں نے یہ کیوں نہ مانگا کہ سماع میں مرجاؤں
اور سنابل میں لکھا ہے کہ آپ جب گانا سُنتے تب وہ وقت یاد فرماتے اور
افسوس کرتے حکایت ایک دن چند آدمی آپ کی خدمت میں گئے سب نے
آپ کے واسطے ایک ایک چیز مول لی ایک طالب علم نے تھوڑی سی خاک
اُٹھا کر پوڑیا میں باندھ لی جب آیا سب کی نذروں میں ملاکر رکھدی جب خادم
نے اُن نذروں کے ساتھ اُٹھانا چاہا آپ نے فرمایا یہ سرمۂ شریف
خاص ہماری آنکھوں کے واسطے ہے طالب علم نے توبہ کی آپ نے تسلی
دیکر فرمایا جو کچھ تم کو حاجت ہوا کرے ہم سے کہا کرو حکایت آپ فرماتے تھے
کہ جب حضرت شیخ نے مجھ کو خلیفہ کیا فرمایا حق تعالےٰ نے تجھ کو علم دیا اور
عقل دی اور عشق دیا جسمیں یہ تینوں باتیں ہونگی وہ مشائخ کی خلافت کے
قابل ہے اُس سے یہ کام خوب ہوگا اور فرماتے تھے کہ مسلمان کا دل مظہر

ربوبیت ہے قیامت میں اُسکی راحت رسانی سے زیادہ کوئی چیز پسندیدہ نہوگی
یہ سب اخبار الاخیار سے لکھا گیا حکایت سنابل میں لکھا ہے کہ ایک دن
آپ دفعۃً کھڑے ہو کر بیٹھ گئے لوگوں نے سبب پوچھا فرمایا کہ ایک کتا ادھر
سے نکلا میں نے اپنے پیر کی خانقاہ میں ایسا ہی ایک کتا دیکھا تھا اُسکی
تعظیم کو اُٹھا اور آپ نے اپنے پیر کی شان میں دو بیتیں بھی فرمائی ہیں بیت
بودی اگر نبوت بعد از نبی روا ؎ گفتی تمام خلق مرا و را پیمبر ست ؎ بیت پیر ما
پیر پیست مولانا فرید ؎ ہیچو او در خلق مولانا فرید حکایت سنابل میں ہے کہ
آپ گانا بہت سُنتے تھے اور یہ بیت اکثر پڑھتے تھے بیت از کاسۂ
رباب مرا نغمتے رسید ؎ شد آفتاب ہر کہ از و ذرہٗ چشید ؎ اور جب آپ کے
یہاں محفل سماع ہوتی تو خضر علیہ السّلام جوتوں کی پاسبانی کرنے کو تشریف
لاتے ایک بار قاضی ضیاء الدین سنامی احتساب کرنے کو آئے آپ کے
یہاں خیمہ کھڑا تھا رسیاں کاٹ دیں خیمہ نہ گرا قاضی آپ کے پاس گئے
اور کہا کہ اپنی کرامتیں ہم کو دکھلاتے ہو اور بہت سخت باتیں کہیں فرمایا جو حکم ہو
سو کروں میں مطیع ہوں کہا قوالوں کو منع کرو آپ نے مطربوں کو باز رکھا
بعد اُسکے قاضی کے دو بیٹے مرے اور آپ بیمار ہوئے حضرت محبوب الٰہی
عیادت کو گئے قاضی نے پوچھا تمنے اُس فعل بد سے توبہ کی آپ نے فرمایا
کہ میری نیت درست یہ ہے کہ حق تعالےٰ مجھ کو ہر فعل ناشائستہ سے باز رکھے
قاضی نے کہا کہ تم میں کوئی عیب نہیں سوا اسکے کہ گانا سُنتے ہو پھر قاضی دو تین
دن کے بعد مر گئے اور یہ قاضی شیخ شرف الدین پانی پتی کے پاس بھی
احتساب کرنے کو گئے تھے اُنھوں نے چند بار نگاہ تیز سے دیکھا کچھ اثر
نہ ہوا کہا شریعت کی زرہ پہنے ہوئے ہے تیر نظر دستار نہیں ہوتا صاحب

سنابل فرماتے ہیں کہ حضرت محبوب الٰہی کو بھی ایسا ہی سمجھے تھے یہ نہ سمجھے کہ ہر چند کوئی شخص زرہ پہنے ہو موت کی جگہ خالی ہوتی ہے اور خاندان چشت کی تلوار برہنہ ہے جو اُسکو دھکا دیتا ہے خواہ مخواہ زخمی ہوتا ہے

حکایت سفینۃ الاولیا میں ہے کہ آپ کی محفل میں وعظ بھی تھا اور سماع بھی اور وجد بھی قوالوں کو بلاتے تھے اور کھڑے ہو کر رقص کرتے تھے اور اگر کسی مقلد کو بھی رقصاں دیکھتے تو ادب اور تعظیم کرتے اور کھڑے ہو جاتے

حکایت اخبار الاخیار میں ہے کہ جب زمانہ وفات نزدیک آیا چالیس دن پہلے سے کھانا پینا موقوف فرمایا اور ایک وقت کی نماز چند بار پڑھتے تھے اور فرماتے تھے جاتا ہوں جاتا ہوں اور اقبال نام خادم سے فرماتے کہ اگر کچھ نقد وجنس باقی رکھا تو قیامت میں جوابدہی کرنا ہوگی اور جو کچھ تھا سب ایثار کرا دیا خادم نے ایک دن کا کھانا درویشوں کے لیے رکھ لیا تھا فرمایا کہ اس مردۂ ریگ کو کیوں رکھا ہے یہ بھی دیدے اور گھر میں جھاڑ دیدے اور مردۂ ریگ اُس چیز کو کہتے ہیں جو بے حقیقت اور ناچیز ہو پھر خدام نے عرض کیا کہ ہماری خبر کون لیگا فرمایا تم کو اتنا ملیگا کہ کفایت کریگا عرض کیا کہ ہم میں سے تقسیم کون کرے گا فرمایا جو اپنے حصے سے ہاتھ اُٹھا دے

وفات شریف طلوع آفتاب کے بعد بدھ کے دن ربیع الآخر کی اٹھارویں کو سنہ سات سو پچیس میں واقع ہوئی اور جب آپ کو مرقد مطہر میں رکھا تو خرقہ حضرت شیخ فرید کا جو آپ نے پایا تھا آپ کو پہنایا گیا اور مصلےٰ حضرت شیخ فرید کا آپ کے سر مبارک کے تلے رکھا گیا سفینۃ الاولیا میں ہے کہ عمر شریف چورانوے سال کی ہوئی اور نماز جنازہ شیخ رکن الدین ابوالفتح بن صدر الدین عارف نے پڑھائی اور کہا کہ میں ملتان سے اسی نماز کے واسطے آیا تھا

اور یہ بزرگ حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی کے پوتے ہیں مالک خلد آپ کی تاریخ ہے
اور نظم یہ ہے **قطعہ** رفت سلطان دیں نظام الدیں ؛ از جہانِ فنا بملکِ بقا ؛
گفت سال وصال شیخ عزیز ؛ آہ محبوب دل حبیب خدا ؛ مزار متبرک شہر دہلی
محلہ غیاث پور میں ہے چنانچہ اوپر گذر چکا ہے مزار متبرک ۔ **فائدہ** اگرچہ حضرت
امیر خسرو قدس اللہ سرہ داخل سلسلہ نہیں ہیں مگر چونکہ حضرت محبوب الٰہی روح اللہ
روحہ آپ کو نہایت چاہتے تھے لامحالہ دل بے اختیار ہوا کہ تھوڑا سا حال آپکا
بھی تبرکاً اس مقام پر لکھدوں سنابل میں لکھا ہے کہ جب حضرت محبوب الٰہی
واصل ہوئے قوالانِ شامی اور تاتاری آپ کے جنازۂ مبارک پر یہ غزل
سعدی علیہ الرحمۃ کی گاتے تھے **مطلع غزل** سروِ سیمینا بصحرا میروی ؛
نیک بد عہدے کہ بے ما میروی ؛ حضرت محبوب الٰہی کا ہاتھ کفن سے باہر نکلا
امیر خسرو نے قوالوں کو گانے سے باز رکھا اور کہا کہ ابھی آپ اُٹھ کھڑے
ہونگے اور رقص کرینگے اور فتنہ قائم ہوگا چھ مہینے اسکے بعد زندہ رہے اور
سخت ماتم سے زندگی بسر کرکے انتقال فرمایا حضرت شیخ رکن الدین دہلی میں
موجود تھے اپنے یاروں سے فرمایا کہ چلو امیر خسرو کے جنازے پر دعا کریں
اُنھوں نے اکثر بادشاہوں کی تعریف لکھی ہے جب آپ کے جنازے پر
آتے تو آپ اُٹھ بیٹھے اور کہا ؎ ما بہ نعمت ہاے پیر خود پسندہ کردہ ایم ؛
نیست مارا حاجتِ آمرزشِ آمرزگار ؛ یہ کہکر پھر استراحت فرمائی اور اخبار الاخیار
میں ہے کہ آپ ہر شب کو بعد عشا کے حضرت محبوب الٰہی کے خلوت خاص میں
جاتے تھے اور ہر قسم کی باتیں کیا کرتے تھے اور یاروں کی درخواستوں کو
التماس کرتے تھے اور حضرت محبوب الٰہی نے آپ سے فرمایا ہے کہ میں سب سے
تنگ آؤں حتےٰ کہ اپنی ذات سے تنگ آؤں مگر تجھ سے تنگ نہ آؤں اور ایکدن

کسی نے کہا کہ وہ نظر جو آپ کو خسرو کی طرف ہو کاش ایک بار میری طرف ہو حضرت محبوب الٰہی نے کچھ جواب نہ دیا پیچھے سے فرمایا کہ میرے دل میں آیا تھا کہ کہوں قابلیت پیدا کر اور ایک دن امیر خسرو سے فرمایا کہ تیری زندگی ہماری زندگی پر موقوف ہے ہمارے بقا کے واسطے دعا کر اور ایک دن فرمایا کہ مین بہشت مین نہ جاؤنگا جب تک تجھ کو ساتھ نہ لونگا اور ایک بار فرمایا کہ آج مجھ کو خبر دی گئی کہ قیامت میں تجھ کو محمد کاسہ لیس کہینگے اور تُرک اللہ بھی خطاب دیا ہے باقی حالات آپ کے کمالات کے کتابوں میں بہت لکھے ہیں اور حضرت محبوب الٰہی نے بھی سوا اسکے ہر قسم کی عنایتیں ہر وقت میں مبذول فرمائی ہیں اور ایک بیت اور ایک رباعی بھی انکی شان میں فرمائی ہے بیت گر زہر تُرک ترکم ارہ بر تارک نہند ٭ ترک تارک گویم وانگویم ترک تُرک رباعی خسرو کہ نظم ونثر مثلش کم خاست ٭ ملکیت ملک سخن ایں خسرو راست ٭ ایں خسرو ماست ناصر خسرو نیست ٭ زیرا کہ خدای ناصر خسرو ماست ٭ اور اسی کتاب میں ہے کہ جب حضرت سلطان المشائخ نے انتقال فرمایا امیر خسرو موجود نہ تھے سلطان تغلق کے ساتھ لکھنوتی کو گئے تھے پیچھے سے آئے اور چھ مہینے زندہ رہے اور بہت روئے اور بہت ماتم کیا چھ مہینے کے بعد رحلت فرمائی اس بیان میں اور سنابل کی عبارت میں تھوڑا سا فرق ہے تطبیق یوں ہے کہ انتقال کے وقت موجود نہونگے جب تک جنازہ مبارک آراستہ ہوا آگئے حضرت محبوب الٰہی اور آپ ایک ہی سال میں واصل الی اللہ ہوئے ہیں اور مزار بھی ایک ہی حریم میں ہے اور تاریخ بھی ایک ہے۔

ذکر خیر شیخ الاسلام فرید الانام حضرت خواجہ شیخ فرید الدین گنج شکر قدس اللہ سرہ

سیر الاقطاب میں لکھا ہے کہ آپکا اسم مبارک مسعود

ہے اور فریدالدین عطار قدس سرہ نے کسی حالت میں اپنا نام آپ کو دیا ہے اسوجہ
فریدالدین مشہور ہونے اور آپ فرخ شاہ بادشاہ کابلی کی اولاد
میں ہیں اور نسب نامہ آپ کا حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے
اور آپکی والدہ ماجدہ نہایت صالحہ اور زاہدہ مولانا وجہ الدین یا وحید الدین خجندی
کی بیٹی ہیں اور آپ ملک محمود علی غزنوی کے بھانجے بھی ہوتے ہیں جب آپکے بزرگ لوگ
منزل ہوئے تب قاضی شیب آپکے دادا ملتان کے پاس قصبہ کھتی میں آکر مقیم ہوئے
آپ ہوشیار ہو کر علوم دینی بہت جلد حاصل کر کے اور علوم پڑھنے کو ملتان گئے
اور مدرسے میں جاکر تحصیل کرنا شروع کیا کتاب نافع پڑھتے تھے کہ حضرت
خواجہ بختیار اوشی قدس اللہ سرہ کا ملتان میں گذر ہوا اتفاقاً آپ کا سامنا ہوا
پوچھا کہ کیا پڑھتے ہو کہا کہ نافع فرمایا ام کو نافع سے نہ نفع ہوگا اس بات کو سنتے ہی
آپ کو ایک بیخودی پیدا ہوئی اور معتقد ہو گئے جب حضرت خواجہ دہلی کو روانہ
ہوئے چند منزل آپ کے ساتھ رہے پھر خواجہ بختیار قدس اللہ سرہ نے
فرمایا کہ ابھی جاؤ اور چند روز اور تحصیل علم کر کے دہلی میں ہمارے پاس آنا بموجب
حکم پلیٹ گئے اور پانچ برس اور پڑھ کر دہلی میں خواجہ بختیار قدس سرہ کی خدمت
میں حاضر ہوئے **حکایت** اخبار الاخیار میں ہے کہ آپ خلیفہ حضرت
خواجہ قطب الدین کے ہیں نہایت ریاضت اور مجاہدہ کرتے تھے اور
کشف و کرامت میں یکتا تھے اور عشق و محبت میں یگانہ اور ہمیشہ فقر و فاقہ پسند
خاطر تھا اور آپ کو چھپاتے تھے اور شہر بشہر پھرتے تھے آخر اجودھن
میں جاکر آبادی سے باہر ایک مقام پر کہ وہاں کریر کے درخت بہت تھے
قیام فرمایا اور چونکہ اجودھن کے لوگ درویشوں کے منکر تھے فرمایا کہ یہ مقام
ہمارے رہنے کے قابل ہے اور اکثر جامع مسجد میں جاکر عبادت میں

مشغول رہتے اور وہاں آپ کے لڑکے بالے ہوئے اور نہایت سختیاں
کھینچیں اور بہت محنتیں اُٹھائیں الاچونکہ برہان روشن رکھتے تھے چھپ
نہ سکے اور ہمیشہ روزہ رکھتے اور افطار کے وقت ایک پیالہ شربت کا
منقّے ملاکر آپ کے سامنے لاتے دو تہائی تقسیم کر کے ایک تہائی آپ
پیتے اور کبھی اسمیں سے بھی جسکو چاہتے عنایت کرتے پھر دو مانیں گھی سے
ترکی ہوئیں لے آتے آپ تھوڑی سی کھا لیتے باقی سب کو تقسیم فرماتے
پھر دستار خوان حاضر کیا جاتا اور طرح طرح کے کھانے موجود ہوتے مگر آپ
کچھ نہ کھاتے اور لوگوں کو کھلاتے آپ جب پھر افطار کرتے تب اُسی مقدار
کھاتے اور جس کملی پر دن کو بیٹھتے تھے وہی کملی رات کو بچھا لیتے اور وہ
کملی آپ کے پاؤں تک نہ پہونچتی تھی اور حضرت چراغ دہلی نے فرمایا ہے
کہ بارہا حضرت شیخ فرید اور حضرت محبوب الٰہی نے نان زنبیل نوش فرمائی
ہے یعنے خدام جھولی لٹکا کر گدائی کر لاتے ہیں اور وہی تناول فرمائی ہے
تب ان مراتب کو پہونچے ہیں اور حضرت محبوب الٰہی فرماتے تھے کہ جس رات
کو کریر کے پھول یا اور ایسی ہی کوئی چیز جنگلی حضرت شیخ فرید کے یہاں
ہم سیر ہو کر کھاتے تو عید ہوتی ایک دن خادم عالی مرتبہ نے نمک قرض لیکر
دیگ میں ڈالا جب وہ کھانا سامنے گیا فرمایا اس کھانے میں اپنی طرف سے
کچھ داخل کیا گیا ہے اور نوش نہ فرمایا ایک دن آپ کی اہل خانہ آپ کے
پاس آئیں اور کہا کہ فلانا بیٹا تمہارا بھوک کی شدت سے مرگیا فرمایا کہ مسعود بندہ
کیا کرے جب حکم الٰہی آ پہونچے ایک رسّی اُسکے پاؤں میں باندھ کر باہر ڈال دو
ایک دن آپ بہت میلے کپڑے پہنے ہوئے تھے ایک شخص پیراہن لے آیا پہنا اور
فوراً اُتار کر شیخ نجیب الدین متوکل کو دیا اور فرمایا مجھ کو جو ذوق اسمیں تھا اُسمیں نہ ملا

حکایت جب آپ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس اللہ سرہٗ کی خدمت
میں حاضر ہوئے بموجب حکم سطے کا روزہ رکھا تیسرے دن افطار کے وقت کوئی
شخص کھانا لے آیا آپ نے ہدیہٗ غیبی سمجھ کر تنا ول کیا معدہٗ مطہر نے قبول نہ کیا
سب گر گیا خواجہ بختیار نے فرمایا کہ اے مسعود تین دن کے بعد خمار کے کھانے
سے افطار کیا عنایت الٰہی تھی کہ وہ کھانا گر گیا اب پھر روزہ رکھو آپ نے دوبارہ
روزہ رکھا تیسرے دن پہر رات گئے تک کچھ نہ آیا ضعف نے بیتاب کیا ہاتھ زمین
پر ڈالا کچھ سنگریزے اُٹھا کر مُنہ میں رکھے شکر ہو گئے فوراً تھوک دیے کہ شاید
اسمیں بھی کچھ مکر ہو دوبارہ پھر یہی ہوا تیسری بار عنایت غیبی سمجھ کر نوش فرمائے
خواجہ بختیار نے سنکر فرمایا خوب کیا وہ بیشک معاملہ غیب تھا اور تم مثل شکر کے
شیریں رہو گے اُسدن سے شکر گنج اور گنج شکر مشہور ہوئے اور یہ بھی مشہور ہے
کہ سوداگر شکر لیے ہوئے جاتے تھے آپ نے پوچھا کیا ہے کہا نمک فرمایا
نمک ہی سہی وہ شکر نمک ہو گئی جب سوداگروں نے یہ حالت دیکھی کہا وہ نمک نہ تھا
شکر تھی اور خوشامد کی آپ نے فرمایا شکر ہی سہی وہ نمک پھر شکر ہو گیا چنانچہ نواب
خانخاناں علیہ الغفران نے اُسکے موافق ایک بیت اور ایک رباعی آپکی تعریف
میں لکھی ہے کیا خوب فرمایا ہے سبحان اللہ وجزاہ اللہ ؎ کان نمک جہاں
شکر شیخ بحر و بر ﴿ آں کہ شکر نمک کند و از نمک شکر ﴿ رباعی کان نمک و گنج شکر
شیخ فرید ﴿ کز گنج شکر کان نمک گردید ﴿ در کان نمک گرد نظر گشت شکر ﴿ شیریں
تر ازیں حکایتے کس نشنید ﴿ پھر آپ اچھ میں تشریف لے گئے اور جامع مسجد کے
کنوئیں میں چلۂ معکوس کھینچا اُس کنوئیں کے کنارے پر ایک درخت تھا لوگ
ہر شب آپ کو اُس کنوئیں میں لٹکا دیتے تھے اور رسّی کو اُس درخت میں باندھ دیتے
تھے جب دن ہوتا تب نکال لیتے چالیس دن تک یونہیں کیا کیے حکایت

سیر الاقطاب میں ہے کہ آپ کے خلفا بہت ہیں جن کے نام ملفوظات میں لکھے ہیں
چنانچہ حضرت محبوب الٰہی اور حضرت شیخ علی صابر آپ کے بھانجے اور حضرت
نجیب الدین متوکل اور حضرت شیخ جمال اور مثل اُنکے قدس اللہ سرہم **حکایت**
سیر الاقطاب اور سنابل اور سفینۃ الاولیا اور اخبار الاخیار میں کسی قدر اختلافات
سے لکھا ہے کہ آپ خواجۂ بزرگ حضرت معین الدین چشتی قدس اللہ سرہ سے بھی
ملے ہیں چنانچہ سفینۃ الاولیا میں ہے کہ خواجہ بزرگ نے فرمایا کہ بختیار ایسے
شاہباز کو جال میں لایا ہے جسکا آشیانہ سدرۃ المنتہی ہے بیچ میں نہ ٹھہریگا اور
وہ یہ شمع ہے کہ فقیروں کے گھر کو روشن کرے گی **حکایت** سنابل میں
ہے کہ ہر روز ہزار بار آپ کے دل پر الہام ہوتا تھا کہ فریدا جو دہنی کیا نیکبخت
بندہ ہے اور سفینۃ الاولیا میں ہے کہ ایک دن آپ نے فرمایا کہ خدا جو کچھ کرتا
ہے وہی ہوتا ہے ایک ہاتف نے آواز دی کہ فرید جو کچھ کہتا ہے وہی ہوتا ہے
حکایت اخبار الاخیار میں ہے کہ ایک دن آپ کے سامنے سماع کی
اباحت اور حرمت کا ذکر ہوا فرمایا سبحان اللہ ایک جلا اور خاکستر ہوا اور دوسرا
ابھی تک اختلاف میں ہے اور آپ نے فرمایا ہے کہ چار چیزیں سات سو پیران
طبقات سے پوچھی گئیں سب نے ایک ہی جواب دیا سب سے زیادہ دانا کون
ہے جو گناہ کو چھوڑ دے سب سے زیادہ زیرک کون ہے جو کسی چیز پر غرور
نہ کرے یعنی فریفتہ نہ ہو سب سے زیادہ بے پروا کون ہے جو قناعت کرے
یعنے تھوڑا پاکر بہت کی فکر نہ کرے سب سے زیادہ محتاج کون ہے جو قناعت کو چھوڑ دے
اور فرمایا ہے کہ فقیر جب لباس پہنے سمجھے کہ کفن پہنتا ہوں اور فرمایا ہے کہ رسول
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا طوبی لمن شغلہ عیبہ من عیوب الناس
خوشخبری ہو اُسکو جو اپنے عیب کو دیکھکر آدمیوں کے عیبوں پر نظر کرے اور فرمایا ہے

کہ صوفی وہ ہے کہ سب چیزیں اُس سے صاف ہو جاویں اور اُسکو کوئی چیز آلودہ
نہ کرے حکایت اخبار الاخیار میں لکھا ہے کہ جب وقت وفات نزدیک آیا محرم کی
پانچویں کو بیماری نے غلبہ کیا عشا کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھ کر بیہوش ہو گئے پھر
ہوش میں آئے اور پوچھا کہ میں نے نماز پڑھی ہے لوگوں نے کہا پڑھی ہے فرمایا
ایک بار اور پڑھ لوں کون جانتا ہے کہ کیا ہوگا یہی واقعہ تین بار پیش آیا پھر فرمایا
یا حی یا قیوم اور واصل ذات ہو گئے عمر شریف پچانوے سال کی ہوئی اور ۶۶۴ سنہ
چھ سو چوسٹھ میں انتقال فرمایا اور سفینۃ الاولیا میں منگل کے دن کو زیادہ کیا ہے
واصل بخدا بود ۶۶۴ آپ کی تاریخ ہے مزار مبارک پاک پٹن میں ہے ملتان اور لاہور کے
بیچ میں یزار و یتبرک بہ۔

ذکر خیر قطب الاقطاب محبوب رب الارباب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی قدس اللہ سرہ

سیر الاقطاب میں ہے کہ نسب نامہ آپ کا
حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے اور آپ شہر اوش کے رہنے والے ہیں
آپکے پدر بزرگوار سید موسی رحمۃ اللہ علیہ آپ کو ڈیڑھ برس کا چھوڑ کر انتقال کر گئے
آپ کی ماں نے آپ کو پرورش کیا جسوقت آپ پیدا ہوئے تھے تمام گھر روشن ہو گیا
تھا ایسا کہ آپ کی ماں نے جانا کہ آفتاب نکل آیا پھر دیکھا کہ آپ نے سجدہ کیا ہے
اور اللہ جل جلالہ کہتے ہیں یہ حال دیکھ کر ڈر گئیں پھر آپ نے سر اُٹھایا اور وہ نور
آہستہ آہستہ کم ہوا اور ایک آواز آئی کہ یہ نور جو تو نے دیکھا ایک بھید ہے
اللہ کے بھیدوں میں سے ہمنے تیرے فرزند کے دل میں رکھا ہے پھر جب آپ کی
والدہ نے آپ کو مکتب میں بھیجا تو پندرہ پارے کلام اللہ کے آپ کو ازبر تھے اور
یہ نصف کلام مجید آپ کی والدہ کو یاد تھا وہ رات کو پڑھا کرتی تھیں آپ نے
اُنکے شکم مبارک میں سُنکر الہام الٰہی سے یاد کر لیا تھا حکایت جب آپ

تحصیل علوم سے فارغ ہوئے ناگہاں جذبہ الٰہی آپہونچا اور خواجۂ بزرگ قدس اللہ سرہ کے ہاتھ پر بعیت کر کے مراتب قطبیت کو پہونچے اور ہمیشہ مجاہدہ سخت اور ریاضت شدید کرتے رہے اور خرقۂ خلافت خواجہ بزرگ قدس اللہ سرہ سے پایا اور جب خواجۂ بزرگ قدس اللہ سرہ ہند میں تشریف لائے آپ بھی اُنکے اشتیاق میں پیچھے سے آپہونچے اور بغداد میں شیخ شہاب الدین سہروردی قدس اللہ سرہ سے اور ملتان میں بہاء الدین ذکریا قدس سرہ سے ملاقات کی اور ان بزرگ نے استقبال کر کے آپ کو مہمان کیا پھر دہلی میں آکر مقیم ہوئے اور خواجۂ بزرگ قدس سرہ کو عریضہ لکھا اور اجمیر شریف کو جہاں وہ مقیم تھے روانہ کیا کہ اگر حکم ہو تو حاضر ہوں چونکہ دہلی کے لوگ آپ کی جدائی سے نہایت پریشان ہوتے تھے خواجۂ بزرگ قدس اللہ سرہ نے لکھا کہ تم دہلی میں قائم رہو وہاں کے لوگ تمھاری مفارقت سے اندوہمند ہوتے ہیں اور ہم دہلی کو تمھاری پناہ میں چھوڑتے ہیں اگرچہ ظاہر میں جدائی ہے وصال روحانی حاصل ہے اور انشاءاللہ میں جلد دہلی میں آؤں گا حکایت آپ ہمیشہ نہایت مستغرق رہتے تھے سیر الاقطاب میں ہے کہ آپ کا ایک فرزند ارجمند کم سن قضا کر گیا اور جب لوگ اُسکو دفن کر چکے اور اپنے گھر میں جانے کا ارادہ کیا اور چوکھٹ کے پاس پہونچے تب رونے کی آواز سنکر جانا اور تاسف کیا حضرت شیخ بدر الدین غزنوی آپکے خلیفہ نے تاسف کا سبب پوچھا فرمایا کہ مجھکو اس لڑکے کے مرجانے کی خبر نہ تھی اگر پہلے سے معلوم ہوتا تو حق تعالےٰ سے اُسکی بقا کے واسطے دعا کرتا حکایت اخبار الاخیار میں ہے کہ جب کوئی آپ کی زیارت کو آتا تو دیر تک منتظر رہتا جب آپ استغراق سے ہوشیار ہوتے تب اُسکی طرف مخاطب ہوتے اور اگر کوئی شخص اپنا

حال یا کسی اور کا حال کہتا تو فرماتے مجھ کو معذور رکھو اور پھر مستغرق ہوجاتے
اور اگر کوئی بیٹا آپ کا انتقال کر جاتا تو آپ کو اُسوقت معلوم نہ ہوتا تھوڑی دیر
میں سُن لیتے **حکایت** ایک بنیا آپ کی خانقاہ کے پاس رہتا تھا اوایل
میں آپ اُس سے قرض لیا کرتے تھے اور اُسکو حکم کیا تھا کہ تین سو درم
سے زیادہ قرض نہ دینا چنانچہ یہی ہوا کرتا تھا اور جب نذریں آتیں ادا ہوجاتا
پھر آپ نے عہد کیا کہ قرض نہ لونگا اُس دن سے ایک قرص آپ کے مصلّے کے
تلے سے پیدا ہوتا اور سارے گھر کو کفایت کرتا اُس بنیے نے اپنی عورت کو
آپ کی اہلخانہ کے پاس بھیجا کہ کیا ناخوشی ہے جو قرض نہیں لیتے اُنھوں نے
بیان کر دیا پھر قرص پیدا نہ ہوا اسقدر اخبار الاخیار میں ہے اور اور کتابوں میں
یہ حکایت کئی طرح پر اختلافات کے ساتھ مذکور ہے اور قرص کو پارسی میں گرده
اور نان اور کاک کہتے ہیں اسوجہ سے آپ کاکی مشہور ہوئے اور بختیار
ظاہر آپ کا لقب معلوم ہوتا ہے **حکایت** اُسی کتاب میں ہے کہ اوائل میں
آپ رات کو کسی قدر آرام فرماتے تھے آخر میں بالکل سونا ترک فرمایا تھا
اور ہر شب تین ہزار بار درود پڑھتے تھے جب شادی کی تو تین دن درود ناغہ
ہوا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے رئیس نامے ایک مرد سے خواب میں فرمایا
کہ بختیار کاکی کو ہمارا اسلام پہونچاؤ اور کہو کہ جو تحفہ ہر رات کو تم بھیجتے تھے تین
دن سے نہیں پہونچا ہے **حکایت** سیر الاقطاب میں ہے کہ آپ کی محفل
میں بہت سے قاضی اور عالم احتساب کو آئے ہیں اور سب نے وجد اور رقص
لیا ہے اور آپ کے خلیفہ قاضی حمید الدین ناگوری نے بہت علما کو کرامت
سے ملزم کیا ہے اور مرزا میر خود بخود دیکھنے لگے ہیں اور علما بیہوش ہوگئے ہیں
حکایت آپ نے اپنے پیر کے ملفوظات اور حالات کو جمع کیا ہے دلیل العارفین

اُس کتاب کا نام ہے صاحب اخبار الاخیار اُسی میں سے نقل کرتے ہیں کہ جمعرات کو اجمیر کی جامع مسجد میں دولت پابُوس حاصل ہوئی سب درویش اور عزیز اہل صفہ اور جو جو مُرید تھے حاضر تھے موت کا ذکر ہوا فرمایا کہ اگر دنیا میں موت نہو تو ایک حبہ اسکی حقیقت نہیں لوگوں نے کہا کیوں فرمایا الموت جسر یوصل الحبیب الی الحبیب موت ایک پل ہے کہ پہونچاتا ہے دوست کو دوست تک پھر فرمایا دوستی وہی ہے جو دل سے ہو نہ زبان سے اور زبان کو کاٹ ڈالے جس جس چیز سے کہ جانتا ہو پھر عرش کے گرد طواف کرے اور فرمایا کہ عارف لوگ آفتاب ہیں تمام عالم پر چمکتے ہیں اور تمام عالم اُنکے نور سے روشن ہے پھر فرمایا اے درویش ہم کو یہاں لے آئے ہیں ہمارا مدفن یہیں ہوگا اور ہم چند روز میں سفر کرینگے پھر شیخ علی سنجری کو حکم کیا کہ مثال لکھ تاکہ قطب الدین دہلی میں جاوے ہمنے خلافت سجادہ قطب الدین کو دی دہلی اُسکا مقام ہے جب مثال تمام ہوئی دعاگو کے ہاتھ میں دی اس فقیر نے مُنھ زمین پر رکھا فرمایا نزدیک آؤ میں پاس گیا دستار اور کلاہ فقیر کے سر پر رکھی اور خواجہ عثمان ہارونی کا عصا میرے ہاتھ میں دیا اور خرقہ میرے بدن پر پنہایا اور مصحف اور مصلّے اور نعلین عنایت فرما کر کہا کہ ایک امانت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے ہمارے پیروں کو پہونچی ہے تجھ کو جاری کرنا چاہیے کہ قیامت میں مجھ کو اپنے پیروں سے شرمندگی نہو اس درویش نے مُنھ زمین پر رکھا اور دوگانہ ادا کیا خواجہ بزرگ نے دعاگو کے ہاتھ کو پکڑا اور آسمان کی طرف مُنھ کر کے کہا جا ہمنے خدا کو سپرد کیا اور تجھ کو ہمنے منزل پر پہونچایا پھر فرمایا چار چیزیں نفس کے واسطے موتی ہیں درویشی میں تونگری اور بھوکھ میں سیری اور اندوہ میں شادی اور دشمنی میں دوستی اور فرمایا جہاں جانا کسی کو نہ ستانا اور جہاں رہنا مرد رہنا پھر میں دہلی مین آیا اور رہا تمام عالم کے لوگ سب اُمرا اور علما

دعا گو کے مطیع ہوئے چالیس دن نہیں گذرے تھے کہ آنے والا آیا اور کہا کہ اے درویش جب تم چلے آئے خواجۂ بزرگ بیس دن اور زندہ رہے پھر رحمت الٰہی میں واصل ہوئے **فائدہ** اس بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ اجمیر شریف کو تشریف لے گئے اور اوپر گذر چکا ہے کہ خواجۂ بزرگ نے آپ کو منع کیا تھا کہ دہلی میں رہو یہاں نہ آؤ پس جاننا چاہیے کہ خواجۂ بزرگ قدس اللہ سرہ نے اوائل میں منع فرمایا تھا جب قریب الانتقال ہوئے تب خاص کر کے بُلایا چنانچہ دوسرے مقام پر سیر الاقطاب میں موجود ہے اور یہ عبارت دلیل العارفین کی بھی بعینہٖ لکھی ہے اور اسی کتاب میں ہے کہ آپ نے بائیس آدمیوں کو خلافت عطا فرمائی ہے اور آپ کے سب خلیفہ کامل اور مکمل تھے چنانچہ حضرت گنج شکر اور قاضی حمید الدین ناگوری اور شیخ بدرالدین غزنوی اور مثل انکے قدس اللہ سرہم **حکایت** اخبار الاخیار میں ہے کہ شیخ علی سنجری کے گھر میں صحبت تھی اور آپ وہاں تشریف رکھتے تھے اور یہ شیخ علی خواجۂ ہند قدس اللہ سرہ کے اعزہ میں سے تھے اور آپ کے ہمسایہ تھے اور اب اُنکی قبر بھی آپ کے جوار میں ہے اُس صحبت میں قوال یہ بیت حضرت احمد جام قدس اللہ سرہ کی گاتے تھے ؎ کشتگان خنجر تسلیم را ؛؛ ہر زماں از غیب جانِ دیگر ست ؛؛ آپ چار دن چار رات حیرت میں رہے اور ذوق بے پایاں رکھتے تھے پانچویں رات کو رحلت فرمائی سیر الاقطاب میں ہے کہ آپ ہر بار دس گز کے قریب جست فرماتے تھے اور زمین پر آتے تھے پہلے دن آپکے ہر بُن مو سے اللہ اللہ کی آواز آتی تھی اور خون ٹپکتا تھا اُس سے بھی اللہ اللہ کا نقش بن جاتا تھا دوسرے دن سبحان اللہ سبحان اللہ ہر بُن مو سے مسموع ہوتا تھا اور جو قطرہ ٹپکتا تھا اُس سے بھی یہی نقش بن جاتا تھا اور آپ کی زبان پر بھی جاری تھا اور اس مدت میں نمازوں کے وقت میں برابر نماز ادا کرتے

رہے اور پھر سماع میں مستغرق ہوجایا کیے انجام یہ ہوا کہ جب قوال پہلا مصرع کہتے
تو آپ بیدم ہوجاتے دوسرا کہتے تو جست فرماتے جب وقت وصال پہونچا تب
قوالوں کو اشارے سے منع فرمایا کہ دوسرا مصرع نہ کہو اور ایک نعرہ مارا اور واصل
ہوگئے یہ واقعہ ربیع الآخر کی چودھویں کو سنہ چھ سو تینتیس ہجری میں دوشنبہ کے دن
واقع ہوا سیر الاقطاب میں ہے کہ عمر شریف باون برس کی ہوئی اور بعض نے
لکھا ہے کہ پوری تینتس برس کی بھی نہیں ہوئی آہ معشوق اعلیٰ آپ کی تاریخ ہے
مزار مقدس پرانی دہلی میں ہے یُزارُ و یُتبرکُ بہٖ حکایت جب جنازۂ مبارک آراستہ
ہوا مولانا ابو سعید نے کہا کہ آپ نے وصیت کی تھی کہ میرے جنازے پر وہ
شخص نماز پڑھاوے جسنے کبھی حرام نہ کیا ہو اور تکبیر اولیٰ اور سنت عصر اُس سے
قضا نہ ہوئی ہو یہ سنکر سب ساکت اور قائم رہے سلطان شمس الدین التمش بادشاہ
وقت آپ کا مُرید تھا مجبور ہوکر آگے بڑھا اور کہا کہ میں نہیں چاہتا تھا کہ میرا بھید
ظاہر ہو مگر مجبوری ہے آپ کی مرضی یہی ہے پھر ایک طرف سے بادشاہ نے
اور تین طرف سے اور بزرگوں نے جنازۂ والا کو اُٹھایا اور یہ بادشاہ بھی اُسی
سال میں قضا کر گیا چنانچہ اخبار الاخیار میں ہے نور اللہ مضجعہ۔

ذکر خیر خواجہ خواجگان قطب ہندوستان حضرت معین الدین
چشتی قدس اللہ سرہ سیر الاقطاب میں ہے کہ اسم مُبارک آپ کا
معین الدین حسن ہے اور آپ کے والد بزرگوار کا نام غیاث الدین حسن
اور وطن شریف شہر سنجر اور آپ سید حسینی نہایت نجیب الطرفین ہیں اور حضرت
خواجہ عثمان ہرونی قدس سرہ کے مُرید اور خلیفہ ہیں رسول خدا صلے اللہ
علیہ وسلم کے حکم سے ہند میں تشریف لائے اور اپنی قوت باطنی سے تاریکی
کفر کو دور کر کے سارے ہندوستان کو نور اسلام سے روشن فرمایا ستر برس

کبھی بے وضو نہیں رہے مگر حوائج ضروریہ کے اوقات میں ہمیشہ آنکھیں بند کیے ہوئے مستغرق رہتے تھے نمازوں کے وقت آنکھیں کھولتے اور جس کیطرف دیکھتے ولی ہوجاتا اور جو شخص تین دن آپ کے پاس رہتا صاحب کشف و کرامت ہوجاتا اور اگر کوئی فاسق آتا تائب ہوتا اور کلام مجید کے حافظ تھے دن رات میں دو ختم کرتے اور جب ختم کر چکتے آواز آتی کہ اے معین الدین ہمنے تیرے ختم کو قبول کیا اور سماع بہت سنتے تھے اور کوئی عالم اور فقیہ آپ کی سماع کا منکر نہیں ہوا اور جو آپ کے پاس آتا صاحب سماع ہوجاتا خواجہ بختیار اوشی قدس اللہ سرہ فرماتے ہیں کہ اکثر علماے متبحر نے آپ کے ساتھ سماع سُنا ہے چنانچہ شیخ شہاب الدین سہروردی قدس اللہ سرہ اور مولانا بہاء الدین اور مولانا محمد بغدادی اور اسیطرح بہت سے اسما لکھے ہیں اور آپ صائم الدہر اور قائم اللیل تھے عشا کے وضو سے فجر پڑہتے تھے شام کے وقت ایک مثقال سوکھی روٹی پانی میں تر کر کے نوش فرماتے تھے اور دوتہ کا کپڑا بخیہ سیا ہوا پہنتے تھے اور جب پُرانا ہوتا اُسی پر پیوند لگاتے تھے اور عالم بھی تھے چنانچہ جب جذبۂ الٰہی آپہونچا تو سب ملکیت اپنی للہ دیکر سمرقند اور بخارا وغیرہ میں جا کر علم حاصل کیا پھر خواجۂ عثمان قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوئے حکایت ایکبار خواجۂ عثمان قدس سرہ کے ساتھ مکۂ معظمہ میں تھے حضرت خواجۂ عثمان قدس سرہ نے میزاب شریف کے نیچے کھڑے ہو کر آپکے واسطے دعائیں کیں آواز آئی کہ معین الدین ہمارا دوست ہے اور ہمنے اُسکو قبول کیا پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مزار پر ساتھ لے گئے اور کہا اے معین الدین سلام کر آپ نے سلام کیا جواب آیا وعلیک السلام یا قطب المشائخ پھر خواجہ عثمان قدس سرہ بغداد تشریف میں آکر معتکف ہوئے اور آپ کو سب نعمت دیکر رخصت کیا اور فرماتے تھے کہ معین الدین

ہمارا محبوب ہے اور ہم کو اُس سے اور اُسکے مرید وں سے نہایت فخر حاصل ہو **حکایت**
ایک بار مکہ معظمہ میں تھے آواز آئی کہ معین الدین ہم تجھ سے خوش ہیں اور ہم نے
تجھ کو بخشا مانگ کیا مانگتا ہے کہا خداوندا جو شخص میرے سلسلہ میں مُرید ہو اُسکو
بخشدے فرمان آیا کہ اے معین الدین تو ہمارا ہے اور جو تیرا مرید ہو یا مُریدوں کا
مُرید ہو قیامت تک ہم نے اُسکو بخشا اُس دن سے آپ فرماتے تھے کہ جتنے آدمی
میرے سلسلے میں قیامت تک مُرید ہونگے جبتک میں اُن سب کو ہمراہ نہ لے لونگا
بہشت میں پانؤں نہ رکھوں گا **حکایت** سیر الاقطاب میں ہے کہ جب آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے آپ کو ہند میں بھیجا تو شرفاے روضۂ منورہ کو حکم دیا کہ
معین الدین چشتی کو بلاؤ آپ بجو دہو کر روضۂ مقدس کے اندر گئے بہت کچھ مہربانیاں
فرمائیں اور ایک انار آپ کے ہاتھ میں دیا اُس میں تمام دنیا آپ کو نظر آئی اور اجمیر
شریف اور اُسکی پہاڑیاں سب وہیں سے دیکھ لیں اور یہاں آکر جسقدر کرامات عجیبہ
آپ سے ظاہر ہوئے ہیں بیحد ہیں کتابوں میں لکھے ہیں **حکایت** عمر شریف
ستانوے برس کی ہوئی اور بعض اقوال سے ایک سو سات برس کی اور آپ نے
بارہ تیرہ بزرگوں کو خلافت دی ہے حضرت خواجۂ قطب الدین بختیار کاکی اوشی
اور سلطان التارکین حضرت حمید الدین صوفی اور مثل انکے قدس سرہم اور
بی بی جمال حافظۂ قرآن آپ کی بیٹی کو بھی آپ سے فیض پہونچا ہے اور کتابوں سے
معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے حضرت غوث پاک سے بھی ملاقات کی ہے یہ سب سیر الاقطاب
سے لکھا گیا **حکایت** اخبار الاخیار وغیرہ میں ہے کہ آپ بیس برس خواجہ عثمان
قدس سرہ کے ساتھ اُنکا بستر سفر اور حضر میں سر پر اُٹھائے ہوئے پھرا کئے
تب خلافت پائی اور ہند میں آئے پتھورا کا وقت تھا اُسنے کسی مسلمان کو ستایا
اُس مسلمان نے آپ سے سفارش چاہی آپ نے پتھورا سے کہلا بھیجا پتھورا

نے آپ کے حکم کو قبول کیا فرمایا کہ ہمنے پتھورا کو زندہ پکڑ لیا اور لشکر اسلام
کو دیا اُسی زمانے میں معز الدین شام غزنی سے آیا پتھورا مقابل ہو کر قید ہوا
اور کفر ہندوستان سے گیا حکایت سیر الاقطاب میں ہے کہ جس رات کو
آپ نے انتقال کیا عشا پڑھ کر حجرۂ شریف میں گئے رات بھر پاے مبارک
کی آواز کانوں میں آیا کی سب نے جانا کہ تواجد فرماتے ہیں فجر کے قریب وہ
آواز بند ہوگئی جب صبح ہوئی لوگوں نے دستک دی اور پکارا کچھ جواب نہ پایا
دروازہ کھولا تو دیکھا کہ آپ فانی فی اللہ ہیں اور اس رات کو کتنے ہی آدمیوں
نے خواب میں دیکھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں اور فرماتے
ہیں کہ معین الدین حق جل وعلا کا دوست آویگا ہم اُسکے لینے کو آئے ہیں حکایت
اخبار الاخیار وغیرہ میں لکھا ہے کہ جب آپ نے انتقال کیا تو پیشانی مبارک پر
غیب سے یہ عبارت منقوش ہوگئی حبیب اللہ مات فی حب اللہ اللہ کا دوست
اللہ کی دوستی میں مرا یہ واقعہ سنہ ۶۳۲ چھ سو بتیس میں دوشنبہ کے دن واقع ہوا

وائے خواجہ اور آہ اے خواجہ آپ کی تاریخ ہے اور خواجہ زاہد میں بھی عدد
پورے ہیں مگر اس سے یہ نہیں ظاہر ہوتا کہ محض صفت ہو یا تاریخ وفات مزار شریف
اجمیر میں ہے یُزار و یتبرک بہ فائدہ فقیر کے نزدیک خواجۂ ہند قدس اللہ سرہ
کا وصال سنہ چھ سو بتیس میں اور خواجہ بختیار اوشی قدس سرہ کا سنہ چھ سو تینتیس
میں اصح ہے اور اسی کے مطابق فقیر نے تاریخیں لکھی ہیں اور یہی شجرہ
چشتیہ فخریہ کے محشی نے لکھا ہے اور جن کتابوں میں خواجہ بزرگ کا رجب کی
چھٹی کو انتقال فرمانا اور خواجۂ بختیار اوشی کا اُسی سنہ میں ربیع الاول
کی چودھویں کو لکھا ہے دلیل العارفین کی عبارت سے جو اوپر گذر چکی ہے
درست نہیں ارباب ہوش سمجھ کر ملاحظہ کرلیں اسقدر البتہ صحیح ہے کہ ایک سال

سکے اندر دونوں نے وفات پائی ہے الاسنہ ایک نہیں اور سیر الاقطاب میں
خواجہ بختیار اوشی کا وصال سنہ چھ سو پنتیس میں لکھا ہے پس یہ بھی صحیح ہو سکتا
ہے مگر مصنّف نے جو تاریخ نکالی ہے وہ او خوجہ بود ہے اسمیں سنہ
چونتیس نکلتے ہیں ایک عدد کم ہے شاید اسوجہ سے ہو کہ مورخین وفات کی
تاریخ میں ایک عدد کے کم ہونے کو مجبوری سے یا کسی استحسان سے
جائز رکھتے ہیں واللہ اعلم۔

ذکر خیر عمدۃ المتقدمین قدوۃ المتاخرین حضرت خواجہ عثمان ہرونی قدس اللہ سرہ سیر الاقطاب میں ہے کہ آپ کا
اسم مبارک خواجہ عثمان ہے اور کنیت ابو النور وطن شریف قصبۂ ہرون
اور یہ قصبہ نیشاپور کے پاس ہے اور آپ کی عمر بہت ہوئی اور آپ حضرت
حاجی شریف زندنی کے مرید اور خلیفہ ہیں اور ستر برس مجاہدہ سخت کیا ہے
چار پانچ لقمے سے زیادہ نہیں کھایا اور کبھی سیر ہو کر پانی نہیں پیا اور رات
رات بھر نہیں سوئے اور کسی مالِ دنیا سے کبھی واسطہ نہیں رکھا اور مستجاب الدعوات
تھے جو فرماتے وہی ہوتا اور عالم بھی تھے اور حافظ بھی رات دن میں دو ختم کرتے
تھے اور سماع سنتے تھے اور شور کرتے تھے اور روتے تھے ایسا کہ آدمی حیران
ہوتے اور فرماتے تھے کہ وائے اُس فقیر پر جو دن کو شکم سیر ہو کر کھاوے اور
رات کو نیند بھر کر سووے اور فرماتے تھے جسمیں یہ باتیں جمع ہوں بیشک
اُسکو خدا دوست رکھتا ہے سخاوت مثلِ دریا اور شفقت مثل آفتاب اور تواضع
مثل زمین **حکایت** جب آپ نماز پڑھ چکتے تو آواز آتی کہ ہمنے تیری نماز کو قبول
کیا مانگ کیا مانگتا ہے کہتے خداوندا سوا تیرے کچھ نہیں چاہتا حکم ہوتا کہ ہم تیرے
ہیں کچھ اور مانگ کہتے کہ خداوندا اُمت محمدی صلے اللہ علیہ وسلم کو بخشدے حکم

ہوتا کہ تیس ہزار بخشی گئی ہر نماز کے بعد یہی واقعہ پیش آتا **حکایت** جب آپ
حاجی شریف قدس سرہ کی خدمت میں پہونچے تو سر کو قدموں پر رکھا حضرت
حاجی شریف نے کُلاہ چار ترکی عنایت کی اور فرمایا پہلے دنیا اور ارباب دنیا کو
ترک کر دوسرے ہوا و ہوس کو ترک کر تیسرے جو دل چاہے اُسکو ترک کر چوتھے
رات کے سونے کو ترک کر اور جو شخص کلاہ چار ترکی سر پر رکھے اُسکو چاہیئے کہ دلکو
غیر خدا سے خالی کرے اور فقر و فاقہ اختیار کرے اور سب کو بہتر جانے آپ کو
بدتر سمجھے اور سب سے فروتنی کرے تب سب سے بہتر ہو اور جو ایسا نہ کرے اُسکو
خرقہ پہننا حرام ہے اور تین برس کے بعد اسم اعظم سکھایا اور خلیفہ کیا **حکایت**
خلیفہ وقت سہروردی تھا آپ کو سماع سننے سے منع کیا اور کہا کہ خواجہ جنید
قدس سرہ نے سماع کو ترک کیا تھا آپ بھی نہ سنیئے اور علما کو جمع کیا کہ آپ سے
مباحثہ کریں آپ تشریف لے گئے اور فرمایا کہ جنید کا ترک کرنا ہمارے واسطے
حجت نہیں جو سہروردی ہو نہ سُنے ہم چشتی ہیں ہمارے پیروں نے برابر سُنا
ہے میں نہ سنوں تو گنہگار رہوں اور قیامت تک ہمارے مُرید اور ہمارے
فرزند سُنتے رہینگے اور کوئی اہل سماع پر ظفر نہ پاویگا اور جنید نے اخوان کے
نہ ہونے سے ترک کیا اگر میرے وقت میں ہوتے کبھی ترک نہ کرتے اور باوجود
اسکے شبلی قدس سرہ جو اُنکے مُرید اور خلیفہ تھے حضرت ناصر الدین ابو یوسف
چشتی کی صحبت میں آکر سماع سُنتے تھے اور نعمتیں حاصل کرتے تھے اور فضیل برکی
حضرت ابو احمد چشتی کی سماع کا منکر ہوا تھا آخر سزا پا کر تائب ہوا اور اگر تم کہو
تو چشتیوں کی برہان ظاہر ہو علما یہ سنکر کانپنے لگے اور سارا علم بھول گئے اور
قدموں پر گر پڑے اور کہا کہ خلیفہ سہروردی ہے اس سے مباحثہ چاہتا ہے
ہماری مجال نہیں ہم پر کرم کیجیے کہ ہمنے ساری عمر تحصیل علم میں صرف کی ہے ہمارا

علم ہم کو یاد آجا دے اور اس سے زیادہ برہان چشتیوں کی کیا ہوگی کہ ہم سب بے علم ہوگئے آخر آپ نے رحم کیا اور اُن سب کا علم بدستور ہو گیا اور سب نے آپکی خدمت اختیار کی اور صاحب کمال ہوگئے خلیفہ نے یہ حال دیکھکر کہا کہ میں ہرگز منع نہیں کرتا پھر آپ نے قوّالوں کو بلایا اور سات دن برابر سماع سُنا **حکایت** خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ میرا ایک ہمسایہ آپ کا مرید تھا جب مرگیا تو میں اُسکو دفن کرکے قبر پر متوجہ ہوا دیکھا کہ فرشتگان عذاب آئے آپ بھی موجود ہوئے اور کہا کہ یہ میرا مرید ہے وہ چلے گئے اور پھر آکر کہا حکم ہوتا ہے کہ یہ مرید تمھارے خلاف عمل کرتا تھا فرمایا کہ میرا دامن پکڑا تھا حکم ہوا کہ ہمنے اسکو خواجہ عثمان کی دوستی سے بخشا اور چار بزرگوں کو آپنے خلیفہ کیا ہے حضرت خواجہ بزرگ اور شیخ نجم الدین صغری اور شیخ سعدی لنکوچی اور شیخ محمد ترک قدس اللہ اسرارہم وفات شریف شوال کی پانچویں کو سنہ ۶۰۳ چھ سو تین ہجری میں واقع ہوئی تاریخ یہ ہے **قطعہ** عارفِ پاک خواجہ عثمان ؛ رفت اے واے از جہاں ناگاہ ؛ گفت تاریخ او عزیز بفور ؛ بہ ارم شد حبیب ایزد داہ ؛ مزار شریف مکہ معظمہ میں حرم کے پاس ہے یُزار و تبرک۔

ذکر خیر مہبط انوار غیبی محرم اسرار لاریبی حضرت خواجہ حاجی شریف زندنی قدس اللہ سرہ

سیر الاقطاب میں ہے کہ آپ کا اسم مبارک حضرت حاجی شریف ہے اور لقب نیر الدین وطن شریف زندنہ ہے اور یہ قصبہ بخارا کا پرگنہ ہے آپ نہایت کامل اور مکمل تھے اور سب علما اور مشائخ آپ کو مانتے تھے اور کتنے ہی فقرا اور علما اور مشائخ نے آپ کی خدمت اختیار کی تھی ایک سو بیس سال اس عالم میں رہے چودہ برس کی عمر سے کبھی بے وضو

نہیں رہے ہمیشہ فقیری اور فاقہ کشی کو پسند کرتے اور لباس پیوند دار پہنتے جبدن
فاقہ ہوتا سو رکعت شکرانہ ادا کرتے اور کہتے کہ یہ انبیا کا رتبہ ہے بیچارہ حاجی شریف
یہ مرتبہ پاوے تو کیونکر شکر نہ کرے اور کیسے پھولے سماوے اور جب کوئی فقیر
آتا تو اُسکے پانوں پر مُنھ ملتے اور کہتے اَنَا غُلَامُ الْفُقَرَاءِ میں فقیروں کا غلام
ہوں اور دنیا دار سے بات نہ کرتے اور دولتمندوں کے گھر پر نجاتے اور
کہتے کہ اگر فقرا مجھ کو بیچ لیں تو میں راضی ہوں چالیس برس جنگل میں رہے
بھوک لگتی تو جنگلی چیزیں نوش فرما لیتے اور ساگ پات سے بے نمک افطار
کرتے اور جو شخص آپ کا پس خوردہ کھا لیتا مجذوب ہو جاتا اور جسپر نظر کرتے
صاحبِ نعمت ہو جاتا عاشق تھے سماع پر اور بہت سُنتے تھے ایک دن میں تین تین
چار چار بار اور کوئی عالم آپ کے سماع کا منکر نہیں ہوا اور اکثر علما اور مشائخ
آپ کی صحبت میں ہوتے اور سماع سنتے اور آپ سماع میں ایسا روتے تھے
کہ حاضرین بھی رونے لگتے اور بیہوش ہو جاتے اور جو آپ کے ساتھ سماع سُنتا
تارک الدنیا ہو جاتا تو لوگوں نے پوچھا کہ آپ سماع میں بے ہوش کیوں ہو جاتے
ہیں فرمایا کہ عاشق کو چاہیئے کہ جب محبوب کا ذکر سُنے تو بیقرار ہو ورنہ خام
ہے اور مبتدی ہے **حکایت** جب آپ سلطان المشائخ حضرت خواجہ قطب الدین
مودود چشتی کی خدمت میں حاضر ہوئے تو سر کو زمین پر رکھا خواجہ مودود نے
فرمایا کہ اے حاجی میں نے خدا ے عز و جل سے ایک نیکبخت کو درخواست کیا تھا
کہ میرے مقام پر لوگوں کو مُرید کرے اب جا اور خلوت میں بیٹھ آپ گئے اور خلوت
اختیار کی چند روز کے بعد کہا کہ میں خلوت کے قابل نہیں ہوں آپ توجہ خاص
مبذول فرمائیں پھر خواجہ مودود نے اسم اعظم آپ کو سکھلایا اور آپ کو علم لدنی
حاصل ہو گیا پھر فرمایا اے حاجی جو محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے مقام پر اور ہمارے پیروں

کی جگہ پر بیٹھتا ہے جاہل نہیں رہتا ہے علم لدنی اُسکو حاصل ہو جاتا ہے پھر کملی
کا خرقہ پہنایا اور اپنی جگہ پر بیٹھا کر کہا الٰہی حاجی شریف درویشی کے لائق ہے
تجھ کو یاد کرتا ہے آواز آئی کہ حاجی ہمارا دوست ہے اور ہم اُس سے راضی
ہیں پھر آپ خلوت میں بیٹھے اور خاص آپ کو آواز آئی کہ یہ خرقہ تجھ کو مبارک ہے
حکایت سلطان سنجر کو کسی نے خواب میں دیکھا پوچھا کہ کیا گذری کہا کہ فرشتگان
عذاب آئے اور لے چلے اور کوئی عمل ایسا نہ تھا کہ سزاوار کرم ہوتا ناگاہ حکم
ہوا کہ اسنے جامع دمشق میں حاجی شریف کے پانوں چومے تھے پس ہمنے اس کو
بخشا وفات شریف رجب کی دسویں تاریخ کو سنہ پانسو چوراسی ۵۸۴ میں واقع ہوئی
تاریخ یہ ہے قطعہ خواجہ پاکانِ دین حاجی شریف ؛ سوئے جنت رفت از
دارالفناء ؛ گفت تاریخ وصالِ او عزیز ؛ حق نمائے دل بمینو کردہ جا ؛ مزار
شریف زندنہ میں ہے یُزار و یُتبرک بہ ۵۸۴ اور قنوج میں جو قبر مشہور ہے وہ کسی اور
حاجی شریف کی ہے آپ کی نہیں۔

ذکر خیر مظہر کرامات صاحب مقامات حضرت خواجہ قطب الدین مودود چشتی قدس اللہ سرہٗ

آپکا اسم مبارک خواجہ قطب الدین مودود چشتی ہے اور
آپ ولی مادرزاد ہیں ایکبار لڑکپن میں دریا پر چلے گئے اور چلے آئے قدم تر نہ ہوا اور
بہت سے لوگ مُرید ہوئے اور ایکبار جس عہد میں آپ مکتب کو جایا کرتے تھے لوگوں کو
کسی وجہ سے تنگیٔ معاش تھی آپ سے کہا کہ خدا سے کچھ نعمت مانگو آپ نے آستینوں سے مصری
اور شکر گرائی اتنی کہ لوگ اُٹھانے میں عاجز ہوئے آپ کے والد حضرت خواجہ ناصر الدین
ابو یوسف چشتی نے سُنا اور منع کیا کہ ہمارے بزرگوں نے کرامات کو چھپایا ہے اور
فرمایا کہ یہ لڑکا قطب الاقطاب ہوگا اور آپ مرید اور خلیفہ اپنے والد بزرگوار کے
ہیں جب مرید ہوئے بیس برس خلوت نشیں رہے اور مجاہدہ شدید کیا پانچ چھ دن کے

بعد افطار کرتے تینتیس ۳۳ برس تک سوئے نہیں جب آپ کے والد نے آپ کو خلیفہ
کیا کملی کا خرقہ پہنایا اور فرمایا کہ یہ خرقہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم اور علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہ
کا ہے جو اسکو پہنے چاہیئے کہ ریاضت کرے اور مدح اور ذم کو برابر سمجھے پھر اسم اعظم
سکھلایا اور علم لدنی آپ کو حاصل ہو گیا جو آپ کی صحبت میں رہتا صاحب کرامت
ہو جاتا اور جو مرید ہوتا تحت الثریٰ سے عرش تک اُسپر کھول دیتے بیت المقدس
اور بلخ اور چشت میں دس ہزار آدمیوں کو آپ نے خلیفہ کیا ہے اُنمیں سے گیارہ
بزرگ نہایت اکمل ہیں جیسے حضرت حاجی شریف جنکا ذکر ہو چکا اور مریدوں کی
حد نہیں اور آپ کے مریدوں میں جو کوئی کسی مقام پر آپ کو یاد کرتا فوراً حاضر
ہو کر اُسکی مشکل کو آسان کر دیتے بارہا کعبہ شریف میں جا کر حج کیا اور پھر آئے اور
بارہا فرشتوں نے حکم الٰہی سے خانۂ کعبہ کو لا کر آپ کے پاس رکھدیا آپ نے طواف
کر لیا پھر مقام پر لے گئے چوبیس برس کی عمر میں اپنے والد کے مقام پر بیٹھے حضرت
احمد جام آپ کے والد کے ساتھ رابطۂ عظیم رکھتے تھے یہ سنکر آئے اور جانبین سے
بہت کرامتیں ظاہر ہوئیں آخر احمد جام قدس سرہ بہت خوش ہوئے اور آپ نے اُنسے
بھی اجازت پائی چنانچہ نفحات وغیرہ میں مذکور ہے اور احمد جام قدس سرہ نے
تین بار نصیحت کی کہ اگرچہ کمال حاصل ہو علم ظاہر ضرور چاہیئے پھر آپ بلخ میں علم پڑھنے کو
گئے علماے شہر نے حسد کیا اور چونکہ آپ سماع بہت سنتے تھے اور محفل عالی آراستہ
کرتے تھے اور اخوان کے لیے طرح طرح کا کھانا تیار کراتے تھے اور خود اکثر
سماع میں غائب ہو جاتے تھے اور محفل سماع کے آغاز و انجام میں قرآن پڑھتے
تھے آپ پر معترض ہوئے اور منع کیا آپ نے کہا تم لوگ سلطان ابراہیم ادہم کو اپنا
مقتدا جانتے ہو اور وہ سماع سنتے تھے میں اُنکے مُریدوں میں ہوں کیو نکر نہ سنوں
علمانے کہا کہ وہ مجتہد اور قطب تھے چند بار ہوا پر اُڑنے لگے سب نے دیکھا اگر تم بھی

ایسا کردو تو کیا مضائقہ آپ فوراً اُڑے اور اتنا بلند گئے کہ غائب ہونے لگے لوگوں
نے فریاد کی تب آہستہ آہستہ اُتر آئے ہزاروں آدمی مرید ہوئے الا اُن بجا توں
نے نہ مانا کہا یہ تو جوگی بھی کر سکتے ہیں خدا جانے یہ فعل رحمانی ہے یا شیطانی مسجد کے
دروازے پر ایک بڑا سا پتھر پڑا ہوا ہے اگر وہ تمہارے بلانے سے آوے اور تمہاری
ولایت پر گواہی دے تو ہم کو شک نہ رہے آپ نے اُسکو بلایا وہ پتھر آدھا گڑا ہوا
تھا اُکھڑ کر اُفتان و خیزاں آیا اور بولا کہ خواجہ مودود بے شک ولی ہیں اور
اُنکے سب فعل رحمانی ہیں تب اُن سب نے توبہ کی پھر بلخ سے بخارا کو چلے راہ
میں دریا پڑا ملاح کاروانیوں کو اُتارتے تھے آپ نے انتظار کر کے سواری کو دریا میں
رواں کیا اور جو فقیر اور صوفی آپ کے ساتھ تھے اُن سے فرمایا کہ پیچھے پیچھے
چلے آؤ سب اُتر گئے اہل کشتی سب قدموں پر گرے وہاں پہونچکر شیخ المشائخ
نجم الدین عمر سے علم فقہ پڑھنے لگے وہ نہایت مہربان ہوئے اور ملک الجن کے
ساتھ جو اُنکا شاگرد تھا ہم سبق کیا آپ کو اُسکے ساتھ دوستی پیدا ہوئی اور ہم عہد
ہوئے چنانچہ ابتک آپ کی اولاد کو جنات نہیں ستاتے ہیں اور جسطرح آدمی آپکے
مرید ہیں ہزاروں جنات بھی مرید ہیں اور آپ کے مزار پر اُنکے آثار پائے جاتے
ہیں حکایت خواجہ عبد الخالق غجدوانی فرماتے ہیں کہ ایک بار ایام عاشورا
میں بہت سے لوگ آپ کی خدمت میں حاضر تھے اور آپ کچھ معرفت کی باتیں
کر رہے تھے ناگاہ ایک جوان زاہد لباس مصلّٰی کاندھے پر لٹکائے ہوئے
آکر گوشہ مجلس میں بیٹھ گیا آپ نے فرمایا تو بھی پوچھ کیا پوچھتا ہے اُس جوان نے
اُٹھکر کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اتقوا فراسۃ المومن فانہ
ینظر بنور اللہ اسکے کیا معنے فرمایا اسکے معنے یہ ہیں کہ زنار کو توڑ اُسنے کہا نعوذ باللہ
میرے پاس زنّار کہاں آپ نے ایک خادم کو اشارہ کیا اُسنے اُسکا لباس اُتار لیا

ئہ زنار نکل آیا وہ جوان شرمندہ ہو کر مسلمان ہوا حکایت عمر شریف ستانوے
برس کی ہوئی جدن انتقال کرینگے بار بار دروازے کی طرف دیکھتے تھے
جیسے کوئی کسی کا منتظر ہوتا ناگاہ ایک شخص نورانی لباس آیا اور سلام کرکے
کھڑا ہوا اور پارہ حریر جس پر کچھ لکھا ہوا تھا بغل سے نکال کر آپ کو دیا آپ نے
اُسکو پڑھکر آنکھوں پر رکھا اور انتقال کر گئے جب جنازہ تیار ہوا اور لوگوں
نے نماز پڑھنا چاہا ایک آواز مہیب غیب سے آئی سب ڈر گئے ناگاہ رجال الغیب
نے حاضر ہوکر نماز پڑھی پھر جنات نے پھر مشائخ اور علما اور سب خلق اللہ
نے جب جنازہ اُٹھانا چاہا پھر ویسی ہی آواز آئی اور جنازہ آپ کا ہوا پر دوان
ہوا اور قبر تک خود بخود گیا اور آدمی پیچھے پیچھے ہمراہ رہے وفات شریف
رجب کی پہلی کو پانسو ستائیس ہجری میں واقع ہوئی تاریخ یہ ہے قطعہ
خواجہ پاک چشت قطب الدین ∴ آہ منزل گزید در تہ خاک ∴ گفتہ تاریخ ہاتفے
بعزیز ∴ پاکی آسودہ در مقامے پاک ∴ مزار شریف چشت میں ہے جواب
شاقلان کر کے مشہور ہے یُزار و یُتبرک بہ [۵۲۷] یہ سب سیر الاقطاب سے لکھا گیا۔

ذکر خیر سید الاصفیا سید الاولیا حضرت خواجہ ناصر الدین ابو یوسف چشتی قدس اللہ سرہٗ

آپ کا اسم مبارک خواجہ ناصر الدین
اور ابو یوسف کنیت ہے اور آپ حضرت ناصر الدین ابو محمد چشتی کے بھانجے
ہیں اور مرید اور خلیفہ بھی انھیں کے ہیں اور آپ کے والد بزرگوار سید محمد سمعان
سید حسینی ہیں نہایت صحیح النسب چھتیس [۳۶] سال کے تھے جب اپنے ماموں کی
جگہ پر بیٹھے جو شخص آپ کی صحبت میں رہتا ولی ہو جاتا اور اگر کوئی دولتمند
آپ کے پاس آتا آپ کا رنگ بدل جاتا اور رونے لگتے اور کہتے انا فقیر و
مسکین دو میں فقیر اور مسکین ہوں اور ہمیشہ فقیروں کے پاس بیٹھتے اور

بہت تعظیم کرتے اور کہتے کہ فقرا کو خدا نے اور رسولِ خدا نے دوست رکھا ہے کون دل ہوگا کہ اُنکے ساتھ دوستی نہ رکھے اور جو کچھ کوئی نذر لاتا فقرا کو دیدیتے اگر خدام کچھ چھپا رکھتے آپ کو حضور دل حاصل نہوتا لامحالہ تفحص کرکے خدام سے طلب کرتے اور ایثار کر دیتے حکایت جب آپ خواجہ ناصر الدین ابو محمد چشتی کی خدمت میں حاضر ہوئے سر کو قدموں پر رکھا اُنھوں نے فرمایا کہ حق تعالےٰ کا علم ایسا ہے کہ کوئی شخص دریافت نہیں کر سکتا مگر وہ آپ ہی تعلیم فرماتا ہے اور بہت مہربانی کی آپ نے تجربہ کرنے کو کچھ مسواک کے باب میں سوال کیا سات سو جواب پائے حتےٰ کہ سُنکر بیخود ہوگئے اور دسوسہ جاتا رہا اور بیعت کی پھر حضرت ابو محمد چشتی نے فرمایا کہ سات بار میرا نام لیکر آسمان کی طرف دیکھو حکم بجا لائے عرش تک نظر آنے لگا اور اسی طرح تحت الثریٰ تک دکھلا کر اسم اعظم سکھایا اور خرقہ پہنایا اور اپنی جگہ پر بٹھا کر فرمایا کہ فقر و فاقہ اختیار کرو اور فقیروں کے پاس بیٹھو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فقیر تھے اور ہمارے پیرانِ طریقت سب فقیر تھے آپ نے قبول کیا اور چار برس تنہا بیٹھے تین چار فاقوں کے بعد تین لقموں سے زیادہ نہ کھاتے اور لباس پیوندی پہنتے اور سوا فقرا اور علما اور صلحا اور مشائخ کے کسی کو اپنی محفل میں آنے نہ دیتے اور سماع بہت سنتے اگر کوئی اہل دنیا موجود ہوتا تو آپ کو ذوق سماع حاصل نہوتا سب کو رخصت کرکے چند فقیروں کو رکھ لیتے پھر گانا سنتے اور اگر اتفاقاً کوئی دنیادار آخر سماع تک ہم صحبت رہتا تو مجذوب ہو جاتا اور فاسق ولی ہو جاتا اور جب سماع سُنتے ایک نور آپ کی پیشانی سے چمکتا اور آسمان پر چڑھ جاتا سب لوگ دیکھتے اور جو مریض آتا صحت پاتا شیخ شبلی قدس سرہ پیشتر آپ کے پاس آتے اور

سماع سنتے اور جب آپ کے منھ کو دیکھتے وجد کرنے لگتے لوگوں نے سبب پوچھا
کہنے لگے کہ اے گروہ نادان تم کیا جانو جو کچھ میں اُنکے دیدار میں دیکھتا ہوں
تم کو اُسکی طاقت نہیں اگر دیکھو تو دیوانے ہو جاؤ حق تعالیٰ نے اُنپر نہایت کرم
کیا ہے **حکایت** لوگوں نے آپ سے سوال کیا کہ اگر سماع سر الٰہی ہے تو خواجہ
جنید نے کیوں توبہ کی فرمایا شیخ المشائخ شبلی اُنکے مرید اور خلیفہ میرے پاس آکر
سنتے ہیں اور اُنھوں نے اخوان کے نہونے سے ترک کیا اگر میری محفل میں آتے
ہرگز توبہ نہ کرتے اور جو کچھ سماع میں حاصل ہوتا ہے سو برس کی عبادت میں نہیں ہوتا
حکایت آپ کو کلام اللہ یاد نہ تھا اکثر اسکی فکر میں رہتے حضرت ابو محمد چشتی
کو خواب میں دیکھا فرمایا سات بار سورۂ فاتحہ پڑھو یاد ہو جاویگا چنانچہ یہی ہوا
پھر ایک رات کو آپ نے چاہا کہ قرآنِ مجید ختم کریں پانی بہت پیا تھا نفس نے
کاہلی کی بیس برس پانی نہ پیا **حکایت** پچاس برس کی عمر میں حضرت خواجہ
ابو اسحاق شامی کے مزار کے پاس اپنے ہاتھ سے ایک حجرہ بنا کر بارہ برس
مقیم رہے اسقدر حالت سُکر غالب ہوئی کہ جب خدام وضو کراتے اکثر غائب
ہو جاتے پھر حاضر ہو کر وضو کو پورا کرتے خواجہ عبد اللہ انصاری اُسی جگہ
آپ کے پاس آئے اور دیکھکر نہایت محظوظ ہوئے اور کہا کہ چشتی سب
ایسے ہی تھے خلق سے بیباک اور عالم کے سردار اور اُس صومعہ نشینی میں کسیکے
ساتھ اُنس نہیں کرتے تھے اور آبادی میں نہیں آتے تھے رجال الغیب اور
جنات ہزاروں حاضر رہتے تھے اور دو جن آپ کے مرید سانپ بنکر مقیم تھے
مخلص کو مزاحمت نہ کرتے اور بدنیت کو جانے نہ دیتے سفینۃ الاولیا میں ہے کہ
عمر شریف چوراسی برس کی ہوئی وفات شریف رجب کی تیسری تاریخ کو ۴۵۹ھ چارسو
اُنسٹھ میں واقع ہوئی اور ربیع الآخر کی چوتھی بھی لکھی ہے تاریخ یہ ہے **قطعہ**

ناصر الدین کہ بود خواجۂ پاک ؛ آہ رحلت بخلد فرمودہ ؛ سال تاریخ او نوشت
عزیز ؛ اہل آداب و مرد حق بودہ ؛ ۴۵۹ مزار شریف چشت میں ہے یُزار و یتبرک بہ۔

ذکر خیر سر حلقۂ اصحاب طریق سرگروہ ارباب تحقیق حضرت خواجہ ناصر الدین ابو محمد چشتی قدس سرہ

آپ کا اسم مبارک ناصر الدین ہے اور ہمارے خاندان کے شجرات میں ناصر محمد بھی لکھا ہے اور سیر الاقطاب میں ناصح الدین اور ابو محمد آپ کی کنیت ہے اور آپ کے والد بزرگوار حضرت قدوۃ الدین ابی احمد بن فرسنافہ چشتی آپ کی والدہ کہتی ہیں کہ جب میں حاملہ تھی تو اپنے پیٹ سے کلمۂ طیب کی آواز سنتی تھی ایک دن اپنے شوہر سے کہا فرمایا میں نے دعا کی ہے اور حق تعالےٰ نے مجھ کو بشارت دی ہے کہ ایک لڑکا ولی مادر زاد عنایت کرونگا جب پیدا ہوئے آپ کے والد نے خواب میں دیکھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اس لڑکے کا نام ہمارے نام پر رکھو اور ہمارا اسلام پہونچاؤ اور آپ نے پیدا ہوتے ہی سات بار کلمۂ طیب کو پڑھا پھر آپ کے والد نے از سر نو وضو کیا اور جا کر کہا السلام علیک آپنے جواب دیا علیک السلام یا شیخنا قل ما رؤیاک ہذہ اللیلۃ سلام تجھپر اے شیخ ہمارے کہہ کیا دیکھا ہے آج کی رات کو خواب میں اُنھوں نے کان میں رسول صلے اللہ علیہ وسلم کا سلام کہدیا آپ نے سر کو زمین پر رکھا اور آپ کے والد نے بھی سجدہ کیا اور دعا کی کہ الٰہی اس لڑکے کو ولی کامل کر حکم ہوا کہ ہم نے تیری دعا قبول کی اور اُسکو مقبول کیا پھر جب تک چھوٹے رہے نمازوں کے وقت میں لا الٰہ الا اللہ بہت کہتے اور جب کسی رات کو گھر میں چراغ نہ ہوتا تو آپ کی پیشانی ایسی چمکتی کہ اگر سوئی گم ہوئی ہوتی تو ملجاتی اور اُسی عمر سے کھانا کم کھاتے تھے جب مکتب میں گئے غیب سے آپ کی تختی پر یہ الفاظ منقوش ہو گئے

بسم اللہ الرحمن الرحیم علم القرآن رب یسر ولا تعسر وزدنی علما وفہما وتمم بالخیر
تھوڑے دنوں میں قرآن پڑھکر علوم دینی حاصل کر لیے چار برس کے سن سے
نماز جماعت پڑھتے تھے اور سات برس کی عمر میں خلوت اختیار کی اُسی وقت
سے جو کہتے سو ہوتا اور کبھی بے وضو نہ رہتے اور کافر آپ کے پاس آتا تو
مسلمان ہوتا اور مسلمان صاحب کشف ہوجاتا اور چوبیس برس کے سن میں اپنے
والد کی جگہ پر بیٹھے بارہ برس حجرۂ عبادت میں مشغول رہے سات دن کے
بعد ایک خرمے سے افطار کرتے تھے اور جب مُرید اور خلیفہ ہوئے تھے تب
ہگی سترہ برس کے تھے اور آپ کے والد نے نصیحت فرمائی تھی کہ نفقیری
اور فاقہ کشی کو عزیز رکھنا اور دنیا اور اہل دنیا کو ترک کرنا اور فقرا کی صحبت
کو واجب سمجھنا پس اُسی وقت سے ان سب باتوں پر عامل تھے **حکایت**
ایک دن آپ کے والد سماع سُنتے تھے یکایک آپ کی طرف دیکھا اور متوجہ
ہوئے آپ دیر تک ذوق میں رہے پھر بیہوش ہوگئے اور اُنھوں نے
سات دن برابر گانا سُنا فقط نمازوں کے وقت رُک جاتے تھے اور آپ
بیہوش پڑے تھے ساتویں دن اُنھوں نے قوالوں کو باز رکھا آپ نے
تھوڑی دیر کے بعد آنکھیں کھولیں اور آسمان کی طرف دیکھکر کہا قولوا قولوا
فوراً آواز سماع آنے لگی اور تین دن تک لوگوں نے نغمات غیبی سنے
پھر آپ ہوش میں آئے اور اپنے والد کے قدموں پہ گرے اور
کہا کہ یہ کشایش جو سماع میں ہے ہرگز کسی شغل میں نہیں اور سو برس کی عبادت
میں نہیں فرمایا کہ سماع یسرّ پوشیدہ ہے اور اس بھید کو چھپانا چاہیے اور
اگر میں اسکے سر کو بیان کر دوں تو سب سماع میں مبتلا ہوں اور خدا اسے
اس عطیۂ عظمےٰ کو طلب کریں **حکایت** سلطان محمود سبکتگین جب سومنات

پر حملہ آور ہوا آپ ستر برس کی عمر میں اُسکے ساتھ ہو کر جہاد کو گئے اور وہ
فتح پا کر مرید ہوا اور اُس کا بیٹا اور تمام خلق سب آپ کے معتقد تھے تین آدمیوں
کو آپ نے خلیفہ کیا ہے ایک حضرت ابو یوسف چشتی قدس سرہ دوسرے
حضرت محمد کاکو تیسرے حضرت استاد مرداں قدس اللہ سرہم وفات شریف
سنہ چار سو گیارہ ہجری میں ربیع الآخر کی چوتھی تاریخ کو واقع ہوئی عارف ازلی
بود آپ کی تاریخ ہے اور شجرہ چشتیہ فخریہ کے موافق سنہ چار سو اکیس ہیں
اس حساب سے مصرع تاریخ یہ ہے ع عارفِ پاک بود و زاہد بود ؂ مزار
شریف چشت میں ہے یزار و یتبرک بہ

ذکر خیر برہان الطریقت سلطان الحقیقت حضرت قدوۃ الدین ابی احمد بن سلطان فرسنافہ چشتی قدس اللہ سرہ

آپ کا لقب شریف
قدوۃ الدین اور ابو احمد کنیت ہے اور سلطان فرسنافہ آپ کے والد کا نام ہے
اور وہ امیر ولایت تھے جس طرح اب کابل وغیرہ میں حاکم کو امیر کہتے ہیں
اور آپ سید چشتی ہیں نہایت نجیب الطرفین سلطان فرسنافہ کی ہمشیر بڑی صالحہ
تھیں حضرت ابو اسحاق شامی چشتی اُنکے گھر میں جایا کرتے تھے ایکدن اُنسے
فرمایا کہ تمہارے بھائی کے گھر میں ایک لڑکا پیدا ہوگا نہایت عظیم الشان اُسکے
کھانے پینے میں مشکوک اور مشتبہ سے احتیاط کرنا اور آپ کی والدہ اُسوقت
میں حاملہ تھیں سلطان کی ہمشیر نے چرخہ کاتنا اور رسیاں بٹنا اختیار کیا
اور اپنی بھاوج کے مایحتاج میں خرچ کرنے لگیں معتصم باللہ کے وقت میں
آپ پیدا ہوئے جب سات برس کے ہوئے تب ایکدن حضرت ابو اسحٰق سماع
سُن رہے تھے ناگاہ اُنپر نگاہ پڑی فوراً جذبۂ الٰہی وارد ہوا اور دروازہ علم لدنی کا
کھل گیا ایسے اسرار الٰہی بیان کرنے لگے کہ علما کسب کمالات کرتے تیرہ برس کی عمر میں

اُنکے ہاتھ پر بیعت کی اور مجاہدہ سخت اختیار کیا سات دن کے بعد افطار کرتے
اور سات ہی دن کے بعد وضو کرتے اور تین لقموں سے زیادہ نہ کھاتے اور
اسیقدر پانی پیتے اور چالیس دن کے بعد بیت الخلا کو جاتے اور رات کو بے چراغ
اپنے چہرہ مبارک کی روشنی میں قرآن شریف پڑھتے حکایت بیس برس کی عمر میں
ایک دن اپنے باپ کے ساتھ شکار کو گئے اتفاقاً اُنکے ساتھ سے جُدا ہو گئے
کوہستان میں چالیس رجال الغیب کو ایک پتھر پر کھڑے ہوئے دیکھا اور حضرت
ابو اسحٰق کو اُنکے بیچ میں گھوڑے اور لباس کو چھوڑ کر موینہ پہنکر اُنکے ساتھ ہوئے
سلطان فرسانہ نے بہت تلاش کی بعد پتہ پایا آدمی بھیجے اور بلایا اور قید کیا الا
نہ گئے پھر آٹھ برس ریاضت کی تب حضرت ابو اسحٰق شامی نے خرقۂ گلیم پہنا کر اپنا
جانشین کیا اور آپ کے ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیکر قبلہ رو ہو کر دعا کی آواز آئی کہ
ہمنے احمد کو قبول کیا اور جو اُسکے پاس بیٹھے اُسکو بھی قبول کیا حکایت جب
آپ نماز تہجد سے فارغ ہوتے تو دعا کرتے کہ الٰہی گنہگاران اُمتِ محمدی
صلے اللہ علیہ وسلم کو بخشدے آواز آتی کہ ہزار آدمی بخشے گئے اور جب سماع
سُنتے جسپر نظر پڑتی صاحب کرامت ہو جاتا اور مریض تندرست ہوتا اور کافر
مسلمان اور ایسا نور آپ کے چہرۂ انور سے چمکتا کہ آسمان پر چڑھ جاتا لوگ گلیوں
سے اور گھروں سے دیکھ کر جان لیتے اور حاضر ہوتے امیر نصیر آپ کے خالو
تھے ایک دن علما نے اُنکو آمادہ کیا کہ آپ کو طلب کریں اور سماع کے باب میں
بحث ہو آپ گئے اور محمد خدابندہ آپ کے فقیر اُمی نے سب کو ساکت کر دیا
اس بات کا غلغلہ بلند ہوا ہزاروں آدمی مُرید ہوئے خواجہ سری سقطی اکثر آپکے
پاس آکر سماع سُنتے تھے اور اکثر قوال بھی مست ہو جاتے تب غیب سے آواز
سماع آتی اور لوگ سُنتے فضیل برگمی نے آپ کے سماع پر اعتراض کیا ایک

بیماری سخت میں مبتلا ہوئے اطبا علاج سے عاجز آئے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور التجا کی فرمایا کہ تو ابو احمد چشتی کے سماع پر معترض ہوا جو کوئی اُسکے فعل سے یا کسی شیخ کے فعل سے منکر ہو وہ بعینہ ہمارا منکر ہو جب تک تو اُسکے پاس جاکر توبہ نہ کریگا اچھا نہ ہو گا پھر بفضیل آپ کی صحبت میں حاضر ہوئے اور اچھے ہو گئے اور آپ حافظ بھی تھے رات کو دو ختم اور دن کو ایک ختم آپ کا وظیفہ تھا **حکایت** آپ کے والد سلطان فرسنافہ کا ایک خمخانہ تھا ایک دن اندر جاکر خموں کو توڑنا شروع کیا آپ کے والد نے کوٹھے سے دیکھا ایک پتھر بہت بڑا آپ کے اوپر پھینکا آپ نے اشارہ کیا وہ پتھر ہوا پر معلق رہگیا سلطان نے یہ حال دیکھکر آپ کے ہاتھ پر توبہ کی یہ واقعہ سنہ ۲۵۰ دوسو پچاس میں گذرا **حکایت** ایکبار آپنے آگ پر مصلےّ بچھاکر نماز پڑھی ہزاروں آتش پرست ایمان لائے اور سو آدمی انمیں سے بموجب حکم آپکے ساتھ رہے اور کامل ہوئے عمر شریف پچانوے برس کی ہوئی وفات شریف غرۂ جمادی الاخری کو سنہ ۳۵۵ تین سو پچپن میں واقع ہوئی؛ در سفینۃ الاولیا میں دسویں تاریخ لکھی ہے تاریخ یہ ہے **قطعہ** قدوۃ الدین فرسنافہ کہ بود؛ عارفِ ذاتِ خدای مطلق؛ سال اوگفت سروشے بعزیز؛ بود ما و اے ہمہ واصل حق ۳۵۵؛ مزار شریف چشت میں ہے یزار و یتبرک بہ۔

ذکر خیر مقتدائے چشت پیشوائے اہل بہشت حضرت خواجہ ابو اسحاق شامی علی چشتی قدس اللہ سرہ

آپ کا اسم مبارک شریف الدین ہے اور شمس الاولیا لقب ہے اور ابو اسحاق کنیت اور اسی کنیت سے مشہور ہیں حضرت ممشاد دینوری کے مرید اور خلیفہ ہیں کبھی چھ دن اور کبھی سات دن کے بعد افطار کرتے تین لقموں سے زیادہ نہ کھاتے اور فرماتے کہ میں نے جو لذت اشتہا میں پائی کسی شے میں نہیں جب مرید ہونیکا ارادہ کیا چالیس دن برابر استخارہ کیا آواز آئی

کہ اے ابو اسحاق علو دینوری کے پاس جا وہ ہمارا دوست ہے آپ اُنکے پاس گئے اور سر کو زمین پر رکھا اُنھوں نے سینے سے لگا لیا اور فرمایا کہ میں نے خدا سے التجا کی ہے کہ تو درویش کامل ہو اور تیرے مرید اور تیرے فرزند بھی کامل ہوں پھر مرید کر کے فرمایا کہ مجاہدہ مشائخ کا طریقہ ہے فقیری اور فاقہ کشی کے ساتھ خلوت میں جا کر خدا کو یاد کر پھر آپ اکیس دن کے بعد ذرا سی روٹی کھاتے اور تھوڑا سا پانی پیتے ایک مدت کے بعد شیخ ممشاد کو آواز آئی کہ ابو اسحاق کا کام پورا ہو چکا اور مرتبۂ اعلیٰ پر پہونچا اب اُسکو اپنا قائم مقام کرو شیخ ممشاد نے آپ کو خلیفہ کیا اور آپ کو آواز آئی کہ اے ابو اسحاق تو مقبول ہوا **حکایت** جو وقت آپ مُرید ہونے کو گئے تھے شیخ ممشاد نے پوچھا تھا کہ تمھارا نام کیا ہے آپ نے کہا کہ مجھ کو ابو اسحاق چشتی کہتے ہیں فرمایا کہ تم خواجہ چشت ہو اُسی عہد سے یہ سلسلہ آپ کے نام سے چشتیہ مشہور ہوا اور آپ کے بعد چار بزرگ چشتی اور نہایت اکمل ہوئے حضرت ابو احمد اور حضرت ابو محمد اور حضرت ابو یوسف اور حضرت خواجہ مودود پس پیرانِ چشت انھیں کو کہتے ہیں اور یہ سلسلہ انھیں کی طرف منسوب ہے **حکایت** آپ سماع بہت سُنتے تھے اور وہی فیوض اور انوار جو اور بزرگوں کے حالات میں لکھے ہیں آپ کی محفل میں پائے جاتے تھے ایکبار مینہ نہیں برستا تھا خلیفہ نے التجا کی فرمایا کہ سماع ہو پانی برسے خلیفہ نے چاہا کہ میں بھی موجود رہوں کہا کہ اگر تو سماع میں ہوگا رحمت نازل نہ ہوگی پھر سماع ہوا اور پانی برسا خلیفہ شکریہ کرنے کو آیا آپ رونے لگے کہ واللہ اعلم کیا گناہ مجھ سے ہوا ہے کہ خلیفہ بار بار آتا ہے اور مجھ کو فقیروں کی صحبت سے باز رکھتا ہے ایسا نہ ہو کہ میرا حشر دولتمندوں کے ساتھ ہو یہ کہکر بیہوش ہوگئے جب ہوش میں آئے فرمایا اللھم احینی مسکینا و امتنی مسکینا و احشرنی فی زمرۃ المساکین

خلیفہ شرمندہ ہو کر پھر گیا وفات شریف ربیع الآخر کی چودھویں تاریخ کو سنہ ۳۲۹ تین سو اُنتیس ہجری میں واقع ہوئی ہے تاریخ یہ ہے **قطعہ** افسوس کہ بو سحاق چشتی ۞ مطمورہ خاک راپسندید ۞ بنوشت عزیز سال رحلت ۞ پاکہ آمدہ باد و داد دم دید ۞ مزار شریف مقام عکہ میں ہے اور عکہ بروزن مکہ ملک شام میں ہے یزار و یتبرک ہے

ذکر خیر ولی کامل قطب مکمل حضرت شیخ ممشاد دنیوری قدس اللہ سرہٗ

آپ کا لقب کریم الدین ہے اور نام نامی ممشاد بھی لکھا ہے اور علو بھی وطن شریف دنیوریہ شہر ہمدان اور بغداد کے بیچ میں ہے اور آپ مرید اور خلیفہ حضرت ہبیرہ بصری کے ہیں اور سلسلہ سہروردیہ میں بھی آپ ہی واسطہ ہیں اور بہت درویشوں کی خدمت میں رہکر نعمت پائی ہے تیس برس مجاہدہ کیا سات دن کے بعد افطار کرتے ایک خرما اور تھوڑا پانی خشکی دہن کے دفع کرنے کو نوش فرماتے پہلے صاحب دولت تھے سب مال و متاع شرد یکر کہا کہ خداوندا اہل و عیال کو تجھ پر چھوڑتا ہوں اور مکہ معظمہ میں جاکر مشغول ہوگئے ایک دن ایک آدمی کھانے کا خوان سر پر رکھے ہوئے آیا اور سلام کیا آپنے پوچھا تو کون ہے کہا کہ رجال الغیب میں سے ہوں حقتعالےٰ نے یہ کھانا تجھ کو اور تیرے اہل و عیال کو بھیجا ہے اور ہمیشہ اسکے پہونچانے پر مامور ہوا ہوں تم مشغول رہو آپ نے شکر کیا اور لباس پیوندی پہنتے تھے اور فقرا کو عزیز رکھتے تھے اور خدا کے ڈر سے اتنا روتے کہ بیہوش ہو جاتے حضرت خضر آپ سے صحبت تھے اُنکے اشارت سے حضرت ہبیرہ بصری کے پاس جاکر مرید ہوگئے فرمایا کہ میں نے خدا سے التجا کی ہے کہ تو میرے مقام پر بیٹھے اور مرید کرے پھر خلوت میں بٹھلایا تحت الثریٰ سے عرش تک کھل گیا فرمایا کہ یہ ابتدیوں کا

مرتبہ ہے اور منتہی لوگ اگر لوحِ محفوظ کو دیکھتے ہیں تو جانتے ہیں کہ کچھ نہیں دیکھا پھر
ایکدن آپکے ہاتھ کو پکڑ کر کہا الٰہی علو کو درویشوں کے مقام میں پہونچا دے آپ
فوراً بیہوش ہو گئے حضرت ہبیرہ نے لعاب دہن آپ کے منھ میں گرایا ہوش میں آئے
چالیس بار یہی واقعہ پیش آیا پھر سر کو زمین پر رکھا اور کہا کہ تینتیس برس کی ریاضت
میں یہ بات حاصل نہ ہوئی جو آپ کی عنایت سے ایکدم میں حاصل ہوئی پھر حضرت
ہبیرہ نے خرقہ وگلیم پہنا کر اپنے مقام پر بٹھلا کر اور آپ جسکو مرید کرتے پہلے مراقبہ
کرتے جب حکم ہوتا تب ہاتھ کھولتے اور عرش تک اُسپر کھولدیتے اور آپ نے
قیلولہ کبھی نہیں کیا اور چارپائی پر کبھی نہیں سوئے اور حافظ بھی تھے اکثر تلاوت
میں رہتے اور جب سے پیدا ہوئے دن کو دودھ نہیں پیا اور جب سے ہوشیار
ہوئے دائم الصوم رہے اور سماع بہت سنتے تھے اور پیرانِ طریقت کے
عُرسوں کی مجلس کرتے اور کھانا سبکو یکساں کھلاتے اور سماع کو سنت
رسول خدا اور سنت علی مرتضیٰ اور سنت پیران طریقت فرماتے اور آپ نے
فرمایا ہے کہ چالیس برس سے بہشت کو اور اُسکی نعمتوں کو میرے روبرو
کرتے ہیں میں نے اتبک گوشۂ چشم سے نہیں دیکھا ہے ایک دن آپ اپنے
گھر سے نکلکر باہر آئے اور کہا لا الٰہ الا اللہ ایک کتا کھڑا تھا سنتے ہی اسی جگہ پر
مرگیا جب انتقال فرماتے تھے کسی نے کہا کہو لا الٰہ الا اللہ آپ نے منھ کو دیوار
کی طرف پھیر لیا اور فرمایا میرا وجود تجھ میں فنا ہوگیا جو تجھ کو دوست رکھتا ہے
اُسکا حال یہی ہوتا ہے تین بزرگ آپ کے خلیفہ ہیں حضرت خواجۂ ابو اسحاق
اور حضرت خواجۂ ابو عامر اور حضرت شیخ احمد دینوری صاحب سلسلہ سہروردیہ
وفات شریف دوسو ننانوے ۲۹۹ میں محرم کی چودھویں کو واقع ہوئی تاریخ یہ ہے
قطعہ خواجۂ آفاقیاں ممشاد پاک ٭ رفت از دنیا بعقبیٰ یک بپے ٭ گفت تاریخ

وفاتِ اوعزیز ، ہادی راہِ الٰہی بود ہے ، مزار شریف عکہ میں ہے۔

ذکر خیر خلاصۃ العاشقین سلالۃ العارفین حضرت خواجہ ہبیرہ بصری قدس اللہ سرہ

آپ کا لقب امین الدین ہے اور اسم مبارک ہبیرہ وطن شریف بصرہ ایک سوتیس برس دنیا میں رہے سترہ برس کی عمر میں فاضل ہوئے اور چند سال میں قرآن شریف کو یاد کر لیا ہر روز دو ختم کرتے تھے اور کبھی بے وضو نہ رہتے تھے تیس برس ریاضت کر کے اپنی بیمرادی پر روئے اور کہا کہ خداوندا ہبیرہ تیری محبت میں جلتا ہے اور شکستہ دل ہو کر امیدوار بخشائش ہے حکم ہوا کہ ہمنے تجھ کو بخشا حذیفہ مرعشی کی خدمت میں حاضر ہو پھر آپ اُنکے پاس گئے اور سر کو زمین پر رکھا اُنھوں نے بہت تعظیم کی اور فرمایا کہ اے ہبیرہ تیس برس تو نے ریاضت کی حکم الٰہی یہی تھا اور اسمیں بہت اثر ہے مگر کوئی خودی کے ساتھ خدا کو نہیں پاتا پھر ایک ہفتہ میں مقرب ہو گئے اور ایک سال کے بعد خرقہ خلافت پایا اور آواز آئی کہ اے ہبیرہ ہمنے تجھ کو قبول کیا اور جس دن سے آپ نے خرقہ پہنا نمک اور شکر کو نہیں چکھا اور فرماتے تھے کہ جب میں نے خرقہ پہنا ہے تب روح مقدس پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی اور روحیں پیران طریقت کی حاضر تھیں اور سب نے میرے واسطے دعا کی اور میں روتا تھا کہ مجھسے کوئی فعل خرقۂ فقر کے خلاف سرزد نہو اور ہمیشہ اتنا روتے تھے کہ کبھی کبھی خون ٹپکنے لگتا اور لوگ جانتے کہ ہلاک ہو جاوینگے اور پانچ چھ دن کے بعد افطار کرتے اور کہتے کہ الٰہی اگر تو ہبیرہ سے افطار کا حساب لیگا تو اُسکو جوابدہی کی طاقت نہیں ایک بار حکم ہوا کہ ہمنے تجھ کو بخشا اور تیرے حساب کو آسان کیا اور ہمیشہ صومعہ نشین رہتے اور اہل دنیا کے پاس نہ جاتے اور اُن کے گھر کے کھانے کو نہ کھاتے اور فرماتے کہ یہ کھانا دل کو سیاہ کرتا ہے اور رات

پھر ذکر کرتے اور فقیروں کے ساتھ کھانا کھاتے اور کسب حلال کا خیال رکھتے
اور تین لقموں سے زیادہ نہ کھاتے اور فرماتے کہ درویش کو سب سے بے گانہ
رہنا چاہیئے اور کسی کی مدح و ذم سے مسرور و محزون نہ ہونا چاہیئے ایک دن
ایک شخص ہزار دینار آپ کے پاس لایا بیہوش ہوگئے پانی مُنھ پر چھڑکا گیا تب
ہوش میں آئے لوگوں نے پوچھا کیا ہوا فرمایا جو شخص محبت کا خواہاں ہو جب
اُسکے سامنے شے غیر مطلوب کو لے آویں تو اُسکا جینا اور مرنا برابر ہے درویش
کو فقر و فاقہ چاہیئے دینار و درم سے کیا نسبت پھر فرمایا اعوذ باللہ من الدنیا
ومن اہل الدنیا ومن الشیطان الرجیم وفات شریف شوال کی ساتویں کو سنہ ۲۸۷
دو سو ستاسی ہجری میں واقع ہوئی مربی پاک بود آپ کی تاریخ ہے مرقد شریف
شہر بصرہ میں ہے یزار ویتبرک بہ۔

ذکر خیر امام درویشاں قبلہ تجردکیشاں حضرت خواجہ حذیفہ مرعشی[1]

قدس اللہ سرہ آپ کا لقب سدید الدین ہے چھوٹے سین سے اور حذیفہ
آپ کا نام ہے اور مرعش آپ کا وطن ہے اور آپ عالم اور فقیہ تھے اور سات
برس کی عمر میں ساتوں قرأت کے حافظ تھے اور دن رات میں دو ختم کرتے تھے
اور سولہ برس کی عمر میں علم لدنی سے بہرہ یاب ہوئے اور پانچ چھ دن یا تین چار
دن کے بعد تین لقموں سے افطار کرتے اور فرماتے کہ درویش کی غذا لاالٰہ الااللہ
کا ذکر ہے اور کہتے کہ جس درویش کے پاس روپیہ دیکھو اُسکے پاس نہ بیٹھو اور
جو درویش شکم سیر ہو کر کھاوے وہ شکم بندہ اور خام ہے خواجہ خضر کے ہم صحبت تھے
انھیں کی رہنمائی سے سلطان ابراہیم ادہم بلخی قدس اللہ سرہ کی خدمت میں حاضر
ہوئے اور سر کو زمین پر رکھا آپ نے ہم آغوش فرمایا اور خاطر جمع کی کہ جلد کشائش ہوگی
چھ مہینے اُنکے پاس رہے چھ بار افطار کیا پھر سلطان ابراہیم ادہم نے خرقہ پہنا کر اپنے

[1] [illegible]

مقام پر مقیم کیا اور ترک دنیا اور ارباب دنیا کے باب میں تاکید فرمائی اور آپ نے
فضیل عیاض اور بایزید بسطامی قدس اللہ سرہما کو دیکھا ہے اور اُن دونوں نے
فرمایا ہے کہ حذیفہ مرد خدا ہے اور شیخ کامل ہوگا اور آپ نے علم سلوک میں کتابیں
تصنیف کی ہیں اور ہمیشہ پلاس پہنتے تھے اور بہت روتے تھے کسی نے پوچھا آپ
اسقدر کیوں روتے ہیں کہا حق تعالے نے فرمایا ہے فریق فی الجنۃ و فریق فی السعیر
واللہ اعلم میں کن میں سے ہوں کہا پھر مرید کیوں کرتے ہو آپ ایک نعرہ مار کر بیہوش
ہوگئے جب آپ ہوش میں آئے غیب سے آواز آئی کہ اے حذیفہ ہم تجھ کو دوست رکھتے
ہیں اور ہمنے تجھ کو قبول کیا محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بہشت میں داخل کریں گے
یہ آواز سب حاضرین نے سُنی تین سو کافر وہاں موجود تھے سب مسلمان ہوئے
اور جب رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے مزار مقدس پر گئے تب آپ سے ملاقات
ہوئی اور یہی بشارت پائی اور آپ ہمیشہ فقرا کے پاس بیٹھتے تھے اور جب کوئی
دنیا دار تارک ہو کر آپکے پاس آتا چالیس دن کے بعد سامنے بلاتے اور کہتے آؤ
اے ولی اللہ سب پیغمبر فقیر تھے اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ فقیر تھے ایکبار
کچھ لوگوں نے بیوجہ آپکو تنگ کیا ایک آہ کھینچی سب جل گئے اور آپ مجرد اور حصور تھے
اور فرماتے تھے کہ بدکاروں کے ہدایا کو قبول نہ کرو ورنہ معلوم ہوا کہ تم اُنکے فعل
سے راضی ہو وفات شریف شوال کی چوتھی کو سنہ ۲۵۲ دوسو باون ہجری میں واقع
ہوئی قطعہ خواجۂ عاشقاں حذیفۂ پاک ؛ ناگہاں رحلت از جہاں فرمود ؛
گفت تاریخ او ملک بہ تمیز ؛ وہ امام اجلۂ حق بود ؛ مزار شریف شہر بصرہ میں ہے
۲۵۲
یزار و یتبرک بہ ۔

ذکر خیر سلطان الاولیا برہان الاتقیا حضرت خواجۂ ابراہیم ادہم بلخی قدس اللہ سرہ

آپ کا اسم مبارک سلطان ابراہیم ہے اور ادہم آپکے

والد کا نام ہے اور آپ بلخ وبخارا کے بادشاہ تھے اور ادہم کا بادشاہ کی بیٹی پر
عاشق ہونا اور انجام میں نکاح کے بعد آپ کا پیدا ہونا جسطرح ارباب سیر نے
لکھا ہے مشہور ہے اور آپ حضرت امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی اولاد
میں ہیں بادشاہی کو ترک کر کے فقیر ہو گئے اور آپ کا تارک ہونا بھی خاص وعام
کی زبانوں پر ہے اور یہ سب حالات طویل ہیں اور آپ چار یا پانچ فاقوں کے
بعد جنگل کے میووں سے یا ترکاریوں سے یا پتیوں سے بے نمک افطار کرتے
تھے اور رات بھر جاگتے تھے اور فقرا کے پاس بیٹھتے تھے اور پیوند دار کپڑے
پہنتے تھے اور برہنہ پا پھرتے تھے اور کسی کی نذر کو قبول نہیں کرتے تھے
اور اشد مجاہدہ فرماتے تھے اور جب فاقہ ہوتا نماز شکرانہ بہت ادا کرتے اور
فرماتے تھے کہ جو شخص خدا کو دوست رکھے چاہیئے کہ خوشی کو اور لذت زبان کو اور
سب حواسوں کی لذتوں کو ترک کرے اور شکستگی حاصل کرے حضرت امام اعظم
کوفی آپ کو سیدنا وسندنا کہتے تھے لوگوں نے کہا کہ وہ سید کہاں سے ہوئے
فرمایا کہ وہ رات دن خدا کے ساتھ مشغول ہیں اور ہم لوگ اور کام بھی کرتے
ہیں اور حضرت جنید بغدادی قدس اللہ سرہ آپ کو مفاتیح العلوم کہتے تھے
یعنے علموں کی کنجیاں اور حضرت الیاس اور حضرت خضر آپ کے تعلیم کرنے کو
آیا کیے ہیں اور آپ حضرت فضیل عیاض کے مرید اور خلیفہ ہیں اور کتابیں
آپ کے حالات سے پر ہیں حکایت ایک دن آپ ایک پہاڑ پر اپنے یاروں
سے کہتے تھے کہ اگر ولی اللہ پہاڑ سے کہے کہ چل تو چلنے لگے فوراً وہ پہاڑ
جنبش میں آیا آپ نے پانوں اسپر مارا اور فرمایا کہ ٹھہر جا میں نے تمثیلاً بات
کہی ہے اور دو بزرگوں کو آپ نے خلیفہ کیا ہے حضرت حذیفہ کو جن کا ذکر
اوپر ہو چکا ہے اور حضرت شقیق بلخی کو قدس اللہ سرہم اور آخر عمر میں آپ

چھپے پھرتے تھے ایک مقام پر مقیم نہ تھے ملک شام میں حضرت لوط پیغمبر علیہ السلام
کے مرقد مقدس کے پاس کسی غار میں وفات پائی وہیں مدفون ہوئے اور جب
آپکا وصال ہوا منادی غیب نے آواز دی الا ان امام الارض قد مات آگاہ
ہو ہر آئینہ امام زمین کا مر گیا سنہ وصال کتابوں میں مختلف ہیں فقیر نے اگرچہ
اکثر حالات سیر الاقطاب سے لکھے ہیں الا ان سنوں کو نفحات سے اختیار کر کے
ایک سو چھیاسٹھ کو تاریخ میں داخل کیا ہے **قطعہ** آں ابراہیم خواجہ پاک ∴
چوں خاک زمیں گزید ناگاہ ∵ گفتم عزیز مصرع سال ∵ محبوب الٰہی و محب اللہ ∴

ذکر خیر سرآمد اہل اللہ پیشرو قافلہ درد و آہ حضرت خواجہ فضیل عیاض قدس اللہ سرہ

آپ کا اسم مبارک فضیل ہے اور ابو علی
اور ابو الفیض آپ کی کنیت ہے اور عیاض آپ کے والد کا نام ہے پہلے آپ
راہزنی کرتے تھے اور اس گروہ کے سرغنہ تھے جو کچھ وہ لوگ لے آتے آپکے
سامنے رکھدیتے اور آپ جسکے مال و اسباب کو لیتے اُسکا نام اور پتہ لکھ رکھتے
ایک دن ایک قافلہ جاتا تھا اُسکو لوٹا اتفاقاً کسی قاری نے یہ آیت پڑھی الم
یان للذین آمنوا ان تخشع قلوبہم لذکر اللہ آپ کے دل میں اثر پیدا ہوا اور
ساتھیوں کو چھوڑ کر جنگل کو چلے گئے ناگاہ ایک اور قافلہ آتا تھا اور لوگ کہتے
تھے کہ فضیل راہ میں ہے بچے رہنا آپ نے سُنا فرمایا خوشخبری ہو تمکو فضیل نے
توبہ کی اب وہ تم سے بھاگتا ہے جیسے تم اُس سے بھاگتے تھے پھر آپ نے
جس جس کا مال لیا تھا اُسکے پاس جا کر اُسکو راضی کیا ایک یہودی راضی نہوا
کہنے لگا کہ میرے پاس سونا بہت سا تھا آپ نے قسم کھائی اُسنے کہا میں نے بھی
قسم کھائی ہے کہ جب تک تو میرا سونا نہ لاویگا میں راضی نہونگا جب آپ نے خوشامد کی
اُسنے کہا میری ہمیانی سونے سے بھری ہوئی طاق پر رکھی ہے اُسکو اُٹھا لا

اور میرے ہاتھ میں دیدے کہ میری قسم چھوٹی تو آپ گئے اور اُس ہمیانی کو لا کر
کھولا اور سونے کو اُسکے سامنے ڈھیر کر دیا اُسنے کہا کہ تیرا دین کیا ہے پہلے اُسکو
بیان کر تب میں خوش ہونگا آپ نے کہا تو نے کیا دیکھا جو مسلمان ہوتا ہے کہا
میں نے توریت میں دیکھا تھا کہ جو کوئی محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں سچ
سچ توبہ کریگا مٹی اُسکے ہاتھ میں سونا ہو جاویگی اور یہ ہمیانی میری ریت سے بھری
ہوئی تھی پھر وہ یہودی مسلمان ہوا اور آپ حضرت امام اعظم کوفی اور بہت سے
اولیا کے ساتھ ہم صحبت رہے ہیں آخر میں حضرت حسن بصری کے پاس چلے
راہ میں سُنا کہ وہ انتقال کر گئے بہت روئے کسی نے کہا کہ عبد الواحد بن زید
اُنکے خلیفہ ہیں اور آج مثل اُنکے کوئی مرد خدا نہیں اور خرقہ حضرت علی مرتضیٰ اور
محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا پہنے ہوئے ہیں پھر آپ اُن کی خدمت میں جا کر
مرید ہوئے اور خلافت پائی اور حضرت عبد الواحد نے فرمایا کہ سب چیزوں
سے انکار کرا اور بیخودی اور خاموشی کو اختیار کرا اور اپنے گناہوں کے ماتم
میں رہ اور خدا ے عزوجل کو سب جگہ حاضر و ناظر سمجھ کہ آج سے تیرا نام محبانِ
خدا میں لکھا گیا اور آپنے ابو الغیاث بن منصور سے بھی اجازت پائی ہے اور
یہ سلسلہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے اور آپ ہمیشہ پلاس پہنتے
تھے اور صائم الدہر تھے چار پانچ فاقوں کے بعد کچھ نوش فرماتے اور
پانسو رکعت اور دو قرآن ہر روز پڑھتے اور فاقہ ہوتا تو سو رکعت شکرانہ
پڑھتے اور اتنا روتے تھے کہ جو دیکھتا وہ بھی رونے لگتا اور اہل دنیا کے
مُنھ کو نہ دیکھتے اور اُس راہ میں نہ جاتے اگر گذر ہو جاتا تو وہ لباس جو پہنے
ہوتے اُتار کر فقرا کو دیدیتے کہ اُس راہ کی گرد اُسپر پڑی ہے اور فرماتے
کہ میں بیماری کو دوست رکھتا ہوں تا کہ جماعت کو نہ جاؤں اور لوگوں سے نہ ملوں

اور منت پذیر ہوں اگر میں بیمار ہوں اور کوئی میرے پوچھنے کو نہ آوے اور جب
رات آتی بہت خوش ہوتے کہ خلوت بے تفرقہ ہے اور جب دن ہوتا آپ کو
چھپاتے اور فرماتے جسکو تنہائی سے وحشت ہو اور خلق اللہ کے ساتھ اُنس ہو
وہ سلامتی سے دور ہے ابو علی رازیؒ کہتے ہیں کہ میں تیس برس آپ کے
پاس رہا کبھی مسکراتے ہوئے نہ دیکھا مگر جدن شیخ علی نے انتقال کیا اور
وہ آپ کے بیٹے تھے چاہ زمزم کے پاس بیٹھے تھے ناگاہ کسی نے یہ
آیت پڑھی ویوم القیلمۃ تری المجرمین الخ وہ فوراً قضا کر گئے میں نے پوچھا
یہ رونے کا وقت ہے یا ہنسنے کا فرمایا جس بات کو خدا دوست رکھتا ہے
میں اُسکو کیونکر دوست نہ رکھوں اور پانچ بزرگ آپ کے خلیفہ ہیں حضرت
ابراہیم ادہم اور حضرت شیخ محمد شیرازی اور حضرت خواجہ بشر حافی اور
حضرت شیخ ابو رجا عطاری اور حضرت شیخ عبد اللہ سیاری وفات شریف
ربیع الاول کی تیسری کو ۱۸۷ھ ایک سو ستاسی میں واقع ہوئی واے محب حق
بود تاریخ ہے اور نظم یہ ہے ع بود ہے ہے از محبانِ آلہ ؛ مزار مقدس
جنت المعلی میں حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے روضہ مقدسہ کے پاس واقع
ہے یزار و یتبرک بہ۔

ذکر خیر ہادی حق نماے شایستہ مقتداے حضرت عبد الواحد
بن زید قدس اللہ سرہ آپ کا اسم مبارک عبد الواحد ہے اور ابو الفضل
کنیت ہے اور آپ مرید اور خلیفہ حضرت حسن بصری کے ہیں اور خواجہ کمیل بن زیاد
سے بھی اجازت پائی ہے اور علوم دینی میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے شاگرد
ہیں اور آپ دائم الصوم تھے چار پانچ دن کے بعد تین لقموں سے افطار کرتے
اور آپ کثیر البکا تھے اور سماع سنتے چالیس برس مرید ہونے سے پہلے مجاہدہ کیا

جب مرید ہوئے جو کچھ مال و اسباب تھا اللہ دیدیا کوئی چیز باقی نہیں رکھی جب
چاندی وغیرہ کو ایثار کے لیے ہاتھ سے چھوتے اسقدر دھوتے کہ زخمی ہو جاتا
اور فرماتے کہ درویش کو نہ چاہیئے کہ دینار و درم کو ہاتھ سے چھوئے تاکہ پیران
طریقت سے شرمندہ نہ ہوا ور درویش کو تہیدست اور تہی شکم اور تہی کیسہ رہنا
چاہیے اور اگر ایسا نہ ہو تو مبتدی اور کم ہمت ہے ایک دن آپ کسی راہ میں جاتے
تھے دیکھا کہ ایک بیمار دھوپ میں پڑا ہے اور کوئی اُسکو نہیں پوچھتا آپ کو
رحم آیا ابر کو حکم فرمایا ابر نے اُسپر فوراً سایہ کیا اُس بیمار نے یہ کرامت
دیکھکر اپنی صحت کے واسطے التجا کی آپ نے دعا فرمائی وہ شخص فوراً اچھا ہو کر
روانہ ہوا جب زمانۂ وفات شریف نزدیک آیا ایسے بیمار ہوئے کہ اُٹھنے
بیٹھنے کی قوت نہ رہی ایک دن کوئی وضو کرانے والا نہ تھا دعا کی بالکل صحیح ہو گئے
وضو کر کے نماز پڑھی اور پھر بدستور ہو گئے صفر کی ستائیسویں کو ۱۷۰ سنہ ایک سو
ستر ہجری میں وصال ہوا اور محب حق بود تاریخ ہے اور نظم یہ ہے ع
بارے بود زمحبان اکہ یہ مزار مبارک شہر بصرہ میں ہے یُزار و یُتبرک بہ۔

ذکر خیر امام العلما اعتصام الفقرا حضرت خواجہ حسن بصری قدس اللہ سرہ

آپ کا اسم مبارک حسن ہے اور کنیت ابو محمد اور ابو سعید اور
ابو النصر جب آپ پیدا ہوئے تو لوگ حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کے
پاس لے گئے آپ نے فرمایا کہ انکا نام حسن رکھو اسو جہ سے کہ خوبصورت
ہیں اور آپ کی والدہ حضرت ام سلمہ کی دوست تھیں جب وہ کسی کام میں مشغول
ہوتیں تو زوجۂ مطہرۂ رسولِ مقبول یعنے ام المومنین ام سلمہ اپنے پستان مبارک کو اُنکے
مُنھ میں رکھتیں قطراتِ شیر پیدا ہو جاتے یہ سب برکتیں آپ کے وجود شریف
میں اُس دودھ سے پیدا ہوئیں اور حضرت ام سلمہ دعا کرتی تھیں کہ الٰہی اسکو

لڑکے کو مقتدائے عالم کرا اور آپ نے ایک سو تیس ۱۳۰ صحابی کو دیکھا ہے ستر اُن میں
سے بدری ہیں اور آپ مرید اور خلیفہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ہیں اور
حضرت شیر خدا نے خرقہ گلیم آپ کو پہنایا ہے اور آپ امام المحدثین ہیں اور
جتنے اوصاف اور جسقدر کرامات اوپر مذکور ہیں سب کے سرمنشا آپ ہیں اور
آپ وعظ بھی فرماتے تھے اور جب تک رابعہ بصری مجلس وعظ میں نہ آتیں آپ منبر
پر نہ جاتے لوگوں نے کہا کہ یا حضرت اتنے بزرگ مجلس میں جمع ہوتے ہیں آپ
بغیر رابعہ کے وعظ کیوں نہیں فرماتے فرمایا جو شربت ہاتھیوں کے
پلانے کو بنایا جاوے وہ چونٹیوں کے حلق میں کیونکر گرایا جاوے اور آپ سماع
سنتے تھے اور وجد کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ سماع ایک بھید ہے
دل میں جب حرکت میں آتا ہے آدمی کو متواجد کرتا ہے جو شخص خدا کے واسطے
سنتا ہے خدا کو پاتا ہے اور جو شخص خواہش نفس سے سنتا ہے گمراہ ہوتا ہے
پانچ آدمیوں کو آپ نے خلیفہ کیا ہے حضرت عبدالواحد بن زید اور
ابن زرین اور حضرت حبیب عجمی اور حضرت عتبہ بن غلام اور حضرت شیخ
محمد واسع اور حضرت رابعہ نے بھی آپ سے فیض پایا ہے جب آپ
واصل الی اللہ ہوئے غیب سے آواز آئی ان اللہ اصطفیٰ آدم و نوحًا
و آل ابراہیم و آل حسن اور ایک بزرگ نے خواب میں دیکھا کہ آسمان کے
دروازے کھل گئے اور منادی ندا کرتا ہے کہ خواجہ حسن بصری خدا کے
پاس پہونچا اور خدا اُس سے خوش ہے رجب کی پہلی کو یا محرم کی چوتھی کو
سنہ ۱۱۰ ایک سو دس ہجری میں یہ واقعہ واقع ہوا ع آہ محبوب الٰہی آپ کی
تاریخ ہے :: اور اکثر ارباب سیر نے یہ بھی لکھا ہے کہ آپ رسول المقبول صلے اللہ
علیہ وسلم کے سامنے پیدا ہوئے تھے اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم

کے پیالۂ مبارک میں پانی پیا تھا آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت اُم سلمہ
سے پوچھا کہ میرے جام میں کس نے پانی پیا ہے اُنھوں نے کہا کہ حسن نے
فرمایا جسقدر اسنے میرے جام میں سے پانی پیا ہے اُسی قدر میرا علم اُس میں
اثر کریگا مزار مبارک شہر بصرہ میں ہے یُزار و یُتبرک بہ ۔

ذکر خیر امام الائمہ متصرف الازمہ شیر خدا حضرت علی مرتضی

کرم اللہ وجہہ آپ کا اسم مبارک علی ہے اور حیدر اور رسول مقبول صلے اللہ
علیہ وسلم نے چند القاب سے آپ کو ملقب فرمایا ہے مبیضۃ البلد اور امین اور
شریف اور ہادی اور مہدی اور سوا انکے اسد اللہ الغالب اور مرتضی بھی آپ کا
لقب ہے اور ابو الریحانین اور ابو الحسن اور ابو السبطین اور ابو تراب
آپ کی کنیت ہے اور آپ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد
بھائی ہیں اور آنحضرت نے اسکے علاوہ آپ سے بھائی چارہ بھی کیا ہے
آپ کے والد کا نام ابو طالب ہے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے
حقیقی چچا جنھوں بعد عبد المطلب کے آنحضرت کو پرورش کیا اور فاطمہ
بنت اسد آپ کی والدہ کا نام ہے جنکی نعش کو رسول مقبول صلعم نے اُٹھایا
اور اپنے دست مبارک سے دفن کیا اور اُنکی قبر میں اُتر کر استراحت
فرمائی اور اپنی چادر اُنکو اُڑھائی کہ فشار سے محفوظ ہوں اور آپ خانۂ کعبہ
کے اندر پیدا ہوئے ہیں اور آپ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے
داماد بھی ہیں خاتون قیامت فاطمہ زہرا بنت رسول اللہ آپ کے نکاح میں
تھیں اور نسل مطہر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی آپہی کے صلب سے دنیا
میں باقی ہے اور آپ سوابق اسلام میں ہیں یعنے لڑکوں میں سب سے
پہلے ایمان لائے ہیں اور احادیث مصطفوی میں آپ کی فضیلتیں بے شمار

سلے حضرت امیر کا حال اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا مدارج النبوۃ وغیرہ وغیرہ سے لکھا گیا ہے۔ ۱۲ محمد عزیز اللہ

مذکور ہیں ازانجملہ یہ ہے کہ علی کے مُنھ کو دیکھنا عبادت ہے اور ازانجملہ یہ ہے
کہ جسکا میں دوست ہوں پس علی اُسکا دوست ہے خداوندا دوست رکھ اُسکو
جو اُسکو دوست رکھے اور دشمن رکھ اُسکو جو اُسکو دشمن رکھے اور ازانجملہ
یہ ہے کہ اے علی اگر ہدایت بخشے اللہ ایک شخص کو تیری ذات سے بہتر ہے
اُس چیز سے کہ آفتاب اسپر چمکا ہو اور ازانجملہ یہ ہے کہ خدا اور رسول اُسکو
دوست رکھتے ہیں اور وہ خدا اور رسول کو دوست رکھتا ہے اور ازانجملہ
یہ ہے کہ دوست نہ رکھے گا علی کو مگر مومن اور بغض نہ کریگا علی سے مگر منافق
اور ازانجملہ یہ ہے کہ جس نے علی کو گالی دی مجھکو دی اور آں حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے آپ کو اور حضرت فاطمہ کو اور حضرت حسنین کو گلیم
سیادت میں اپنے ساتھ داخل کر کے آیہ تطہیر پڑھی ہے انما یرید اللہ لیذہب
عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیراً اور اسی سے ان پانچوں کو پنجتن پاک کہتے
ہیں اور غزوہ مباہلہ میں بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم انھیں چاروں
کو ہمراہ لیکر باہر نکلے ہیں اور فرمایا ہے اللّٰھم ھٰؤلاء اہل بیتی خداوندا یہ میرے
اہل بیت ہیں الغرض آپ کی بزرگیاں بحدیں اگر ہزاروں کتابیں لکھی جاویں
محدود نہ ہوں اور علی ہذا القیاس آیات قرآنی سے بھی آپ کی بزرگیاں
ثابت ہوتی ہیں اور آپ امام اول ہیں بارہ اماموں میں سے جو ائمہ طریقت
ہیں گیارہ اُنھیں سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اولاد میں ہیں چنانچہ
ایک امام آخر حضرت امام مہدیؑ ابھی ظاہر ہونے کو باقی ہیں قیامت کے قریب
ہونگے اور ایک بار رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے دعا کی آفتاب ڈوب کر
دوبارہ آپ کی نماز کے واسطے پھر آیا اور ایک بار آنحضرت صلے اللہ علیہ
وسلم کے بعد آپ نے دعا کی پھر آیا چنانچہ کتب سیر میں مذکور ہے مرزا ناطق

مکرانی نے کیا خوب کہا ہے ناطق گر نہ کردے رجعت از مغرب بحکم بو تراب ؛
روسیہ سر بر زدنے دیگر زمشرق آفتاب ؛ اور کل اولیا کی کرامتیں جس قدر
قیامت تک ظاہر ہونگی سب آپہی کے طفیل سے ہیں اور اولیاے برحق کو معلوم
ہوا ہے کہ حضرت آدم سے لے کر قیامت تک جس کسی کو فیض ولایت پہونچا
ہے آپہی کی روح مقدس سے پہونچا ہے اور پہونچیگا منجملہ قصیدۂ منقبت
لراقمہ شاہِ مرداں اسد اللہ علی عالی ؛ کہ از ناطقہ انگشت بدنداں گردد ؛
گر اشارت کندش بہر تکلم چو مسیح ؛ طفل یک روزہ بگہوارہ زباں داں گردد ؛
در مکانے کہ کند جاے چو کرسی نازو ؛ بر زمینے کہ نہد پاے فلک شاں
گردد ؛ طور موسی ز رخش نورِ تجلی یابد ؛ خر عیسی ز دمش توسنِ یکراں گردد ؛
سایۂ رحمتِ او باد خدایا بر ما ؛ تا سیہ کاری ما منتج غفراں گردد ؛ چھ بزرگوں
کو آپ نے خلیفہ کیا ہے حضرات حسنین علیہم السلام اور حسن بصری اور
خواجہ کمیل بن زیاد اور قاضی شریح اور اویس قرنی رضی اللہ عنہم اور آپکے
نگینے کا نقش تھا الملک للہ عمر شریف ترسٹھ یا پینسٹھ برس کی ہوئی ابن ملجم شقی نے
آپ کو نماز فجر کے وقت مجروح کیا اُسی زخم سے شہید ہوئے رمضان کی
سترھویں یا تیسیویں کو سنہ چالیس ہجری میں یہ واقعہ واقع ہوا اور
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے آپ کو اس حال سے خبر دی تھی اور
آپ کے قاتل کو اشقی الآخرین فرمایا تھا آخرین سے اپنی اُمت کی طرف
اشارہ فرمایا ہے یعنے اس اُمت میں سب سے زیادہ بدنصیب رع پاک
بودہ آپ کی تاریخ ہے ؛ مزار شریف نجف اشرف میں ہے یُزار و یُتبرک بہ۔

ذکر خیر حضرت خواجہ کائنات نور موجودات سیدنا و نبینا و مولانا محمد
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آپ کا اسم مبارک محمدؐ ہے اور احمد

اور حامد اور محمود صلے اللہ علیہ وسلم اور سوا ان ناموں کے قرآن مجید میں
اور احادیث صحیحہ میں بہت سے اسمائے مبارک وارد ہیں اور آپ کے والد
بزرگوار کا نام عبداللہ بن عبدالمطلب اور والدۂ ماجدہ کا نام آمنہ بنت
وہب اور آپ کا نسب آدم سے لیکر آپ کی ذات کی مقدس تک سفاح جاہلیت
یعنے حرام سے محفوظ رہا اور آپ اشرف بنی آدم ہیں حسبًا اور نسبًا اور تمام عالم
کے سردار ہیں ظاہرًا اور باطنًا اور آپ نبی الانبیا اور خاتم النبیین ہیں اور
آپ نبی تھے جب آدم پیدا نہ ہوئے تھے اور حق تعالےٰ نے کل انبیاء سے
آپ کی نبوت کا اقرار لیا ہے اور کل انبیا اپنی اپنی امتوں کو آپ کے وجودِ
با جود کی خبر دیتے آئے بالخصوص حضرتِ عیسیٰ کا خبر دینا قرآن پاک سے ثابت
ہے کہ میرے بعد آویگا وہ شخص جس کا نام احمد صلے اللہ علیہ وسلم ہے اور جس
رات کو آپ کا نطفۂ زکیہ آمنہ خاتون کے شکم مبارک میں آیا سارا عالم انوار
قدس سے منور ہوا اور تمام دنیا روائح طیبہ سے معطر ہوئی زمین نے آسمان
کو اور آسمان نے زمین کو خوشخبری سُنائی اور ملائکۂ زمین و آسمان پکار پکار کر
بشارت دینے لگے اور آپس میں خوشیاں کرنے لگے بہشت کے دروازے
کھولے گئے تمام زمین کے بُت اوندھے ہو کر گر پڑے بادشاہوں کے
تخت اُلٹ گئے مشرق و مغرب کے جانور چہکنے لگے سب مکانات جہان
پُر نور ہوئے المختصر قلم لوح محفوظ پر چلتا تھا اور آپ اپنی والدۂ ماجدہ کے
شکم مبارک میں اُسکے چلنے کی آواز کو سنتے تھے پھر جب اس عالم میں رونق
افروز ہوئے تمام دنیا نورانی ہو گئی اور ہزاروں نشانیاں ظاہر ہوئیں لاکھوں
کتابیں لکھی گئیں اور لکھی جاوینگی الاتمام نہ ہونگی اس مختصر میں گنجایش کہاں
اور وہ مکان مقدس جس میں آپ پیدا ہوئے تھے آج تک مکۂ معظمہ میں زیارتگاہ

ہے اور سب پیغمبروں کی خوبیاں اور بزرگیاں اور خوشخوئیاں مجموع آپ کو
عنایت ہوئیں اور اُنکے علاوہ بہت سے مراتب آپ کو اور آپ کی اُمت
مرحومہ کو خاص کر مرحمت ہوئے چنانچہ خدا کا دیکھنا اور خدا کے پاس پہونچنا
اور آپ نے پیدا ہوتے ہی سجدہ کیا اور اُمتی اُمتی فرمایا اور مدت العمر
اُمتِ گنہگار کے غم میں رہے ؎ اُمتی اُمتی بکشت عزیز؛ آہ خوے محمدؐ
عربی ؛ اور ہنوز پیدا نہ ہوئے تھے یا شیر خوارہ تھے کہ آپ کے والد بزرگوار
دنیا سے گئے اور چھ یا سات برس کے تھے کہ آپ کی والدہ ماجدہ نے
وفات پائی اور آپ نے بہت جلد نشو و نما پاکر کلام فرمانا شروع فرمایا
پہلے عبد المطلب نے پھر ابو طالب نے آپ کو پرورش کیا چار بار آپ کا سینہ
مبارک چاک کر کے نور ایمان اور نور حکمت سے بھر گیا ایک بار خرد سالی میں اور
تین بار اُسکے بعد آور حلیمہ سعدیہ نے آپ کو دودھ پلایا آور فرشتے آپ کے
گہوارے کو ہلاتے تھے آور چاند آپ سے باتیں کرتا تھا آور نبی ہونے
سے پہلے شجر و حجر آپ کو سلام کرتے تھے اور کہتے تھے اسلام علیک یا
رسول اللہ آور آپ کا جسم مبارک بے سایہ تھا آور مکھیاں آپ کے جسد مقدس
پر نہیں بیٹھتی تھیں آور ابر آپ کے سر پر سایہ کرتا تھا آور کسی نے آپ کے
بدنِ مبارک کو برہنہ نہیں دیکھا آور آپ کا بول و براز ہمیشہ زمین میں سما جاتا
تھا اور وہاں سے مشک کی خوشبو آتی تھی جب چالیس برس کے ہوئے
وحی آئی جبرئیل نازل ہوئے قرآن شریف اُترنے لگا لوگوں کو خدا
کی طرف بلانے لگے ہزاروں آدمی اور جنات مسلمان ہونے لگے اور
ابو طالب ابھی تک زندہ تھے آور آپ کے دونوں شانوں کے بیچ میں
مُہرِ نبوت تھی چند خال اور چند بال اس طرح پر واقع تھے جن سے کلمہ

طیب لکھا ہوا معلوم ہوتا تھا اور نبوت کے بعد حالت بیداری میں آپ کو معراج ہوئی براقِ سواری آسمان سے آیا جبرئیل نے رکاب پر ہاتھ رکھا میکائیل نے لگام کو تھام لیا مسجد الحرام یعنے بیت اللہ سے مسجد الاقصیٰ یعنے بیت المقدس تک آپ کا پہونچنا قرآنِ پاک سے ثابت ہے جو اسکا منکر ہو کافر ہے اور وہان سے آسمانون پر جانا احادیث صحیحہ متواترہ سے ثابت ہے جو منکر ہو فاسق ہے اور سدرۃ المنتہیٰ یعنی مقام جبرئیل تک پہونچنا اور اُسکو دیکھنا بھی آثار اور احادیث سے ظاہر ہے اور یہ مقام چھٹے آسمان پر ہے اور شاخین اس درخت کی ساتوین آسمان پر اور دوسری روایت مین یہ بھی ہے کہ ساتوین آسمان پر ہے پھر آسمانون پر حضرت ابراہیم اور حضرت موسےٰ اور حضرت عیسیٰ وغیرہم علیہم السلام کو دیکھا اور سب نے آپ کی تعظیم کی اور بہشت اور دوزخ اور کل آیات الٰہی کو دیکھا اور شک نہین کہ لامکان میں پہونچکر خدا کو بے حجاب انھین آنکھون سے دیکھا بیت موسیٰ زہوش رفت بیک پرتوِ صفات ؛ تو عینِ ذات می نگری در تبسمی ؛ پھر زمین پر تشریف لائے ابوجہل نے نہ مانا زندیق ہوا حضرت ابوبکر نے بے تامل مان لیا صدیق ہوئے جب کافرانِ قریش نے سرکارِ رسالت کو ایذا پہونچائی مکہ معظمہ سے ہجرت کرکے مدینۂ منورہ میں رونق افروز ہوئے جن لوگون نے مکہ معظمہ کو آپ کے ساتھ چھوڑ دیا مہاجرین کہلائے اور جنھون نے مدینۂ منورہ مین آپ کو بلایا اور آپ کو جگہ دی اور ایمان لائے اور ہر وقت مین ساتھ دیا انصار کہلائے اللھم اعینا بحبھم وامتنا بحبھم واحشرنا بحبھم عمر شریف ترسٹھ برس کی ہوئی ۱۱ سنہ ہجری میں دوشنبہ کے دن ربیع الاول کے مہینے

مین رونق افزائے فردوس برین ہوئے تاریخ محدثین کے اتفاق سے
ثابت نہین مشہور یون ہے کہ بارھوین تھی ملائکہ نے کلمات تعزیت
اصحاب کو سُنائے حضرت خضر بھی ماتم پرسی بجا لائے جنات نے نوحہ
کیا صحابہ رضی اللہ عنہم نے جدا جدا جنازۂ مبارک پر نماز پڑھی کوئی امام
نہین ہوا کہ آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم خود سب کے امام ہین بُدھ کی رات
کو پچھلے وقت مدفون ہوئے حضرت عائشہ صدیقہ کا حجرۂ شریف آپ کا
مدفنِ مقدس ہے اور آپ کے سینۂ مبارک کے برابر حضرت صدیق اور
اُن کے سینۂ مطہر کے برابر حضرت فاروق مدفون ہین اور ایک قبر کی جگہ
باقی ہے وہان حضرتِ عیسیٰ ابن مریم مدفون ہونگے اور جب جنازۂ مبارک
لحد شریف میں رکھا گیا تو لبہائے مبارک جنبش فرماتے تھے قثم رضی اللہ
عنہ حضرت عباس کے بیٹے سب سے پیچھے قبر شریف سے باہر آئے
ہین فرماتے ہین کہ مین نے کان رکھ کر سُنا ارشاد کرتے تھے رب امتی اُمتی
آہ صد آہ بیت من از کمترین امتان خاک تو ؎ بدین لاغری صید فتراک تو ؎
صلے اللہ علیک وعلی آلک الطیبین الطاہرین اہل بیت نبوت سخت مصیبت
مین مبتلا ہوئے صحابۂ کرام بعضے قضا کر گئے بعضے مجنون ہو گئے بعضے
بیہوش ہوئے بعضے مدینۂ منورہ سے چلے گئے بعضون نے دعا کی
کہ ہماری آنکھین بے نور ہو جاوین تا کہ آپ کے بعد ہم کسی اور کو
نہ دیکھین اور یہی واقع ہوا اور عجب عجب طرح کے حالات پیش آئے
انا للہ وانا الیہ راجعون قطعہ تاریخ احمد مختار جنت مین گئے ؎ اے
عزیز اُمت کی قسمت سو گئی ؎ بیکجا نی چھا گئی دنیا پر آہ ؎ دن گیا دُنیا
اندھیری ہو گئی ؎ اور حق تعالیٰ نے ملک الموت کو آپ کا محکوم کر کے

؎ لفظ دنیا سے دن کو دور کرو (ا) اور رحلت مین مادۂ تاریخ ہے ۱۲

بھیجا تھا کہ بے اذن آستانہٴ نبوت کاشانہ میں قدم نہ رکھے اور بے حکم
روح مبارک کو قبض نہ کرے اور آپ مع جسم مطہر قبر شریف میں زندہ
ہین اور دوشنبے اور پنجشنبے کو آپ کی روحِ مقدس خاص کر اپنی اُمت کیطرف
زیادہ تر متوجہ ہوتی ہے اور فرشتے سب نیکیون اور بدیون کی خبر پہونچاتے
ہین اور آپ اُمت کے واسطے استغفار کرتے ہین اور فرشتگانِ درود
علیحدہ ہین جو شخص جسوقت درود پڑھتا ہے فوراً آپ کی جناب مین حاضر
ہو کر عرض کرتے ہین کہ یارسول اللہ فلان بن فلان نے آپ کو تحفہٴ درود
بھیجا ہے آپ خوش ہو کر جواب دیتے ہین ع فصلّی اللہُ علیٰ نورٍ کزو شد
نورہا پیدا ۔ اور قیامت مین سب سے پہلے آپ قبر شریف سے اُٹھینگے اور
آپ کے ساتھ آپ کے دونون یار ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما اور حق تعالے
آپ کی سواری کے واسطے براق بھیجیگا اور ستّر ہزار فرشتے آپ کی
جلو مین ہونگے اور عرش کے داہنی طرف کرسی پر جلوہ افروز ہونگے
اور مقام محمود میں اُمت کے واسطے دعا کرینگے اور لواء الحمد آپ کا
نشان ہے سب پیغمبر حضرت آدم سے لیکر حضرت عیسیٰ تک اپنی اپنی اُمتون
سمیت اُس نشان کے تلے ہونگے جنت مین سب سے پہلے آپ داخل ہونگے
اور فقرائے اُمت آپ کے ساتھ ہونگے اللھم احینی مسکیناً وامتنی مسکیناً
واحشرنی فی زمرۃ المساکین اور جس پارہٴ زمین مین آپکا جسم مقدس مدفون ہے
وہ زمین خانہٴ کعبہ اور عرش الٰہی سے افضل ہے اور جسقدر بزرگیان آپ کی
قرآنِ پاک سے ثابت ہین یا جو آداب آپ کے حق تعالے نے بندون کو
سکھلائے ہین وہ اس مختصر مین نہین سما سکتے جسکو آپ پکارتے اور وہ نماز
مین ہوتا تو جواب دینا فرض ہوجاتا اور ایک شخص نے کسی کے باپ کو چھوڑا تھا

کہا اُس نے جواب دیا کہ کیا ہوا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بکریان چرائی
ہین حضرت امام مالک نے حکم دیا کہ اگر یہ شخص توبہ کرے تو خیر ورنہ واجب التعزیر ہے
حد لگائی جاوے گا اسنے اپنے باپ کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ
مقابل کیا اور علماے برحق نے فتوے دیا ہے کہ جو شخص آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم کے موہی مبارک کو مویک کہے وہ کافر ہے خلاصہ یہ کہ آن حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم حق تعالے کے محبوب ہین اور بے مثل ہین حقتعالے قادر ہے
اگر چاہتا تو آپ کے مثل کسی اور کو پیدا کرتا مگر نچاہا فرمایا لولاک لما اظہرت الربوبیۃ
اگر تو نہ ہوتا تو مین اپنی خدائی کو ظاہر نہ کرتا اور قرآن شریف مین آپ کو خاتم النبیین
فرمایا پس ازل مین اظہار ربوبیت سو آپ کے دوسرے کے ساتھ متعلق نہ ہوا
اور ابد مین آپ خاتم الانبیا ہو چکے اور خود مشیت الٰہی نے آپ کو بے مثل کیا
اب جو کوئی یہ تصور کرے کہ حق تعالے کی قدرت میں اس بات سے فرق
آتا ہے وہ اپنے خیالات فرضی سے حق تعالے کی مشیّت کو اصلاح
دیتا ہے ایمان کو اس سے کچھ علاقہ نہین ایمان کا مدار سماعت اور
طاعت پر ہے یعنی جو آن حضرت سے سُنا اُسکو مانے اور اُسکا ذکر ہو چکا
اور نتیجہ اس خیال فرضی کا کچھ نہین مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شان
مین اہانت پیدا کرنا فنعوذ باللہ من ذلک بیت ہوا انچہ سانہ ہو سکتا ہے
میرا ہے یہی ایمان ✻ نمانون مسئلہ ہرگز کسی زندیق و مرتد کا ✻ اور آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ انا اکرم الاولین والآخرین یعنے میں بزرگ تر
ہون اگلون اور پچھلون مین یہ حدیث بھی اسی پر دلالت کرتی ہے کہ آپ
ازل سے ابد تک محیط اور بے مثل ہیں بیت محمد عربی کابروے ہردو
سرا است ✻ کسیکہ خاک درش نیست خاک برسر او ✻ باقی رہا مرتبہ رسالت

یعنی پیام الٰہی بندون کو پہونچانا اسمین سب انبیا آپ کے مثل ہیں اور آپ بھی
سب کے مثل ہین لیکن اسقدر فرق جب بھی ہے کہ آپ نبی الانبیا اور نبی العالمین
ہین اور اس برابری سے آپ کے بے مثل ہونے مین اور محبوب
ہونے مین کچھ نقصان نہین آتا بیت گزین کردۂ ہر دو عالم توئی ؛ چو تو
گر کسے باشد آن ہم توئی ؛ آپ کے بعد حضرت صدیق اکبر آپ کے مقام پر
خلیفہ ہوئے پھر حضرت عمر فاروق پھر حضرت عثمان پھر حضرت علی مرتضیٰ پھر پانچ
مہینے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہم اجمعین اور آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
کا سماع سُننا اور رخصت دینا عید مین اور عروسی مین اور جب جنگ بدر سے
پھر کر تشریف لائے انصار کی لڑکیون سے دف کے ساتھ بخاری اور
مسلم کی حدیثون سے ثابت ہے کچھ شک نہین اور کوئی حدیث روایات
صحیحہ سے سماع کی حرمت مین نہین آئی ہے البتہ جو شخص حرام کے طور
پر سُنے اُسکو حرام ہے الا علماے ظاہر علماے باطن سے ہمیشہ بحث
کرتے چلے آئے ہین اور سماع اور مزامیر کی بحثین مدارج النبوت
اور کیمیائے سعادت اور سوا انکے بہتیری کتابون مین مندرج ہین
ہم لوگون کو اپنے مرشدانِ چشت کی پیروی واجب ہے اسواسطے
کہ یہ طریقہ خاص انھین حضرات کا ہے اگر ہم لوگ قابلیت نہین رکھتے
ہین نہ سہی وہ لوگ سب طرح کی قابلیتیں رکھتے تھے محدّث بھی تھے
اور فقیہ بھی اور واصل بھی اور عارف بھی اور صاحب مقامات اور صاحب کرامات
ایک سے ایک بہتر و برتر اور آفتاب سے روشن تر تھے ممکن نہین کہ ہم سماع کو سنت
پیرانِ چشت سمجھ کر سنین اور قیامت مین انکے ساتھ نہون المرء مع من احب
حدیث قطعی موجود ہے آدمی اُسکے ساتھ ہے جس سے محبت رکھتا ہو فانا نشر

سلہ چونکہ یہ کتاب مختصر ہے وہ احادیث نہیں لکھی گئین، اور اکثر پیران چشت کی کتابون مین موجود ہین جس کا جی چاہے دیکھ لے۔ محمد عزیز اشرف

وانا الیہ راجعون ہمیت گفتی کہ بدہم حرام ست سماع ٭ بر تو حرام ست حرامست بادا

فصل دوم

ذکر خیر حضرت شاہ غلام زکریا قدس اللہ سرہٗ آپکا اسم مبارک
حضرت شاہ غلام زکریا ہے وطن شریف صفی پور اور آپکے والد کا اسم مبارک
شاہ غلام یحییٰ اور آپ مرید اور خلیفہ اپنے والد کے ہین اور کرم میان صاحب
اور مرزا حسن علی محدث نے بھی آپ کو اجازت دی ہے اور حضرت سید نا و
مولانا شاہ عبد الرحمن لکھنوی اور حضرت برحق شاہ قدس اللہ سرہما سے بھی
خلافت اور اجازت پائی اور فیوضات باطنی حاصل کیے اور آپ حضرت
مولانا قدس اللہ سرہٗ کی خدمت مین بہت بیباک تھے جو چاہتے تھے سو کہتے تھے اور
جناب مولانا آپکو حضرت شاہ صفی کی اولاد مین سمجھ کر نہایت پاسداری فرماتے تھے
چنانچہ میرے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے بیان فرمایا کہ جب حضرت مولانا
نے مرشدنا جناب فتح علی شاہ کو سجادہ نشین کیا تب آپ موجود نہ تھے پیچھے تھے
درگاہ مین آئے اور دفعۃً یہ ماجرا سنکر جناب مولانا سے کہنے لگے کہ نہ کچھ سمجھتے
ہو نہ بوجھتے ہو جسکو پایا اُسکو کردیا کچھ دیا بھی ہو یا یونہی کردیا جناب مولانا نے فرمایا
کہ زکریا زکریا خفا نہ ہو جاکر دیکھ لے پھر آپ حضرت مرشدنا فتح علی شاہ کو حجرے
مین لے گئے اور وہان سے نکلکر حضرت مولانا کو نذر دی حضرت مولانا نے
وہ نذر اُٹھا کر حضرت مرشدنا فتح علی شاہ کو مرحمت فرمائی اور آپ بہت جمیل
تھے اور لباس عمدہ پہنتے تھے اور ارباب دنیا مین ملے رہے اور اپنا کام کیا
کیے اور ہمارے مرشد برحق سے ایام خردسالی مین فرماگئے تھے کہ ہم نے
تمھارے واسطے ایک چیز حفیظ اللہ شاہ کو سپرد کی ہے اُنسے لے لینا اور

آپ نے بجز قبلہ و کعبہ جناب محمد حفیظ اللہ شاہ کے کسی اور کو خلیفہ نہین کیا آخر عمر مین دو چار آدمیون کو مرید کر لیا تھا برادرم احمد اللہ شاہ صاحب کہتے ہین کہ یہ بات حضرت مرشد برحق ارشاد فرماتے تھے سنہ ۱۲۴۹ ہجری مین ربیع الآخر کی بائیسوین کو بدھ کے دن آپ کا وصال ہوا ع واصل شد باخدائے منعم ؛ آپ کی تاریخ ہے مزار شریف باندے مین ہے یزار و یتبرک بہ اور وہ مریدین بھی آپ کے پائین مین دفن ہین۔

ذکر خیر حضرت شاہ غلام یحییٰ قدس اللہ سرہٗ آپ کا اسم مبارک شاہ غلام یحییٰ ہے اور آپ حاجی بھی تھے اور بے زاد و راحلہ چلے گئے تھے اور آپ کے والد کا نام شاہ غلام پیر وطن شریف صفی پور اور آپ مرید اور جانشین اپنے والد کے ہین اور مولوی صلاح الدین گوپاموی سے بھی اجازت پائی تھی اور مولوی صلاح الدین حضرت شاہ قدرت اللہ اور حضرت شیخ عبد اللہ بھٹوی کے خلیفہ تھے سنہ ۱۲۳۲ بارہ سو بتیس ہجری مین ذیقعدہ کی نوین تاریخ کو انتقال فرمایا ہے تاریخ یہ ہے **قطعہ** درویش خدا شاہ غلام یحییٰ ؛ فردوس برین گزید با مشتاقی ؛ بنوشت عزیز مصرع سال وفات ؛ پیوستہ باخدائے حی باقی ؛ مزار شریف صفی پور کے پچھم طرف پیر میان کی سرائے مین ہے یزار و یتبرک بہ۔

ذکر خیر حضرت شاہ غلام پیر قدس اللہ سرہٗ آپ کا اسم مبارک شاہ غلام پیر ہے وطن شریف صفی پور اور آپ کے والد کا نام شیخ مخدوم عالم اور آپ مرید اور خلیفہ حضرت شاہ غلام نبی کے ہین اور وہ آپکے بڑے بھائی تھے اور آپ پیر میان کرکے مشہور ہین اور آپ کے دادا نے صفی پور مین پچھم طرف ایک سرائے آباد کی اور وہین مکان بنایا الا وہ سرائے آپ کے

نام سے مشہور ہے اور آپ نے دو نکاح کیے زوجۂ ثانیہ سے جو لڑکے
پیدا ہوئے اُنمین سے جناب محمد علی شاہ صاحب آپ کے مرید اور خلیفہ تھے
اور آپ کی وصیت کے موافق حضرت سعدی میان بلگرامی سے بھی اجازت
لے آئے تھے اور سعدی میان قدس اللہ سرہ حضرت شاہ قدرت اللہ
قدس اللہ سرہ کے خلیفہ تھے اور مخدوم الھدیہ کے اولاد مین میرے والد
کے نانا منشی دانش علی خان مرحوم حضرت شاہ کفایت اللہ لکھنوی کے مرید
تھے اور نہایت درویش دوست بلکہ خود درویش حضرت سعدی میان اکثر
اُنکے مکان کو سرفراز کیا کرتے تھے اور قیام فرماتے تھے اور قوالی
ہوتی تھی اور اُسوقت کے اور فقرا بھی تشریف لاتے تھے غرضکہ اُنکی
کرامتین فقیر کی سماعت مین ہین الاکتاب کو طول دینا منظور نہین اور
جناب محمد علی شاہ صاحب بعضے تعویذات وغیرہ حکمی رکھتے تھے اُن کے
بعد اُنکے بڑے بیٹے جناب ہدایت مآب شاہ خیرات علی صاحب اُنکی جگہ پر
موجود ہین اور یہ بزرگ جناب شاہ مخصوص عالم خلیفہ جناب شاہ فخر عالم
سے بھی اجازت یافتہ اور فیضیاب ہین اور اپنے والد سے بھی خلافت
پائی ہے اور مرید بھی اُنھین کے ہین پیر میان صاحب نے ذیحجہ کی چودھوین
کو دوشنبہ کے دن ۱۲۱۳ سنہ بارہ سو تیرہ ہجری مین انتقال فرمایا فاز بجنات
خلد دھوحی آپ کی تاریخ ہے مزار شریف صفی پور مین انھین کی سرائے ۱۲۱۳
مین ہے تیز از ذ تبرک شد آور محمد علی شاہ صاحب نے ذیقعدہ کی چھٹی کو ۱۲۷۸ سنہ
بارہ سو اٹھتر ہجری مین انتقال کیا داخل بخلد باد تاریخ ہے اور مزار ۱۲۷۸
پیر میان کی سرائے مین ہے اور سعدی میان صاحب نے ۱۲۴۱ سنہ بارہ سو
اکتالیس مین انتقال فرمایا ہے تاریخ ہے رع در بہشت برین ۱۲۴۱

دوامے باد۔

ذکر خیر حضرت شاہ غلام نبی قدس اللہ سرہٗ آپ کا اسم مبارک
شاہ غلام نبی ہے اور آپ کے والد کا نام شاہ مخدوم عالم وطن شریف
صفی پور اور آپ مرید اور خلیفہ اپنے والد کے ہین اور اُنکے بعد حضرت شاہ
قدرت اللہ قدس اللہ سرہ سے بھی اجازت پائی ہے اور فیض حاصل کیا ہے
شاہ محمد معصوم ہمارے مرشد برحق کے دادا مرید اور خلیفہ آپ ہی کے ہین
اور حضرت شاہ محمد صاحب سجادہ سے بھی اجازت یافتہ تھے ربیع الاول
کی چوبیسوین کو آپ کا عرس ہوتا ہے سال وصال معلوم نہین مزار شریف
پیر میان کی سراے مین ہے یُزارُ و یُتبرکُ بہٖ اور شاہ محمد معصوم کی درگاہ
مخدوم شاہ صفی کی درگاہ سے جانب شمال پشت پر ہے در بہشت باشد (۱۲۲۱)
انکی تاریخ ہے اور شاہ عطاے صفی ہمارے مرشد کے والد بھی وہین دفن ہین
اور شاہ ہدایت اللہ اُنکے دوسرے بیٹے کہ وہ بھی مرید اور خلیفہ اُنھین کے تھے
اور خادم درگاہ تھے وہین مدفون ہین رع جایگاہش در بہشت پاک (۱۲۷۴) ؛ اُنکی
تاریخ ہے اور یہ تاریخ نثر بھی ہے جب در کو اضافت نہ دین۔

ذکر خیر حضرت شاہ مخدوم عالم قدس اللہ سرہٗ آپکا اسم مبارک شاہ
مخدوم عالم ہے اور آپ کے والد کا نام شاہ عبد الرسول وطن شریف صفی پور
اور آپ مرید اور خلیفہ اپنے والد کے ہین ذیقعدہ کی سترھوین کو آپ کا
فاتحہ ہوتا ہے سال وصال نامعلوم مزار شریف پیر میان کی سراے مین ہے یزار و یتبرک بہ۔

ذکر خیر حضرت شاہ عبد الرسول قدس اللہ سرہٗ آپ کا اسم مبارک
عبد الرسول ہے اور آپ کے والد کا نام شیخ دانیال وطن شریف صفی پور
اور آپ مرید اور خلیفہ شیخ جمال الدین صفوی کے ہین اور وہ آپ کے چچا تھے

اور کچھ بھی تھے اور آپ نے شاہ عبدالرحمن چشتی مصنف اوراد چشتیہ اور حضرت شاہ پیر محمد سلونی سے بھی خلافت اور اجازت پائی ہے صفر کی پچیسوین کو آپ کا فاتحہ ہوتا ہے سال وصال معلوم نہین مزار شریف پیر میان کی سرائے مین ہے یزار و یتبرک بہ۔

ذکر خیر حضرت شیخ جمال الدین صفوی قدس اللہ سرہٗ

آپ کا اسم مبارک شیخ جمال الدین ہے اور آپ کے والد کا نام نامی شیخ قطب عالم وطن شریف صفی پور مزار شریف مخدوم شاہ صفی قدس اللہ سرہ کی درگاہ مین ہے یزار و یتبرک بہ تاریخ عرس اور سال وصال نامعلوم۔

ذکر خیر حضرت شاہ قطب عالم قدس اللہ سرہٗ

آپ کا اسم مبارک شاہ قطب عالم ہے اور آپ کے والد کا نام شیخ محمد ہے اور آپ بندگی شیخ مبارک کے پوتے ہوتے ہین وطن شریف صفی پورا ور سنا گیا ہے کہ آپ عالم بھی تھے اور حضرت شیخ محمد بن فضل اللہ گجراتی قدس اللہ سرہ کے مرید اور خلیفہ ہین ربیع الآخر کی پانچوین کو انتقال فرمایا ہے سال وصال نامعلوم مزار شریف مخدوم شاہ صفی قدس اللہ سرہٗ کی درگاہ مین ہے یزار و یتبرک بہ کسی نے انکے مزار شریف پر کچھ گستاخی کی تھی ہاتھون مین سفید داغ پڑ گئے۔

ذکر خیر حضرت شیخ محمد بن فضل اللہ گجراتی قدس اللہ سرہما

آپ کا اسم مبارک شیخ محمد ہے آپ کے والد کا نام شیخ فضل اللہ وطن شریف گجرات اور آپ شیخ صدیقی ہین پہلے شیخ صفی گجراتی سے خلافت اور اجازت پائی پھر مکہ معظمہ کو گئے اور بارہ برس شیخ علی متقی کے پاس رہے پھر احمد آباد مین آکر نکاح کیا اور شیخ وجیہ الدین گجراتی سے علم ظاہر پڑھا اور شیخ ماہ

جونپوری کے پاس جو گجرات مین تھے رہے اور شیخ ماہ نے آپ کے والد
سے سُنا تھا کہ میرا فرزند قطب الوقت ہوگا اسوجہ سے آپکی تعظیم کرتے تھے
پھر حضرت ابو محمد بن خضر تمیمی سے خلافت اور اجازت پائی اور جو نعمت آپکے
والد نے اُنکو دی تھی سب اُنسے حاصل کی اور برہان پور مین آکر مقیم ہوئے اور
متاخرین اہل چشت مین نامی اور گرامی ہوئے چند بار مدینہ منورہ کو چلے اور ہر بار
پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے حکم سے پھر آئے شرع شریف پر نہایت عامل تھے
اور جو کچھ آپکے پاس آتا اُسکو تین حصہ کرتے ایک حصہ اہل و عیال کو دیتے اور
ایک حصہ مساکین خانقاہ کو اور ایک حصہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نام پر
نذر کرتے عمر شریف چھیاسی برس کی ہوئی دو شنبے کی رات کو رمضان المعظم
کی دوسری تاریخ ۱۰۲۹ھ ایک ہزار انتیس ہجری مین انتقال فرمایا تاریخ
یہ ہے قطعہ حضرت شیخ محمد افسوس * دل زاندوہ وفاتش تفتہ * گوش
کن سال بدیہہ زعزیز * آہ از دار بہشتی رفتہ * مزار شریف برہان پور
مین ہے یزار و تبرک ہے

ذکر خیر حضرت شیخ ابو محمد بن خضر تمیمی قدس اللہ سرہ آپ کا
اسم مبارک ابو محمد ہے اور آپکے والد کا نام خضر اور یہ بزرگ اولیا مین مشہور ر
ہین قطعہ اسیر کسی مقام کا نام ہے وہان آپ مقیم تھے اور آپ مرید اور خلیفہ حضرت
شیخ فضل اللہ گجراتی کے ہین اور حال آپ کا فقیر کی نظر سے نہین گذرا۔

ذکر خیر حضرت شیخ فضل اللہ گجراتی قدس اللہ سرہ آپ کا
اسم مبارک فضل اللہ ہے اور آپ مرید اور خلیفہ حضرت مخدوم شاہ صفی قدس
اللہ سرہ کے ہین تاریخ عرس اور سال وصال معلوم نہین مزار شریف گجرات مین
ہے یزار و تبرک یہ **فائدہ** آپکے بعد مخدوم شاہ صفی قدس اللہ سرہ سے لیکر

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تک سب پیرانِ سلسلہ کا ذکر شجرہ اول مین موجود ہے اور اس کے اور حالات شیخ فضل اللہ کے معلوم نہین البتہ برادرم مخدومی شاہ نیاز حسین رحمۃ اللہ علیہ اور برادرم مخدومی نور اسد شاہ سلمہ اللہ دونون خلیفہ حضرت مرشد برحق کے گجرات کو گئے تھے چنانچہ برادرم نور اللہ شاہ کا بیان مجھکو کسی قدر یاد ہے کہتے تھے کہ آپ وہان چھوٹے مخدوم مشہور ہین اور بڑے مخدوم کوئی اور بزرگ ہین جب مخدوم شاہ صفی قدس اللہ سرہٗ سے اجازت لیکر گجرات مین پہونچے تھے تو نقارہ رکھوا دیا تھا کہ جو شخص طالب خدا ہو وہ میرے پاس آوے اور آپ کے یہان مدرسہ بھی بنا ہوا ہے علم ظاہر بھی تعلیم کیا جاتا ہے اور تربیت باطنی بھی جو مخدوم شاہ صفی قدس اللہ سرہٗ سے پہونچی ہے ابتک موجود ہے۔

فصل سوم

ذکر خیر عارف معرفت پناہ حضرت شاہ قدرت اللہ قدس اللہ سرہٗ فصل دوم مین معلوم ہو چکا ہے کہ شاہ غلام نبی نے حضرت شاہ قدرت اللہ قدس اللہ سرہ سے بھی اجازت پائی پس اب یہان سے اُن کا حال لکھتا ہون واضح ہو کہ آپ قدوائی ہین اور آپکے والد کا نام شیخ ہدایت اللہ ہے وطن شریف قصبہ مسولی اور آپ حاجی بھی تھے جب بیت اللہ شریف کو گئے وہان ایک بزرگ ولی جنگی بیتے تھے اسوجہ سے شاہ پتو کر کے مشہور تھے اُنسے فیض باطنی پایا اور اُنھین نے آپکو بشارت دی کہ تمھارا رشد وارشاد صفی پور مین ظاہر ہوگا مخدوم شاہ صفی کے یہان جاؤ چنانچہ آپ یہان آئے اور حضرت شاہ عبد اللہ صاحب سجادہ کی خدمت مین حاضر ہوئے جناب مرشد برحق فرماتے

تھے کہ جب آپ اُنکے پاس گئے تو اپنی منزل کو اُنسے بڑھا ہوا پایا پھر آئے حضرت مخدوم شاہ صفی نے خواب مین فرمایا کہ تم کو اس بات سے کیا کام تم کو ہم سے کام ہے طریقۂ ظاہری اُنسے حاصل کر لو پس آپ دوبارہ گئے اور بیعت کر کے اجازت حاصل کی جب نواب شجاع الدولہ بکسر کی لڑائی پر جانے لگے آپ کے پاس آئے آپنے ایک روٹی منگا کر نصف اُنکو عنایت کی بعد چندے ملک نصف النصف ہو گیا اور آپ مجرد اور حصور تھے اور فیض اویسیت مخدوم صاحب سے پایا تھا حضرت شاہ کفایت اللہ مجذوب لکھنوی اور حضرت نجابت علی شاہ مجذوب لکھنوی دونوں آپ ہی کے مرید ہین الاجب یہ دونون مرید ہوئے تھے سن شریف بہت ہو گیا تھا حکم دیا کہ شاہ نور ہمارے خلیفہ کے پاس ملک دکن مین جاؤ وہ تم کو تربیت کر دینگے چنانچہ یہ دونون بزرگ وہان گئے اور مجذوب ہو کر لکھنؤ مین آئے اور آپ نے سترہ آدمیون کو اجازت دی ۱ حضرت شاہ غلام نبی صفی پوری ۲ حضرت شاہ نصیر الدین عرف سعدی میان بلگرامی ۳ مولوی صلاح الدین گوپاموی ۴ مولوی مصطفےٰ علی خان گوپاموی ۵ مولوی مصباح اللہ خان گوپاموی ۶ حضرت شاہ کفایت اللہ لکھنوی ۷ حضرت نجابت علی شاہ لکھنوی ۸ مولوی حیدر علی سندیلوی ۹ مولوی اکبر علی سندیلوی ۱۰ مولوی عبداللہ سندیلوی ۱۱ شاہ غلام علی سدھوری ۱۲ مولوی عشق حسین جہان آبادی ۱۳ رضا میان صفی پوری ۱۴ شاہ نور دکنی گجراتی ۱۵ مولوی غلام علی سوداگر صفی پوری ۱۶ شاہ سبحان بلگرامی ۱۷ حضرت شاہ پیر بخش صفی پوری سجادہ نشین کسی نے انکے مارنے کے واسطے ہاتھ اُٹھایا دونون ہاتھ خشک ہو گئے اور آپ نے ایک شخص کے حق مین دعائے بد کی کہ تیرے پیالے مین چمار پانی نہ پئین گے کوڑھی ہو کر مرا اور ایک عامل نے آپ کی معافی کا روپیہ نہ دیا اور کہا کہ جب تک خدا کا پروانہ

نہ آویگا نہ دونگا آپ نے کہلا بھیجا کہ آج کے آٹھوین دن خدا کا پروانہ آویگا
چنانچہ آٹھوین روز لکھنؤ سے حکم آیا کہ اُس عامل کو پا بزنجیر کرکے
گوہ کا توبڑہ ناک پر چڑھا کر حاضر کرو جب یہ امر واقع ہوا تب آپ نے
کہلا بھیجا کہ تونے خدا کے پروانے کو دیکھا اور حضرت مولانا سید عبد الرحمن
لکھنوی قدس اللہ سرہٗ چونکہ مخدوم شاہ مینا کی روحِ پاک سے فیضیاب
تھے چاہتے تھے کہ اجازت سلسلۂ مینائیہ حاصل کرین اور یہ سلسلہ سوا
یہان کے کہین اور سے حاصل نہین ہوسکتا تھا جب حضرت شاہ پیر بخش
لکھنؤ مین گئے حضرت مولانے آپ سے اجازت لی چنانچہ جس وقت
مجھکو میرے والد نے حضرت مرشدنا فتح علی شاہ سجادہ نشین حضرت مولانا
کے ہاتھ پر مرید کرایا تھا تو یہی شجرہ دلوایا تھا اور حضرت شاہ پیر بخش شاہ
محمد کاظم اپنے داماد کو صاحب سجادہ کر گئے اور اُنھون نے عنایت اللہ
شاہ اپنے بیٹے کو کیا جو ہادی میان کرکے مشہور تھے اور یہ بزرگ بعضے
تعویذات اور اعمال حکمی رکھتے تھے اور چونکہ لاولد تھے محمد اشرف نامے
اپنے ایک عزیز کو جانشین کر گئے وہ بیٹھ نہ سکے اب درگاہ خالی ہے
حضرت شاہ قدرت اللہ قدس اللہ سرہ کا وصال ۱۱۸۳ سنہ گیارہ سو تراسی
ہجری مین رجب کی بارھوین کو واقع ہوا تاریخ یہ ہے قطعہ شیخ پاکان
قدرت اللہ ولی ٭ رفت در فردوس با راز و نیاز ٭ گفت در گوشم
سروشے اے عزیز ٭ در بہشت پاک ہو جا کرد باز ٭ شاہ پیر بخش کا وصال ۱۱۸۳
رمضان کی سترھوین کو بارہ سو تینتیس مین ہوا تاریخ یہ ہے قطعہ
رفت در فردوس حضرت پیر بخش ٭ مایۂ غم شد وصال رہنما ٭ مصرع تاریخ
بنوشتم عزیز ٭ در بہشت پاک آئین کرد جا ٭ کاظم میان کا وصال ربیع الآخر ۱۱۳۳

کی چوتھی کو سنہ ۱۲۴۷ بارہ سوسینتالیس مین ہوا تاریخ یہ ہے قطعہ شاہ کاظم زدارِ فانی رفت ٭ رشتۂ زندگی زدستِ بہشت ٭ بنوشتم عزیز تاریخش ٭ یافت دے جاہ باجزاے بہشت ٭ عنایت اللہ شاہ کا وصال سنہ ۱۲۸۲ بارہ سو بیاسی مین ہوا آہ آہ رحمتِ خدا باد او باد اُنکی تاریخ ہے اور موزون یہ ہے ع جنتِ خلد مقامِ او باد ٭ ۱۲۸۲ درگاہ شریف صفی پور مین ہے یزار و متبرک ہے اور یہ سب قبرین اُسی درگاہ مین ہین فائدہ حضرت شاہ قدرت اللہ نے شاہ یسٰین بلگرامی سے اجازت پائی اور اُنھون نے شاہ امام الدین بلگرامی سے اور اُنھون نے شاہ رکنِ عالم قلندر عرف شاہ اُتلی بلگرامی سے اور اُنھون نے شیخ تاج معین الدین بلگرامی سے اور اُنھون نے شیخ عبداللہ بلگرامی سے شاہ یسٰین کا وصال سنہ ۱۱۶۶ گیارہ سو چھیاسٹھ مین جمادی الاخری کی چوتھی کو ہوا ہے تاریخ یہ ہے قطعہ شاہ ذیجاہ حق نما و حق بین ٭ حضرت یسٰین زدارِ فانی بگذشت ٭ گفتیم عزیز از پے او تاریخ ٭ واصل باحقِ جان دلِ حق گشت ٭ اسکے سوا ان بزرگون کے حالات کچھ معلوم نہین حضرت امیر اللہ شاہ کے ارشاد سے اسقدر معلوم ہوا کہ یہ پانچون بزرگ بترتیب مرقومہ ایک دوسرے کے فرزند اور مرید اور خلیفہ ہین اور سب بلگرام مین مدفون ہین۔

ذکر خیر حضرت مخدوم سید ابو الفتح خیر آبادی قدس اللہ سرہ

آپکا اسم مبارک ابو الفتح ہے اور آپ کے والد بزرگوار مخدوم الہدیہ وطن شریف خیر آباد اور حضرت عبداللہ بلگرامی جنکا ذکر فائدہ مرقومہ مین ہے آپ کے فرزند اور مرید اور خلیفہ ہین اور آپ نہایت بزرگ تھے فوائد سعدیہ مین لکھا ہے کہ آپ کے والد کا عرس تھا قوال یہ بیت گاتے تھے ؎ جان

بجانان دہ و گرنہ از تو بستاند اجل ٭ خود تو منصف باش اے دل این نکو یا آن
نکو ٭ آپ کو نہایت وجد ہوا اور فرمایا آن نکو آن نکو آن نکو اور فرمایا من دادم
من دادم من دادم اور انتقال کر گئے اور ایک اور کتاب مین فقیر نے دیکھا
ہے کہ اُس روز پہلے آپ نے فرمایا تھا کہ کیا خوب ہوتا کہ اگر میرا عُرس اور
میرے والد کا عُرس ایک ہو جاتا اور یہ فقرہ من دادم من دادم فوائد سعدیہ
مین نہین ہے الا مشہور ہے مزار شریف خیرآباد مین ہے تیزاڑ و تبرک بہ
تاریخ عرس اور سال وصال معلوم نہین ۔

ذکر خیر حضرت مخدوم سید شیخ الہدیہ خیرآبادی قدس اللہ سرہٗ

فوائد سعدیہ مین لکھا ہے کہ آپ کا اسم مبارک سید نظام الدین ہے
اور عرف مخدوم الہدیہ اور آپ کے والد ماجد کا نام سید میران کم سن تھے
جب آپ کے والد نے مخدوم شیخ سعد کے ہاتھ پر مرید کرایا اور اُنھین کے
حکم سے تحصیل علم کے واسطے پنجاب کو گئے جب فارغ ہو کر آئے تو مخدوم
شیخ سعد قضا کر چکے تھے الا مخدوم شاہ صفی سے وصیت کر گئے تھے کہ جب
الہدیہ آوے تو اُسکو تعلیم کر کے خلیفہ کر دینا اتفاقاً جب دن آپ
خیرآباد مین پہونچے مخدوم شیخ سعد کا عرس تھا مخدوم شاہ صفی نے
فرمایا مجلس عُرس مین چلو آپ نے کہا کہ وہان آلات سرود موجود ہین اس
بدعت مین کیونکر شریک ہون مخدوم شاہ صفی نے فرمایا کہ مین آگے چلکر قوالون
کو منع کرتا ہون پھر آگے آگے مخدوم شاہ صفی اور پیچھے پیچھے آپ روان ہوئے
مخدوم صاحب نے قوالون کو منع کیا وہ مزامیر کو ہاتھ سے رکھکر الگ ہو گئے
ڈھولک اور طنبورہ دونون خود بخود بجنے لگے مخدوم الہدیہ دیکھکر بیہوش ہو کر
گر گئے مخدوم شاہ صفی نے فاتحہ شریف سے فراغت کی اور روانہ ہوئے

اور آپ ویسے ہی بیہوش تھے جب چلنے لگے فرمایا کہ الہدیہ ہوش مین آ دین
تو کہنا کہ صفی منجھگووہ مین گئے جب ہوش مین آئے تو لوگون کے تبلانے
سے وہان کو روانہ ہوئے وہان جاکر سُنا کہ لکھنؤ کو گئے لکھنؤ مین جاکر سُنا کہ
صفی پور کو گئے صفی پور مین پہونچکر معلوم ہوا کہ پھر خیر آباد مین تشریف
لے گئے اور مخدوم شاہ صفی کا روضہ آپ کے سامنے تیار ہوا ہے وہ
بن رہا تھا آپ بھی گارہ وغیرہ دینے لگے جب چند روز گزرے اور
مخدوم شاہ صفی آئے فرمایا کہ تم نے اپنی بنا کو محکم کیا اور خوش ہوکر بہت
دعائین دین اور ایک چلہ کھنچوایا اور آپ انھین چالیس دن مین عارف واصل
ہوگئے پھر مخدوم شاہ صفی نے خلیفہ کرکے مثال مرحمت فرمائی اور باڑی
کو روانہ کیا آپ وہان گئے مگر مخدوم شیخ سعد کی محبت سے خیرآباد مین
اقامت فرمائی **حکایت** جب اکبر شاہ نے عقائد فاسدہ کو اختیار کرکے
علماے جوار اور فقراے ہر دیار کو تکلیف دی تب آپ کو بھی بلایا آپ
کو کشف سے معلوم ہوا مخدوم ابوالفتح سے فرمایا کہ بادشاہ کے احدی
لوگ آتے ہین شہریون کو تکلیف دینگے باہر نکل چلو پھر روانہ ہوئے
اور دریائے گنگ کے کنارے پر قیام کرکے منتظر ہوئے جب وہ لوگ
آئے فرمان کو پڑھا اور فرمایا کہ مجھکو مع سواری کشتی پر لے چلو اس
دریا مین ہنوز نہاتے ہین میرے ہاتھ پانون تر نہ ہون چنانچہ یہی کیا گیا
دریا مین نہایت شور اور تلاطم پیدا ہوا آپ نے پوچھا کہ اس دریا کا ہمیشہ یہی
حال رہتا ہے مخدوم ابوالفتح نے عرض کیا کہ یہ دریا اپنی شور بختی پر
شور کرتا ہے کہ ایسا شیخ مجھ پر ہوکر جا دے اور اُسکے ہاتھ پانون میرے
پانی سے تر نہ ہون آپ نے فرمایا کہ مجھ کو اُٹھا کر میرے پانون کو اس دریا

مین رکھو خدام حکم عالی بجا لائے وہ شور و تلاطم موقوف ہو گیا فوائد سعدیہ
مین لکھا ہے کہ آپ مسن بہت تھے الایمان پر اختصار کیا ہے قرینۂ کلام
سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو اُٹھنے بیٹھنے کی قوت نہ تھی اور اسی وجہ سے پہلے
بھی آپ نے فرمایا ہوگا کہ اگر گود مین اُٹھا کر کشتی تک لے چلینگے تو شاید ہاتھ
پانون دریا مین تر ہون جب آپ دہلی مین پہونچے تو فیضی نے بادشاہ سے
کہا کہ تعظیم ہرگز نہ کیجیے گا جب آپ سامنے گئے اکبر شاہ بے اختیار ہو کر اُٹھ
کھڑا ہوا آپ نے حمایت اسلام اور ترویج احکام کے باب مین بادشاہ کو
بہت نصیحتین کین جب چلے آئے تو فیضی نے کہا کہ آپ نے تعظیم کیون
کی اکبر شاہ نے کہا کہ دو شیر اُنکے دونون پہلو مین تھے نہ اُٹھتا تو مجھ کو
ہلاک کرتے پھر فیضی نے کتون اور بلیون اور چوہون کا پلاؤ پکوایا اور آپکو
دعوت مین بُلایا آپ ہاتھ دھو کر دستار خوان پر بیٹھے اور کھانے کی طرف
مخاطب ہو کر فرمایا کہ شارع نے تم کو ہم پر حرام کیا ہے جہان سے آئے ہو
وہین چلے جاؤ وہ جانور زندہ ہو کر علٰحدہ علٰحدہ ہو گئے فیضی قدمون پر گرا
اور عذر کرنے لگا آپ نے فرمایا کہ ہم ایسے ہین جیسے پانی جو آتا ہے گزر جاتا
ہے ہم کو اُس سے کدورت نہین ہوتی تم کیون عذر کرتے ہو پھر آپ اُٹھ کھڑے
ہوئے اور جب خیرآباد مین آئے تو چند روز کے بعد انتقال فرمایا فیضی نے
چھ مہینے کے بعد آپکا روضۂ منورہ بنوایا اس قدر فوائد سعدیہ مین ہے
اور فقیر نے سُنا ہے کہ اُس عمارت مین کسی جگہ پر فیضی کی تاریخ بھی لگی ہوئی ہے

حکایت شیخ عبد الحق محدث نے اخبار الاخیار مین مخدوم شیخ سعد
کے ذیل مین لکھا ہے کہ مخدوم الہدیہ حضرت شیخ سعد کے مرید ہین اور نہایت
مسن اور معمر تھے اور دہلی مین آئے تھے اور بادشاہ کے یہان اُن کی بڑی

تعظیم ہوئی تھی اور نشانیان عظمت اور کرامت کی اُنسے ظاہر ہوئی تھین
اور پتہ دیتے ہین کہ اسی سال مین یعنی جس سال مین اخبار الاخیار لکھی گئی
اُنکا وصال ہوا شیخ کی عبارت حرف بحرف فوائد سعدیہ کے بیان پر شاہد ہے
مگر مفصل نہین ہے شاید بنظر اختصار لکھنے سے باز رہے اور یہ بھی شیخ نے
نہین لکھا کہ آپ مخدوم شاہ صفی کے خلیفہ ہین غالباً شیخ کی سماعت مین نہ پہونچا
ہوگا جسقدر اُنکو معلوم ہوا لکھدیا وفات شریف سنہ ۹۹۳ نوسو ترانوے ہجری
مین واقع ہوئی تاریخ یہ ہے قطعہ مخدوم پاکان الہدیہ رفت ۔ از دار
فانی سوئے ارمگاہ ۔ گفتم عزیزا تاریخ رحلت ۔ محبوب آفاق رفت از
جہان آہ ۔ مزار شریف خیر آباد مین ہے یزار و یتبرک بہ اور واضح ہو کہ آپکے
بعد سب پیران سلسلہ کا ذکر شجرۂ اول مین موجود ہے

ذکر خیر حضرت شیخ حسینؒ ساکن سکندرہ خلیفہ مخدوم شاہ صفی

قدس اللہ سرہما آپکا اسم مبارک شیخ حسین ہے وطن شریف سکندرہ
جو دہلی کے پاس ہے مناقب مین لکھا ہے کہ آپ توانگر تھے اور بہت علوم اور
فنون جانتے تھے ناگاہ جذبۂ الٰہی آپہونچا دنیا کو ترک کیا اور پیر کی تلاش
مین نکلے بہت بزرگون کے پاس گئے کسی کے ہاتھ پر بیعت نہ کی اور از خود
مجاہدہ کرتے رہے اک عالم جذب پیدا ہوا اور اُسی حالت مین شراب اور
بنگ پینے لگے آخر کار دہلی مین پہونچکر حضرت قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین
بختیار کاکی اوشی قدس اللہ سرہ کے مزار پر عرض حال کرکے سوئے حکم ہوا کہ ہم نے تجھکو
مخدوم شیخ مینا کے فرزندون مین سے ایک شخص کے سپرد کیا پھر قنوج مین آکر مخدوم
شاہ صفی اور قاضی محمد من اللہ کا حال سنکر ارادہ کیا کہ پہلے کاکوری مین قاضی
محمد من اللہ کے پاس جاؤن پھر صفی پور مین چلون مشیت الٰہی نے کشان

اگستان فتحپور چوراسی مین پہونچا یا وہان آپ نے غسل کیا اور تبدیل لباس
کرکے صفی پور کا ارادہ مصمم کیا اور تین باتون کو دل مین خیال کیا ایک تو
یہ کہ مین چند گلوریان پان کی آپ کی خدمت مین لے چلون آپ ایک خود
نوش فرماوین ایک مجھ کو عنایت کرین باقی رکھ لین دوسرے یہ کہ مین لاا بالی
روش ہون جہان جاتا ہون لوگ خیال کرتے ہین کہ کچھ لے بھاگون گا حضرت
مخدوم کوئی بات ایسی فرماوین کہ اہل خانقاہ مجھکو معتبر سمجھین تیسرے یہ کہ
بے طلب کلاہ ارادت عطا فرماوین جب صفی پور مین پہونچے تو عقیدت کامل
حاصل ہو گئی اور وہ سب خیالات دور ہو گئے ارادہ کیا کہ کچھ شیرینی
لے چلون حلوائی کی دوکان کو تلاش کیا نہ پایا ہر بار تنبولی کی دکان سامنے آئی
آخر گلوریان لیکر حاضر ہوئے مخدوم صاحب نے وہی بات کی جو اُنکے
دل مین تھی پھر فرمایا کہ مین جاتا ہون تم نعلین اور جائے نماز کو دیکھتے رہنا
بعد اُسکے کلاہ ارادت بے طلب عنایت فرمائی اور ڈیڑھ برس اپنی خدمت
مین رکھکر کامل مکمل کرکے خلافت دی اور حکم کیا کہ اپنے وطن مین جاکر
اوقات کو معمور رکھو اسقدر سنا بل سے لکھا گیا تاریخ عرس اور سال
وصال کچھ معلوم نہین اور چونکہ اس خاندان کی اجازت پھر کر صفی پور
مین نہین آئی اس وجہ سے اس شجرۂ طیبہ کے کسی بزرگ کا حال معلوم
نہین قصبہ مارہرہ مین سب موجود ہوگا۔

فصل چہارم

ذکر خیر حضرت مولانا علم الدین قدس اللہ سرہٗ آپ کا اسم
مبارک علم الدین ہے علیم الدین نہین اور آپ کے والد کا نام زین الاسلام

اور لفظ مولانا سے قیاس مقتضی ہے کہ عالم تھے اور آپ مرید اور خلیفہ اپنے والد کے ہین آپ کا مزار صفی پور کے باہر جانب جنوب مین متصل آبادی واقع ہے جمادی الاخری کی چھبیسوین کو آپکا فاتحہ ہوتا ہے سال وصال معلوم نہین ۔

ذکر خیر حضرت مولانا شاہ اکرم قدس اللہ سرہٗ آپکا اسم مبارک شیخ اکرم ہے اور آپ عالم تھے اور آپ مخدوم شاہ صفی قدس اللہ سرہٗ کے پر دادا ہین آپ کا مزار صفی پور کے باہر جانب شمال مین متصل آبادی واقع ہے اور آپ سہروردی ہین اور مرید اور خلیفہ اپنے والد کے ہین آپ کا یہان تشریف لانا اور اُسکے واقعات مختلف فیہ زبانون پر ہین لیکن اُن بیاناتِ مختلفہ سے اسقدر بیشک ثابت ہوتا ہے کہ اس مقام کا نام ساری پور تھا اور کوئی راجہ ہندو یہان حاکم تھا اسلمانون کا نشان نہ تھا آپ تشریف لائے اور آپ کی برکت ظاہری اور باطنی سے حق تعالے نے اُس کافر کو زیر کیا اور اہل اسلام آباد ہوئے اور سُنا گیا ہے کہ آپ نے فرمایا تھا کہ ہماری اولاد مین ایک لڑکا ہوگا اُسکے نام سے یہ جگہ مشہور ہوگی چنانچہ مخدوم شاہ صفی کے نام سے صفی پور مشہور ہوگیا آپ کا وصال شعبان کی چودھوین کو ۶۷۵ چھ سو پچھتر مین ہوا ہے محبوبِ خدا بود آپ کی تاریخ قدیمہ ہے اور آپ کے دو بیٹے تھے زین الاسلام اور فخر الاسلام ان دونون کی قبرین آپ کے زینۂ مزار کے ادھر اُدھر ہین مرورِ ایام سے بے نشان ہوگئی ہین جناب ماموں صاحب مرحوم یعنی مولوی ہدایت اللہ صاحب آپ کا عرس کرتے تھے اب مخدومی عین اللہ شاہ صاحب اُنھین کی جائداد سے کرتے ہین ۔

ذکر خیر حضرت سید علاء الدین قدس اللہ سرہٗ حضرت امیر اللہ شاہ

کیے ارشاد سے معلوم ہوا کہ آپ صفی پور کے سادات ارزانی مین ہین اور حضرت مخدوم شیخ سعد کے خلفا مین ایک بزرگ کا یہی نام ہے اور یہی قومیت غالبًا وہ آپ ہی ہین بہر صورت بزرگ ہین اور جب کبھی امساک باران ہوتا تھا تو حاکم وقت انکے مزار پر سرمنی کرتا تھا جب سے انگریزی ہوئی تب سے کبھی اس کی نوبت نہین آئی حضرت مرشد برحق نے شعبان کی تیرھوین کو آپ کا فاتحہ مقرر کیا تھا میان نثار ن مرید حضرت مرشد برحق اُس کے کفیل ہین اور ابتک کرتے ہین انکا مزار صفی پور کے باہر ایک طرف سے جانب جنوب اور ایک طرف سے جانب مغرب آبادی سے متصل واقع ہے۔

ذکر خیر حضرت حسن سرخ موے قدس اللہ سرہٗ آپ کا اسم مبارک حسن ہے اور آپکے بال سرخ تھے اور حضرت مرشد برحق فرماتے تھے کہ یہ بزرگ سہروردی ہین اور بعضے لوگ جو واقف نہین ہین شہید کہتے ہین مولوی فضل عظیم خان نے چاہا تھا کہ آپ کا روضہ بنوادین دو دن بنیاد تیار ہوئی رات کو گر گئی تیسرے دن آپنے خواب مین فرمایا کہ ہم کو کھلا ہوا پسند ہے یون ہی رہنے دو اور آپکا مزار صفی پور کے باہر جانب مغرب متصل آبادی واقع ہے اور مقام دلچسپ ہے حضرت مرشد برحق جمعہ کو تشریف لیجاتے تھے اسکے سوا کچھ اور حال معلوم نہین۔

ذکر خیر حضرت پیر بدھنی قدس اللہ سرہٗ حضرت امیر اللہ شاہ صاحب کے ارشاد سے معلوم ہوا کہ آپکا اسم مبارک محمد علی ہے اور آپ شیخ ہین اور مخدوم صاحب کے ہم عہد ہمایون جب یہان ہوکر فتح پور کو گیا تو آپنے بھی مثل شاہ نعمت اللہ کے ایک بدھنی سے اُسکے لشکریون کو پانی پلایا تھا اسو جہ سے پیر بدھنی مشہور ہین آپکا مزار پچھم طرف سے شمال مین واقع ہے اور کسیقدر آبادی

سے علیحدہ ہے **فائدہ** سوا ان پانچ بزرگون کے اور کسی درویش کی قبر صفی پور
کے باہر مشہور نہین ہے مزارات شہدا البتہ ہین جیسے پیر بخاری اور پیر ماہرو وغیرہما
فائدہ اس کتاب مین ایک تاریخ شاہن میان کی اور دو تاریخین مخدوم
شاہ صفی کی اور ایک تاریخ مولانا شاہ اکرم کی قدیم ہین باقی سب فقیر کی تصنیف
کی ہوئی ہین اور میرے دیوانون مین یہ کوئی نہین ہین اس کتاب کی ضرورت
سے جو مادۂ نظم یا نثر مابین تالیف ہاتھ آیا عجالۃً لکھدیا گیا اب تاریخ ختم تالیف
لکھتا ہون قطعہ اُردو مین نہین لکھا تھا مین نے کچھ بھی ÷ کردے مقبول
اسکو رب الارباب ÷ تاریخ اسکی عزیز مین نے لکھی ÷ لکھی گیا خوب جلد یہ
عمدہ کتاب ÷ تاریخ تمت الکتاب بابتداء البسملۃ وانتہاء الصواب ۔
۱۲۹۸ھ

۱۲۹۸ھ

قطعہ تاریخ طبع سابق از جناب حقیقت انتساب روح اللہ شاہ

عرف مولوی حسین علی متخلص بہ سرشار دام برکاتہٗ

عزیز و ولایت ولایت علی خان رقم کرد سرشار تاریخ طبعش	چو بنوشت حالات اہل ہدایت عزیز قلوبست عین الولایت ۱۳۰۰ھ

تمت

خاتمۃ الطبع سابق از جانب مصنف ممدوح

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ کہ یہ نسخہ طبع ہوا حق تعالے مطبوع خاص و عام کرے اور اسکے چھپوانے والے کو بلند نام کرے چونکہ چودھری محمد عبد الحلیم عرف محمد جان سلمہ الرحمن ولیعہد رئیس فہیم چودھری محمد عظیم خان بہادر بن راجہ محمد خصلت حسین خان بہادر نے اسکو چھپوایا ہے خاتمۃ الطبع مین راجہ مغفور کا تھوڑا سا ذکر خیر لکھدینا مناسب نظر آیا معظم الیہ رئیس سندیلہ تھے اور جوان خوبرو اور مرد خوشخو ہر جوار مین نامی ہر دیار مین گرامی جبسے مسند نشین حشمت و عظمت ہوئے اپنی خوبیون سے سب اعزا اور اجا اور رؤسا کو خوش رکھا اور اپنے خاندان مین تدبیرات عمدہ سے کسی کو منحرف نہ ہونے دیا اور سب کو گزارہ کافی دیکر ایسا راضی کیا کہ کوئی مقدمہ سرکار تک نہ گیا اسوقت مین ہر ایک کو اس بات کی قابلیت کہان رؤسائے جوار و دیار کی کاربرآری مین کوشش کرتے اکثر تعلقہ دارون کے کام متعلق رہتے جس کا جو کام ہوتا اُسمین کوتاہی نہ کرتے اور سلوک نیک سے پیش آتے ایسا کہ وہ لوگ محسن سمجھتے غرض کہ ہر طرح سے مورد عنایت خداوند تھے سب حکام وقت خصوصًا نواب لفٹنٹ گورنر بہادر نہایت رضامند تھے اور باوجود مناصب دنیا کے عقبیٰ کا بھی خیال رکھتے تھے ہمارے مرشد برحق فرد مطلق حضرت شاہ خادم صفی محمدی قدس اللہ سرہٗ کے مرید خلافت یافتہ تھے اور نہایت با اخلاص وارادت اسد اللہ شاہ خطاب پایا تھا ذوق سماع بھی رکھتے تھے اور لذت یاب ہوتے تھے چنانچہ جب مرض الموت مین مبتلا ہوئے باوجودیکہ لوگون نے تکلیف کے خیال سے منع کیا نہ مانا اور

مخدومی حضرت عین اللہ شاہ کے قوالون کو بلاکر سُناجب صفی پور مین آتے
یہان کے سب آدمیون سے بہت اچھی طرح ملتا اور اپنے پیر بھائیون کو
جہان کہین پاجاتے اپنے مرتبہ عالی پر نظر نہ کرتے بے تکلف ہوکر ہمنا رہوتے
مقبرۂ شریف مع خانقاہ بنوایا چنانچہ ابتک بنتا جاتا ہے اور چودھری
محمد عظیم خان بہادر اُن کے فرزند ارجمند نے سب خرچ تعمیر بدستور معین
رکھا ہے اور چونکہ وہ بھی حضرت مرشد پاک کے مرید ہین بدل متوجہ ہین
انتقال سے ایک سال پیشتر اُنکی زوجۂ ثانیہ مقبول شاہ کہ وہ بھی حضرت مرشد
برحق کی مریدۂ مخلصہ ہین اور آپ نے کمال شفقت سے اُنکو بھی پیالہ پلایا
ہے بدستور قدیم اُنکے ساتھ عرس شریف مین آئین اور مزار مقدس پر
آرزو کی کہ عرس آیندہ تک میرے شوہر کو راجگی کا خطاب مرحمت ہو
حق تعالےٰ کی قدرت کاملہ سے ویسا ہی ہوا جب عرس شریف نزدیک
آگیا گورنمنٹ سے راجگی کا خطاب آیا الا تقدیر الٓہی نے مہلت نہ دی
کماحقہ شہرہ نہ ہونے پایا چند ہی روز کے بعد انتقال فرمایا انا للہ وانا الیہ
راجعون جب بیمار ہوئے ڈپٹی کمشنرون کی چھٹیان مزاج پرسی کو آئین معالجات
مین نہایت زیشہ دوانیان ہوئین لکھنؤ اور ہردوئی سے فرنگی اور ہندوستانی
ڈاکٹر صبح وشام ریل پر آتے جاتے ایک بار بے وقت بھی ریل روان
کی گئی اطبائے یونانی نامی نامی دہلی اور لکھنؤ سے بلائے گئے ہزارون
روپیے صرف ہوئے مگر کسی علاج نے اثر نہ کیا ؎ تدبر کند بندہ و تقدیر
نداند ٭ تدبیر بہ تقدیر خدا وند نماند ٭ اور اس بیماری مین جو لوگ اُنکے پیر بھائیون
مین سے اُنکے دیکھنے کو گئے اُن سب کے ساتھ اُسی تواضع اور اُسی اخلاق
سے پیش آتے رہے اور ہرچند بہت سے تعلقدار اور اُمرا آئے گئے اِلّا اپنے

پیر بھائیون کی خاطر داری کے واسطے اپنے لوگون پر تاکید کرتے اور کہتے کہ انکے واسطے فلان چیز لاؤ اور فلان چیز منگواؤ فی الواقع اگر اُنکے دل مین حضرت مرشد برحق کی گنجایش نہ ہوتی تو ایسی شدت جانکاہ مین اور ایسے لوگون کے مقابلے مین ان غربا کو یون نہ پوچھتے یہ اُسی صحبتِ پاک کا اثر تھا ے من کہ و تعظیم جلال از کجا ٭ عقل کجا دین پر وبال از کجا ٭ باقی حال حضرت کے ملفوظ شریف مخزن الولایت مین لکھا ہے خصلت حسین اُنکا نام تاریخی ہے اکاون برس کی عمر مین گزر گئے بہت جلد سفر کر گئے دنیا سرائے فانی ہے عقبیٰ عالم جاودانی ہے یہی دستور زمانہ ہے یہ بھی ایک افسانہ ہے ے یادگارِ زمانہ ہین ہم لوگ ٭ سُن رکھو تم فسانہ ہین ہم لوگ ٭ فقیر نے اُنکے فرزند ارجمند کی فرمایش سے تاریخ انتقال لکھی تھی اب ذیل مین لکھتا ہون۔

قطعۂ تاریخ لمولفہ

آہ خصلت حسین ہی ہو ہو — سنہ ۱۲۹۹ ہجری
اسد اللہ شاہ سنجش گفت
راجہ خواندہ گور ترش از فر — سنہ ۱۲۳۹ سمبت
واہ مرشد بسوے خود طلبید — سنہ ۱۲۹۹
واے با آہ آہ با غم و درد — سنہ ۱۲۸۹ فصلی
ہان چہ ناگاہ و جلد شد آخر — سنہ ۱۲۸۹ فصلی
تر بشد ز اشک دیدۂ اولاد — سنہ ۱۲۹۹ ہجری
طالب مرگ شد بترک ہوس — سنہ ۱۲۹۹ ہجری
ہشت بیت عزیز در تاریخ

واے ذی جود و مرد فرخ پے — سنہ ۱۸۸۲ء
گفت دا بالطف از خطاب بہ مفت
کردہ زینجا بجلد پاک سفر — سنہ ۱۲۹۹ ہجری
سوے حق شد ز رحمش آرا امید — سنہ ۱۲۹۹
اسد اللہ شاہ رحلت کرد — سنہ ۱۲۹۹ ہجری
واے زو شد چہ ماتمے ظاہر — سنہ ۱۲۳۹ سمبت
فخر سندیلہ زو بہ شام افتاد — سنہ ۱۲۸۹ فصلی
جان بشد رفت از جہان بنفس — سنہ ۱۲۹۹ ہجری
بنگر و غور کن بہر تاریخ

همہ اطراف گرد و پارہ گنی — ہجری دفصلی شمارہ گنی
ہفتدہ سال مختلف بشمار — آفرین سخن دریغ مدار
سخنم چون باستمداد آمد — صوری و معنوی بیاد آمد
گفتم از پس کہ بشمرے بعدد — نود و الف و نہ ضعیفی صمد

۱۲۹۹ھ

وحشت نامہ

ثمرۂ ذہن نقاد و نتیجۂ طبع معنی ایجاد جناب مصنف دامت برکاتہ

مرشدِ پاک حضرتِ خادم — مجھکو ہردم نہ کیجیے نادم
کب تلک یون خراب حال رہون — دردمندِ غم وصال رہون
آپ کے غم نے مجھکو مارا ہے — آپ ہی کا مجھے سہارا ہے
ہاے تم کچھ خبر نہین لیتے — مجھکو دیوانہ کر نہین دیتے
مین نہین چاہتا ہون دانائی — مجھکو دو بیخودی و رسوائی
اپنے جینے سے تنگ آیا ہون — کب تلک اس طرح سے زندہ رہون
آپ کو یاد کرکے روتا ہون — سخت اندوہ مند ہوتا ہون
آپ کا مین غلام کہلاؤن — آپ کو چھوڑ کر کہان جاؤن
یاد آتی ہے جب نگاہِ کرم — نہین تھمتا ہے دیدۂ پرنم
پوجتا ہون تمہاری صورت کو — کافر بت پرست ہون دیکھو
آشنا ہوکے آپ کا صاحب — سب سے بیگانہ ہوگیا صاحب
خون رلاتی ہے آپ کی خوبی — پھر دکھادو وہ شانِ محبوبی
وہ تبسم وہ گوہر افشانی — ہے نمک پاشِ زخمِ پنہانی
آپ جس دن سے کرگئے رحلت — کیا پراگندہ ہوگئی صحبت

نہ وہ عرفان رہا نہ ذوق رہا
نہ محبت رہی نہ شوق رہا

رات دن اک نئی مصیبت ہے
زندگی ہے کہ مخمصہ ہے یہ

ہاے خون بار کیون نہون آنکھین
دیکھکر تم کو یہ ستم دیکھین

اب وہ لذت محال ہے صاحب
زندگانی وبال ہے صاحب

دل کو حسرت سے ایک سکتا ہے
رات دن سب کے منھ کو تکتا ہے

دیکھیے کب تلک یہ روگ رہے
مبتلا ہو گئے جو لوگ رہے

جو گئے خوب چین سے سوئے
غافل اس شور وشین سے سوئے

اک فقط آپ کے نہونے سے
ہے سروکار مجھکو رونے سے

چاہتا ہون کہ آپ مل جائین
کاشکے خواب ہی مین آپ آئین

مجھکو دنیا کی کچھ تلاش نہین
فکر ہبودیِ معاش نہین

آرزو ہے تو آپ ہی کی ہے
آپ کی اک نگاہ کافی ہے

ہو چکا آپ کا غلام عزیز
کس طرح چھوڑے آپکی دہلیز

خاتمۃ الطبع ازجانب کارپردازانِ مطبع

بعد حمدِ رب العالمین ونعت سید المرسلین ومحامد خلفاے راشدین وستایش صلحاے مومنین رضوان اللہ علیہم اجمعین تمام مسلمان بھائیون کو نوید مسرت افزا دیجاتی ہے کہ اس زمانِ برکت اقتران مین مفتاح کنوز اسرار آلہی منشور لامع النور معرفت وآگاہی معدن عرفان وجذباتِ دمخزنِ نقود کرامات آئینہ حالات اولیاءاللہ۔ جامع خوارقِ عاداتِ کاملانِ حق آگاہ مجموعۂ مضامین طریقت وارادت موسوم بہ علین الولایت لراح الہدایت جسمین کل پیرانِ طریقت خانوادۂ صفیۂ صفویہ چشتیہ قدس اسرارہم کے مقامات علّیہ وانوار قدسیہ کا

ذکر اس ترتیب سے مذکور ہے پہلی فصل مین حضرت مرشد برحق مہبط انوار
ایزدِ مطلق حضرت خادم صفی محمدی قدس اللہ سرہ سے لیکر رسولِ مقبول
صلے اللہ علیہ وسلم تک جتنے بزرگ شجرۂ چشتیۂ صفویہ مین ہین ترتیب کے
ساتھ مذکور ہین۔ اور یہ سلسلہ بندگی شیخ مبارک یعنی مخدوم شاہ صفی قدس سرہ
کے صاحب سجادہ سے ملا ہوا ہے۔ دوسری فصل مین حضرت شاہ غلام زکریا
سے لیکر حضرت شیخ فضل اللہ گجراتی تک جتنے بزرگ گزرے ہین علی الترتیب مسطور
ہین تیسری فصل مین حضرت شاہ قدرت اللہ سے لیکر مخدوم الہ دیہ تک جتنے
بزرگ واسطہ ہین سلسلہ دار مرقوم ہین چوتھی فصل مین جتنے بزرگ صفی پور کے
باہر آسودہ زمین مندرج ہین۔ از تصنیفات طیبات حاوی الفضائل والفواضل
عمدۃ الاجلۃ والاماثل قطب الولایت والارشاد۔ غوث العارفین والاوتاد
صوفیِ پارسا۔ ولیِ باصفا۔ حقائقِ آگاہ حضرت محمد عزیز اللہ شاہ معروف
بہ ولایت علی خان صاحب متخلص بعزیز نہایت اہتمام اور مزید اہتمام اور صحت
مالاکلام سے النقل کالاصل مطبع نامی وگرامی مشہور نزدیک و دور
منشی نولکشور واقع لکھنؤ مین بعالی ہمتی آقائے نامدار جناب منشی پراگ نرائن صاحب
دام اقبالہ مالک مطبع موصوف باراول بماہ مارچ ۱۸۹۹ء مطابق ماہ ذوالقعدہ
۱۳۱۶ھ و باردوم بماہ جولائی ۱۹۵۳ء مطابق ذوالقعدہ ۱۳۷۲ھ بحکم جناب راجہ رام کمار صاحب
وارث نولکشور پریس بکڈپو لکھنؤ مین حلیہ طبع سے آراستہ و پیراستہ ہوکر مقبول خاص و عام اور حمائل
گلوئے انام ہوا۔

باہتمام بپن بہاری کپور منیجر مطبع ہذا

اطلاع

اس مطبع میں ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ فروخت کے لیے موجود ہے جس کی فہرست مطول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہے جس کے معائنہ و ملاحظہ سے شائقان اصلی حالات کتب کے معلوم کرسکتے ہیں قیمت بھی ارزان ہے اس کتاب کے ٹیٹل پیج کا صفحہ چہارم جو سادہ ہے اُن میں بعض کتب تصوف اُردو و فارسی درج کرتے ہیں تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہو اُس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدردانوں کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
کتب اخلاق و تصوف اُردو		بحر الحقیقت اصلاح نفس میں	۶/
جامع الاخلاق۔ ترجمہ اخلاق جلالی	عه/	آبجیات۔ اخلاق و موعظمت میں مصنفہ منشی کامتا پرشاد۔	۰۴/
باب دانش۔ مولفہ مولوی محمد کریم بخش۔	۰۲/	کیمیائے حکمت حصہ اول بیان شرائف علم و ادب	۰۳/
اوقات عزیزی۔ از سید غلام محمد خان۔	۶/	نجات المومنین۔ ذکر کرامات حضرت شاہ نجابت اللہ مطبوعہ مطبع پٹیالہ۔	۸/
ترجمہ عوارف المعارف۔ کامل دو جلد میں مترجمہ مولانا ابوالحسن فریدآبادی۔	۱۲/ عه	تہذیب الاخلاق۔ مولفہ مولوی نجم الحق۔	زیرطبع
خزینہ دانش۔ ہوشمندی کی تعلیم از مولوی محمد کریم بخش۔	۷/	اخلاق رضی مصنفہ قاضی محمد رضی	زیرطبع

المشتہر
منیجر (راجہ) رام کمار پریس صبغۂ بکڈپو لکھنو